میرے عاشق آوارہ

By Tania Tahir

گرم چائے کا کپ اسکے ہاتھ پر پھینک کر وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور اسکے منہ پر کھینچ کر تھپڑ دے مارا ۔

جبکہ وہ بچہ حیرانگی سے اپنے باپ کو دیکھنے لگا اسنے ایسا بھی کچھ نہیں کیا تھا کہ اسکے ہاتھوں کو چائے سے جلا دیا جاتا یہ پھر اسکے منہ پر تھپڑ مارا جاتا

ہزار بار کہا ہے کام میں دل لگاؤ۔۔ایک چائے تم سے بنتی نہیں کرو گے کیا تم زندگی میں بلڈی لوزر" وہ دھاڑے تو وہ چودہ سالہ بچہ سر جھکا گیا

اپنی چودہ سالہ عمر میں یہ بات اسنے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھیرتے ماں سے باپ سے دادی سے دادا سے بہن سے بڑے بھائی سے تایا چچا غرض ہر رشتے سے سنی تھی

وہ حساسیت سے ڈبڈبائی آنکھوں سے باپ کو دیکھنے لگا

۔ جوڈی آئی جی تھا

۔ پولیس محکمے کا اتنا بڑا اور اونچا نام کہ انکے ہاں نوکروں کی ایک بے شمار تعداد تھی

مگر اسکا نائنتھ کا ریزلٹ بے حد برا آیا تھا وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ پڑھنا نہیں چاہتا تھا

وجہ یہ تھی کہ وہ پڑھ نہیں پاتا تھا

وہ میتھس نہیں پڑھ پاتا تھا اسے کیمسٹری سمجھ نہیں آتی تھی اسے انگلش بولنے

میں انگلش پڑھنے میں پریشانی ہوتی تھی

۔ حالانکہ وہ شہر کے سب سے بڑے سکول میں پڑھتا تھا

سب سے زیادہ فیس اسکی تھی انکے حلقہ احباب میں مگر نہ ہی سکول میں اسکے

کنسیپٹس کلئیر ہوئے اور ٹیوٹر کوئی نہیں تھا۔ اسکے بہن بھائی بہت اعلیٰ نمبروں

سے پاس ہوتے تھے بھائی نے کامرس میں ٹاپ کیا تھا جبکہ بہن سی آئے کر رہی

تھی وہ کافی چھوٹا تھا ان سے مگر اسکی مدد کے لیے گھر پر کوئی نہیں تھا اور ٹیوٹر رکھنے

۔ پر بھی اسے یہ ہی سننے کو ملتا تھا کہ وہ اپنے بڑے بہن بھائیوں سے کچھ سیکھے

اسکا ریزلٹ برا آیا۔۔۔ برا ایسا تھا کہ ڈیڈ کی پسند کے نمبر وہ حاصل نہیں کر سکا تھا

اور اسی وجہ سے ڈیڈ نے اپنے پرسنل ملازم کو ہٹا کر اسے ملازمت کے لیے رکھ لیا تھا

۔ اور یہ اسکی سزا تھی

وہ بہت رو یا تھا اسے چائے بنانی نہیں آتی تھی اسے جوتے پو لیش نہیں کرنے تھے اسے ڈیڈ کے تھپڑ نہیں کھانے تھے مگر سب گھر والے متفق تھے کہ اسکے ساتھ یہ ہی ہونا چاہیے تو اسے سزا کے طور پر یہ سب کرنا پڑ رہا تھا

ڈیڈ ڈیڈ ایم سوری پلیز میں اب اچھا پڑھو گا بہت محنت کروں گا بہت زیادہ محنت کروں گا پلیز میری سزا ختم کر دیں" "وہ دل برداشتہ سا بولا اسکے آنسو گال پر گیر رہے تھے جبکہ اسکے والد نے اسے دور جھٹکا

جس لائق تم ہو تمھیں اسی لائق رکھ رہا ہوں آج اگر چھوٹ دے دی تو زندگی میں کچھ نہیں بن پاؤ گے ساری زندگی لوزرز کیطرح میرے سہارے پڑے رہو گے۔۔ " "وہ چیخے

جبکہ اتنے میں ہی اسکی مام اگئ

اب کیا کر دیا اس لوزر نے" وہ ہنسنے لگیں وہ سب اسے ٹیز کر رہے تھے جبکہ وہ چودہ سالہ بچہ سر جھکائے کھڑا ہو گیا اسنے اپنے ہاتھوں کو سختی سے بند کر لیا تھا اور وہ گھبراہٹ اور کنفیوژن سے دھورا ہو رہا تھا

معافی مانگ رہیں ہیں آپکے شہزادے مجھ سے۔" "ڈیڈ نے سر جھٹکا اور فائلز اٹھا لی

اس کو معافی بھی مانگنی آتی ہے یہ ایک لفظ تو ڈھنگ کا بول نہیں سکتا ہماری سوسائیٹی میں موو نہیں کر سکتا" "مام کو الگ غصہ تھا

اتنے مہنگے سکول میں پڑھانے کا کیا فائدہ ہوا کہ اب تک تم گھر میں اردو بولتے ہو انگلش نہیں ماہین اور مرتضی کو دیکھو کس طرح روانگی سے وہ بولتے ہیں جیسے ابروڈ سے پڑھیں ہو" "اسکی ماں نے بھی اسے دھکیلا اور غصہ نکالا

۔ بس یہ صاحب زادے جس لائق ہیں انھیں وہی نوکری مل گئی ہے

جاؤ اب یہاں سے"" "وہ بولے اس بچے نے ماں باپ کیطرف دیکھا آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

"مام پلیز

"شیٹ آپ

وہ غصے سے بھڑ کیں ناؤ گیٹ لاسٹ" "وہ اسے باہر کا راستہ دیکھانے لگی

تمھیں دیکھ کر میرا بی پی شوٹ کرتا ہے جسٹ لیو ناؤ" وہ عاجزا کر بولیں تو وہ مردہ قدموں سے وہاں سے واپس چلا گیا

اپنے کمرے میں آکر وہ بری طرح رویا تھا اسکی ویڈیو گیمز اسکی باسکٹ بال اسکا سارا سامان کمرے سے نکال دیا تھا یہاں تک کے ٹی وی موبائل کچھ نہیں تھا

اسنے کتابیں اٹھالیں وہ پڑھے گا خوب پڑھے گا

اسے کیوں نہیں سمجھ آتی یہ سب" وہ کتابوں پر سر ڈال کر پھر سے رونے لگا

" ۔۔۔ اوئے لوزر میرے دوست آرہے ہیں۔۔ڈرنک تم نے سرو کرنی ہے ۔ اچانک دروازہ کھولا اور مرتضی نے کہا"

میں نہیں کروں گا میں کیوں کرو" وہ آنسو صاف کرتا بولا

کیونکہ ڈیڈ نے تمھیں یہ سزا سنائی ہے اور پتہ چلنا چاہیے سب کو تم کتنے بڑے لوزر ہو" "وہ اسکو کہتا ہنستا ہوا باہر نکل گیا جبکہ وہ بچہ پھر سے رونے لگا

اسے یہ اب نہیں کرنا تھا وہ ڈیڈ کا اچھا بیٹا بننا چاہتا تھا وہ اب پڑھے گا تو اچھے نمبر حاصل کرے گا مگر کوئی بھی اسے پڑھنے نہیں دیتا تھا وہ اٹھ گیا مرتضی ڈیڈ کو

شکایت لگاتا تو اسے مار پڑتی اور ابھی وہ تھپڑ کھا کر اتنا رو رہا تھا بعد میں کیا ہوتا وہ اٹھ کرایا

۔ نوشین آنٹی انکی ملازمہ تھیں وہ اسکو دیکھ کر مسکرائیں

ارے بابا تم یہاں کیا کرتا ہے۔۔۔ام دے دے گا مرتضی بابا کو فریشمنٹ" "وہ ہمیشہ اس سے پیار سے مخاطب ہوتی تھیں

نوشی آنٹی" وہ نم انکھوں سے انھیں دیکھنے لگا

وہ اسکی طرف بڑھیں

آپ مرتضی کو بابا مت کہا کریں یا پھر مجھے مت کہا کریں" "وہ پاؤں کے انگوٹھے سے زمین پر سطر کھینچتا بولا ۔

ارے ام تو اپنے بابا کو ہی بابا کہے گا اتنا پیارا گول مٹول سا ہے تم کو پتہ ہے جب تم ہوا تھا صاحب بہت خوش تھا بہت" "وہ مسکرا کر بتانے لگیں

سب جھوٹ ہے آپ یہ ہی باتیں بتاتی ہیں جبکہ وہ مجھ سے بہت نفرت کرتے ہیں " "وہ بولا تو تھوڑا غصہ سا محسوس ہوا

ایسا نہیں ہے بابا وہ شاید سخت ہیں بس" نوشین نے سمجھانا چاہا

وہ سخت نہیں ہیں وہ دوسروں کو نیچا دیکھا کر خوشی محسوس کرتے ہیں بھلے سامنے انکی اولاد ہی کیوں نہ ہو" اسنے کہا اور غصے سے وہ ٹرالی گھسیٹتا ہوا مرتضیٰ کے دوستوں میں لے آیا

۔ پہلے تو ہال روم میں مرتضی سمیت سب کا قہقہہ نکلا تھا

۔ یار یہ کیا نوکری کرنے لگا ہے تیرا بھائی مرتضی" "وہ سب بولے

یہ لوزر یہ ہی ڈیزرو کرتا ہے بلکہ ڈیڈ نے کہا ہے اگر او لیول کا ریزلٹ اچھا نہ آیا تو ۔۔۔اسے گھر سے نکال دیں گے سڑکوں پر بھکاریوں کیطرح مانگتا پھیرے گا"

مرتضی ہنسا اسکے دوست بھی ہسننے لگے جبکہ سامنے کھڑے بچے کو شدید غصہ آیا تھا ۔

اور اسنے اسی طرح جس طرح اسکے باپ نے چائے کا کپ پھینکا تھا وہ کپ مرتضی کے منہ پر پھینک دیا

مرتضی کے خوبصورت خوبرو چہرے پر کپ کے ٹوٹنے سے نشان پڑا اور خون نکلنے لگا

میں نہیں جاؤں گا کہیں میں لوزر نہیں ہوں اور نہ بھکاری ہوں" وہ روتے ہوئے چیخا اور وہاں سے گھبرا کر بھاگ گیا مرتضی کی چیخیں گھر میں گونجنے لگیں اسکے

۔ دوستوں نے مرتضی کو پکڑا اور اسکے ڈیڈ کو بلانے لگے

۔۔ جبکہ وہ بچہ اپنے کمرے میں بند ہو گیا وہ پتے کیطرح کانپ رہا تھا

اسے ڈر لگ رہا تھا ڈیڈ سے وہ اب اسے ماریں گے اسے اندھیرے میں قید کر دیں

۔ گے اس سے گھر کا مزید کام لیں گے

برتن دھلوائیں گے کپڑے دھلوائیں گے اسنے ایسا کیوں کیا

۔ مرتضی اسکا بھائی تھا

اپنے غصے پر ہی افسوس ہونے لگا وہ غصہ نہیں کرے گا وہ کبھی غصہ نہیں کرے گا

۔ ڈیڈ اسے معاف کر دیں مرتضی اسے معاف کر دے

۔ وہ روتے ہوئے بس یہ سوچ رہا تھا

۔ جبکہ کچھ ہی دیر میں اسکے روم کا دروازہ دھڑ دھڑ بجا

دروازہ کھولو میں تمھاری ٹانگیں توڑتا ہوں بھائی کا منہ برباد کر دیا" "وہ باہر سے چیخ رہے تھے

ائی۔۔۔ائی ایم سوری ڈیڈ" "وہ دروازہ کو کھولے بنا روتے ہوئے بولا

انھوں نے اتنے تہذیب دار ہونے کے باوجود اسے بہت گالیاں دیں تھیں اسکی

ماں بھی چیخ رہی تھی اور وہ اتنا خوف زدہ تھا اسکا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا

اور اچانک اسکے روم کی ایک ایک چیز بند ہو گئی

اور کمرے کو باہر سے ہی لاک کر دیا یعنی اسکی سزا شروع ہو گئی تھی

اسکے کمرے میں گھپ اندھیری ہو گیا اسے ڈر لگ رہا تھا

"آئی ایم سوری ڈیڈ میں اب اچھا بیٹا بنو گا پلیز مجھے معاف کر دیں

ہمیشہ اندھیرے سے وہ ذہنی طور پر مفلوج سا ہو جاتا تھا

اور اسکی کمزوری سے سب ہی واقف تھے تبھی اسے یہ سزا دی گئی تھی اسنے غلطی

بھی بڑی کی تھی مگر کسی نے بھی مرتضی کی غلطی کے بارے میں نہیں سوچا تھا کہ

وہ کس طرح اسے ٹیز کر رہا تھا

اسکی سزا پورے دس دن بعد ختم ہوئ تھی نہ ہی دس دن تک اسکے کمروں میں روشنی ہوئ نہ ہی کوئ اسکے پاس آیا اور نہ ہی کسی نے اسکا حال احوال پوچھا

نوشین آنٹی اسے کھانے کو دیتی رہیں تھیں کسی کو اسکے نہ ہونے کی پرواہ بھی نہیں تھی

جبکہ نوشین کا دل بیٹھتا تھا یہ کیسا ظلم تھا جو اس گھر کے لوگ اس معصوم بچے پر کر رہے تھے وہ بہت غمگیں ہوتی تھیں اور نہ جانے اس بچے سے محبت سی ہو گئ تھی

-

وہ اسے کھانا دیتی تھی وہ کھالیتا تھا مگر بولتا کچھ نہیں تھا نوشین آنٹ نے بہت بار اسے کہا کہ وہ یہاں سے باہر نکلے مگر وہ ایک لفظ نہیں بولتا تھا

اور انھیں بہت فکر تھی وہ ذہنی طور پر اس اندھیرے میں بہت ڈسٹرب ہو چکا تھا

دس دن بعد اسکے والد آئے اور اسے گھسیٹ کر باہر نکالا تو دس دن بعد بھی اسکے منہ پر دو تھپڑ پڑے تھے

کیا کیا ہے تم نے بھائ کے ساتھ تمھیں احساس ہے" "وہ دھاڑے تھے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا

س۔۔۔سو۔۔سوری۔۔سوری" وہ سسکتا ہوا معافی مانگ رہا تھا

مائے فٹ" وہ چیخے اور اسے دور دھکیل دیا

تمھاری سوری سے اسکے منہ پر لگا نشان ہٹ جائے گا دس دنوں سے اسکے منہ پر سے اس نشان کو ہٹوانے کے لیے کہاں کہاں نہیں گیا میں مگر مگر تمھاری وجہ سے تم پیدا ہی کیوں ہوئے تھے جلتے ہو اپنے بھائ سے تم بلڈی لوزر جلتے ہو تم اس سے تبھی تم نے یہ سب کیا ہے جب تم خود کچھ نہیں کر سکتے ایک زمین پر رنگتے بس کیڑے کیطرح تم رینگ رہے ہو اور تم نے اپنے بھائ کے ساتھ یہ سب کیا ہے جان بوجھ کر باسٹرڈ" وہ اسپر چیخ رہے تھے گالیاں دے رہے تھے اور وہ اسے جتنا سنا سکتے تھے اور مار سکتے تھے انھوں نے سب کچھ کیا اور وہ بچہ ایک بات ہی دھراتا رہا س۔۔۔سوری سوری کہتا رہا اور وہ روتے روتے زمین پر بیٹھ گیا اسنے ارد گرد ۔ دیکھا اسکے والد جا چکے تھے

تبھی اسے سامنے سے اسکی ماں اندر آتی دیکھائی دی تھی

مما مما" وہ دوڑ کر کسی معصوم چڑیا کے بچے کیطرح انکے سینے سے لگ کر بری طرح رونے لگا

میں آپکا برا بیٹا نہیں ہوں مما میں برا بیٹا نہیں ہوں میں اب کوئی برا کام نہیں کروں گا میں آپکا اچھا بیٹا بن کر رہوں گا میں اب اچھے نمبر لوں گا میں کسی سے بد تمیزی نہیں کروں گا مما پلیز مجھ سے بولیں نہ" "وہ روتا رہا جبکہ اسکی ماں سپاٹ نظروں سے کھڑی اسے دیکھتی رہی

یہ جو تم نے اپنے بھائی سے حسد رکھی ہوئی ہے نہ سینے میں اسے ختم کرو پہلے" وہ اسے دور دھکیل کر بولی۔

تم کبھی میرے اچھے بیٹے نہیں بن سکتے خود کو ایک نظر دیکھو تو سہی کس قدر لوزر ہو تم اور اسی بات کی حسد میں تم نے اپنے بھائی کے ساتھ یہ سب کیا ہے" وہ اسے ڈانٹ کر بولیں

میں بھیا سے حسد نہیں کرتا وہ۔۔وہ مجھے لوزر کہہ رہے تھے انکے دوست ہنس رہے تھے وہ میرا مذاق بنا رہے تھے

۔۔۔ تو تم ہو لوزر تم ہو لوز

پتہ نہیں تم میرے بیٹے کیسے بن گئے تمھیں میں نے کیسے پیدا کر دیا" وہ بھڑک کر کہتی وہاں سے چلی گئیں جبکہ وہ بھاگ کر دوبارہ اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ شکر تھا اسکے کمرے کی لائٹس کھول دی گئیں تھیں۔۔۔

زندگی کے پانچ سال مزید ایسے ہی گزرے تھے وہ انیس سال کا تھا ان پانچ سالوں میں کچھ نہیں بدلا تھا اسنے ہر ممکن طریقے سے باپ بھائی بہن ماں اپنے رشتوں کے قریب ہونے کی کوشش کی باپ کو خوش کرنے کے لیے دن رات پڑھائی میں لگا اچھے مارکس لے کر آتا مگر اسکے ریزلٹ اسکی پوزیشنز اور اسکی کامیابی سے کسی کو غرض نہیں تھی وہ چاہتا تھا کہ مرتضی کیطرح اسکا باپ اسے بھی گلے لگائے اور اسپر بھی فخر محسوس کرے مگر انھوں نے اسے بلکل اگنور کیا ہوا تھا مرتضی کے چہرے پر پڑا نشان اب وقت کے ساتھ بلکل ٹھیک ہوتا جا رہا تھا یہاں تک کہ دیکھتا بھی نہیں تھا اسنے اپنے بھائی سے بھی بہت معافیاں مانگیں تھیں مگر مرتضی نے

اسے معاف نہیں کیا تھا اور اسکے باپ نے مرتضی کا چہرہ ٹھیک کرانے کے لیے

۔ جیسے دن رات ایک کر دیا تھا

مرتضی ایک پرفیکٹ مین تھا خوبصورت چارمنگ ڈگیرز کا انبار اور شاندار جاب۔

وہ آئیڈیل تھا اسکے باپ کا فخر تھا جبکہ سہراب کے بارے میں اس گھر میں ایک لفظ

بھی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا اور اسی شدت سے وہ رشتوں کا بھوکا تھا جس

شدت سے اسے اگنور کیا جاتا تھا

پھر ان پانچ سالوں میں بدلہ کچھ نہیں تھا بس اتنا ہوا تھا کہ مرتضی نے اپنے چہرے

پر مارے گئے کپ کا بدلہ اس سے لے لیا تھا

سہراب کے آنکھ کے نیچے ایک بہت بڑا کٹ کا نشان تھا جو کہ تقریبا سال پہلے

مرتضی کی وجہ سے اسے چوٹ لگی تھی۔

مرتضی اس دن کے بعد اس سے مزید نفرت کرنے لگا تھا مگر باپ کی نظروں میں

اور بھی اچھا بن گیا تھا تبھی کچھ سکون تھا مگر جب جب ڈاکٹر اسکے نشان کے بارے

میں نہ امید ہوتے تو سہراب کا شاداب چمکتا چہرہ اسکے اندر جلن اور حسد کو اجاگر

۔ کرتا جاتا

پھر وقت کے ساتھ باپ کی بے پناہ کوششوں اور محنت سے اسکا نشان تو جاتا رہا مگر اسکے دل سے بھڑاس نہیں گئی اور اسی بھڑاس کے سبب جب سہراب اپنی فٹ بال پریکٹس کے لیے گھر سے اجازت لے کر نکلا تو مرتضی اور مرتضی کے دوست بھی اسکے ساتھ کھیلنے لگے اور انھوں نے سہراب کے منہ پر بال ماری بال بہت بھاری تھی اور اس میں نہ جانے کیسے کیل اٹکی ہوئی تھی جو سہراب کے منہ پر لگتے ہی اسکی ناک سے کے کر اسکی آنکھ کے نیچے تک ایک نشان بنا گئی

مرتضی کے دل کو سکون ملا تھا اور سہراب کی تڑپ کسی کو نظر نہیں آئی تھی

سوائے نوشین کے یہاں تک کے اسے ڈاکٹر پر لے جانا بھی کسی نے ضروری نہیں سمجھا مرتضی نے بس اتنا کہا تھا

" سوری ڈیڈ ہم تو کھیل رہے تھے میں نہیں جانتا کیل کیسے لگا

۔ اسکی اتنی ہی بات پر مراد نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا جیسے سمجھ گیا ہو

کچھ نہیں ہوتا ڈونٹ واری تم جاؤ تمھارے کل اہم اگزیمز ہیں" وہ دن سہراب علی خان کی زندگی کا وہ دن تھا جس میں ایک اٹھارہ سال کا بچہ کسی چھوٹے معصوم

بچے کیطرح پھوٹ پھوٹ کر رو یا تھا اتنا رو یا تھا اتنا رو یا تھا کہ اسے پر واہ نہیں تھی

۔ کون سنتا ہے کون نہیں

۔۔ اسکا دل کرچیوں میں تقسیم ہوا تھا

ایک تھپڑ ایک وہ تھپڑ جو اسکا باپ اسکے منہ پر مرتضی خان کے لیے مارتا تھا اگر

سہراب کے لیے مرتضی کے منہ پر لگ جاتا اور اسکے بعد ساری زندگی بھی اسکا

باپ اسکے ساتھ ویسا ہی رہتا تو وہ شکواہ زبان پر نہ لاتا مگر یہ وہ وقت تھا جو سہراب کی

۔ زندگی کا رخ بدل گیا تھا

اسکی بہن اسکی ماں اسکے رشتے اسکے وہ رشتے جن کے لیے وہ تڑپتا تھا کہ کبھی محبت کا

۔ احساس اسے دلائیں وہ رشتے اسے ایک نظر دیکھنے بھی نہیں آئے تھے

۔ اگلے دن شاید ان سب کے لیے نیا سہراب کھڑا تھا

۔ اسکے آنسو خشک ہو گئے تھے

اسکا چہرہ سپاٹ ہو گیا تھا اسکے چہرے پر پڑا نشان ہاں سرخ تھا لیکن اس نشان سے

۔ کسی کو فرق نہیں پڑتا تھا نہ ہی کسی نے اسکو کچھ کہا نہ تسلی دی نہ ہمدردی کی

۔ اب اسے کسی کی ہمدردی نہیں چاہیے تھی

۔ تبھی وہ اگلے ہی دن باپ کے کمرے میں داخل ہوا

۔ اور آج جس طرح وہ داخل ہوا مراد علی خان اسکو دیکھنے لگے

۔ میں ہاسٹل جارہا ہوں" اسنے بس اتنا ہی کہا

"وہاں جاکر تم کیا اکھاڑ لو گے

۔ وہ طنزیہ ہنسے

۔ سہراب کچھ نہیں بولا

۔ انفارم کیا ہے" اسنے ترچھی نظر ایک باپ پر ڈالی اور وہاں سے چلا گیا

اسکے ماں باپ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

کس بات کا رویہ دیکھا رہا ہے یہ اگر مرتضی سے لگ بھی گئی تو کیا ہو گیا بھائی ہے اسکا اور اسنے جو کیا تھا بھول گیا یہ لڑکا تم دیکھنا ہمیشہ لوزر ہی رہے گا اور اسکے اندر اپنے بہن بھائی کی حسد یوں ہی رہے گی لکھوا لو تم مجھ سے" مراد بولے سہراب انکے کمرے کے باہر کھڑا یہ سب سن رہا تھا

۔ مجھے تو سخت نفرت ہو گئی ہے اس سے" اسکی ماں بولی

۔ اور سر جھٹک کر اپنے شوہر کا غصہ ٹھنڈا کرنے لگی

سہراب سیدھا اپنے کمرے میں آیا نہ چاہتے ہوئے بھی اسکی آنکھوں میں نمی اگئی تھی مگر یہ سب کوئی نئی بات تو نہیں تھی پھر وہ کس لیے روتا وہ بچہ نہیں رہا تھا

وہ ہلکا سا مسکرایا اور اپنے کپڑے اور اپنا ضروری سامان کے ساتھ کیش لیا اور گاڑی لے کر وہ وہاں سے انیس سال کی عمر میں چلا گیا ۔

نہ کسی سے ملا نہ کسی سے بات کی نہ کسی نے اسکو روکا نہ ہی کوئی اسکے پیچھے آیا ۔

سوائے نوشین کے جو تڑپ کر اسکے پیچھے بھاگیں تھیں ۔

اور اسکو جاتے دیکھ اسکی لمبی عمر کی دعا کی تھی ۔

حالانکہ سہراب کو گاڑی چلانے کی اجازت نہیں تھی یہ دو گاڑیاں مرتضیٰ کے لیے تھی مگر آج وہ پہلی بار بغاوت کر کے نکلا تھا اور اب تو اسکی رگوں میں خون کی جگہ بغاوت نے بہنا تھا

.... سات سال بعد

"ہائے ڈیڈ

مرتضی نے باپ کی لائبریری میں قدم رکھا وہ اس وقت مکمل سوٹ میں تھا سیاہ

رنگ کے ۔۔۔

وہ جاب چھوڑ کر اپنے بیزنیس کو ان سات سالوں میں شاندار طریقے سے چلا رہا تھا

اور مراد کے لیے اس سے بڑی اور کوئ بات نہیں تھی

اس میں تہذیب تھی گریس تھی تمیز تھی ۔

وہ جہاں جاتا تھا لوگوں کو اپنا بنا لیتا تھا اپنے بے پناہ خوبصورت اخلاق اور پرسنلٹی

سے اسکا باپ بہن ماں سب اس سے بہت خوش تھے ۔

اس کی شادی کے لیے بس اب ڈھونڈ پڑتال ہو رہی تھی ۔

اور مراد اسکے لیے دنیا کی سب سے خوبصورت اور پرفیکٹ لڑکی کو چنا چاہتا تھا

اسکو چمکتی آنکھوں سے دیکھ کر وہ مسکرائے اور اسے اندر آنے کی اجازت دی ۔

کیسے ہیں آپ آج ایک میٹنگ تھی بیسٹ گئ ہے کافی منافع بخش تھی" وہ بتانے

لگا

میرا بیٹا جہاں ہاتھ ڈالتا ہے سونا ہو جاتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے مجھے یقین

"ہے تم کامیابیوں کی منزلوں کو چھو گے

۔ وہ مسکرا کر بولے تو مرتضی بھی مسکرایا اور انکے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا

ڈیڈ میں چاہتا ہوں یہ سہراب کے نام جو پلاٹ ہے وہ تقریبا میری لوکیشن کے

حساب سے بیسٹ ہے آپ اسے میرے نام کر دیں میں وہاں ایک ہوٹل بیلٹ

" کرانا چاہتا ہوں

اسکی بات مراد نے کبھی رد نہیں ہی تھی وہ اسکی ہر بات مانتا تھا اور اسکی ہر بات کو

بہت اہمیت دیتا تھا یہاں تک کے پورے گھر پر ہی مرتضی کا ہولڈ تھا

۔ اور وہ جس طرح چاہتا یہاں ویسا ہی ہو گا اور ہوتا تھا

سہراب کا پلاٹ ایک وہ ہی چیز مرتضی اسکے نام ہے جو کہ اسکے دادا کی طرف سے

ہی اسے ملی ہے بیٹے بہت کچھ ہے تمھارے پاس تو تم ان جگھوں کو استعمال کر و اس

" جگہ کو چھوڑ دو

آپ مجھے انکار کر رہے ہیں" مرتضی کا لہجہ اکھڑنے لگا

نہیں بلکل نہیں میرے بیٹے کی جتنی اہمیت ہے او سہراب کی اتنی اہمیت نہیں ہے مگر تم جانتے ہوئے بابا جان کا سہراب کے جانے کے بعد اسکے متعلق سوچنا اور اسکو یاد کرنا اور وہ اب بھی چاہتے ہیں کہ سہراب گھر واپس لوٹ آئے ۔

تو میں اس عمر میں انھیں کوئی ٹنشن نہیں دینا چاہتا یہاں تک کہ تمھیں بھی نہیں کہ تم اسے دیکھ کر ڈسٹرب ہو" مراد نے اسے سمجھایا ۔

ڈیڈ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا مجھے فرق نہیں پڑتا سہراب یہاں رہتا ہے یہ جھنم میں مجھے وہ جگہ ہی چاہیے وہ میری لوکیشن اور کام کے حساب سے بیسٹ ہے اور مجھے یقین ہے آپ میری یہ خواہش پوری کریں گے "

وہ مسکرایا مراد البتہ چپ ہو گئے اسکی ہر بات مان کر وہ اسے ضد کا پکا تو کر ہی چکے تھے اور سہراب کے لیے نفرت اسکے دل میں پہلے سے کی گناہ زیادہ ہو گئی تھی ۔

مراد چپ ہی رہے جبکہ وہ وہاں سے نکل آیا ۔

یہاں ہر چیز پر اسکا حق ہونا چاہیے تھا ایک ایک پر۔۔۔ کوئی ایک بھی چیز وہ سہراب دینا نہیں چاہتا تھا اور وہ تھا ہی کیا جو وہ کچھ اسے دیتا سر جھٹک کر وہ اپنے روم میں اگیا

یہ یہاں کی بیسٹ جگہ تھی بہت آرام دہ اور خوبصورت وہ بیڈ پر گر گیا اور سکون سے آنکھیں بند کر لیں ۔

جبکہ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ دروازہ بجا اور اسکی بہن ماہین روم میں داخل ہوئی

ہائے مرتضی" وہ کہیں جانے کے لیے ریڈی تھی شاید

"ہائے

مرتضی تھکا تھکا سا تھا ۔

" وٹس گوئیگ اون تم تھکے ہوئے لگ رہے ہو

وہ بولی اور اسکے سامنے بیٹھ گئی ۔

" ہاں کچھ خاص نہیں تم بتاؤ کہاں جا رہی ہو

میں توار ہم کے ساتھ جا رہی ہوں باہر ڈیڈ نے کہا تمھیں دیکھتی جاؤں کچھ مزاج

" ٹھیک نہیں تمھارے

وہ ہلکا سا ہنسی تو مرتضی پھر سے پیچھے گیر گیا ۔

" در حقیقت مجھے وہ پلاٹ چاہیے جو سہراب کا ہے

۔ وہ اصل وجہ بتا گیا

ماہین نے شانے آچکا

" کیا ایشو ہے ڈیڈ سے فائلز لے لو

یہ ہی تو ایشو ہے کہ دادا نے وہ پلاٹ سہراب کے نام کیا ہے میں ہوٹل بنانا چاہتا ہوں اور وہ جگہ بیسٹ ہے وہ لوزر ویسے بھی اس جگہ کو ضائع ہی کر دے گا تو اس

" جگہ کا اصل حقدار مجھے ہونا چاہیے

۔ وہ بولا تو ماہین ہسنے لگی

تم جانتے ہو مرتضی اس گھر میں سہراب کی حیثیت فقت ایک فالتو چیز سے زیادہ نہیں اور وہ بلڈی لوزر بھاگا ہوا ہے یہاں سے ۔۔۔ تم کیوں پینک ہو رہے ہو بھلا

" تمھیں ڈیڈ ضرور وہ جگہ دے دیں گے تو چل مارو

وہ بولی تو مرتضی نے سر ہلا دیا

دیکھو اب تم پریشان مت ہونا تم جانتے ہو مام تمھارے لیے شہر کی بیسٹ لڑکیاں

۔ ڈھونڈنے میں لگی ہوئی ہیں " وہ ہنسی تو مرتضی بھی ہنسنے لگا

اور میرے خیال سے داپرفیکٹ مین پینیک نظر آیا تو اچھا نہیں لگے گا

کم اون یو آر دا بیسٹ بروا وکے۔۔۔ سہراب جیسے فالتو انسان کے لیے خود کو پریشان مت کرو اور دادا کا کیا ہے آج ہیں کل نہیں تو انکی بات بھی ڈیڈا انکی گرتی عمر کی وجہ سے مان رہے ہیں" وہ اسے تسلی دینے لگی

۔

مرتضی نے سر ہلا دیا اور ماہین وہاں سے چلی گئ جبکہ مرتضی نے آنکھیں بند کرلیں

۔

وہ ہمیشہ سے ایسے ہی ٹریٹ ہوتا تھا ایک بہترین انسان کا خطاب اسے مل چکا تھا اور

۔ وہ اپنے آپ کو پرفیکٹ ہی سمجھتا تھا

آنکھیں بند کرنے سے پہلے وہ روز سہراب کے بارے میں آخری بار سوچتا ضرور

۔ تھا

۔ کہ کس طرح سہراب کے چہرے پر نشان قدہ تھا اسنے

" سہراب سہراب سہراب

بہت تیز اور بلند آواز کی چیخ و پکار تھی اور ایک مظبوط جسم اور قد و قامت کا شخص دوسرے شخص کو بری طرح مختلف ٹریکس سے مار رہا تھا اس میں ہمیشہ سے ایک جنون ہی تھا پیچھلے ساتھ سالوں میں کئ بار اسکے دوستوں نے اسے یہ سب کرتے ہوئے دیکھا تھا ۔

اور وہ یہ سب کرتے ہوئے بلکل نہیں گھبراتا تھا ۔

وہ موت کی بازی کھیلتا تھا ہر ہفتے ایک بار شاید اپنی طاقت کو آزماتا تھا کہ وہ کس حد تک خود میں طاقت رکھتا ہے ۔

اسنے دیو ہیکل آدمی کو اپنے مظبوط بازوں میں جیسے ہی اٹھایا اور زمین پر دے کر مارا چاروں اور سناٹا چاہ گیا ۔

یہ فائیٹ ٹل ڈیتھ تک لڑی جانی تھی سہراب کا چہرہ خون آلودہ تھا اسکے جسم پر کئ جگہ نشان تھے جن میں سے خون بہہ رہا تھا ۔

وہ آدمی زمین پر گیرتے ہی بے دم سا ہو گیا اس سے پہلے سہراب اسکی گردن پر پاؤں رکھ کر واقعی اسکا کام تمام کرتا ایک عورت دوڑتی ہوئی آئ اور سہراب کے پاؤں اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیے

پلیز میرے ہز بینڈ کو چھوڑ دو ہمارے پاس انکے علاوہ کوئی نہیں۔۔۔پلیز" اسکے

دو چھوٹے چھوٹے بچے بھی رو رہے تھے اور وہ دو بچے سہراب کا پاؤں پکڑتے اس

۔ سے پہلے ہی اسنے اس آدمی پر سے پاؤں ہٹا لیا

۔ وہ پیچھے ہٹ گیا وہ جیت گیا تھا

اسکے دوستوں نے اسکے نام کے نعرے لگا دیے تھے سہراب نے پورے منہ پر

۔ ہاتھ پھیرہ اور خون صاف کر کے ایکطرف ہاتھ جھٹکا

۔ تو وہ اپنی کامیابی اور اپنی طاقت پر مسکرایا تھا

اسے فرسٹ ایڈ کی ضرورت تھی تبھی اسکے دوستوں نے اسے

فرسٹ ایڈ دینا چاہی مگر اسنے رد کر دی

۔ سر جھٹک کر گیلے بالوں کو پیچھے کرتا وہ باہر نکل گیا تھا

" یار امیزنگ فائیٹ تھی برو

۔ ایک دوست نے اسکے مظبوط مسلز پر ہاتھ رکھا

۔ سہراب مسکرایا

اور اس دوست نے اسکی جانب پیسے بڑھائے جسے دیکھ کر

۔ سہراب ہنسا

" انھیں تم ہی رکھ لو

وہ کہہ کر مسکراتا ہوا جمپ کر کے اپنی جیپ پر بیٹھ گیا

۔ یہ اسنے اپنی کمائی سے لی تھی

حالانکہ وہ سال میں صرف چار ماہ کماتا تھا وہ بھی علینہ کی وجہ سے جو بری طرح

۔ سہراب کے چہرے کی دیوانی تھی

جبکہ وہ شادی شدہ تھی پھر بھی اسے سہراب خان کے چہرے کا کریز تھا اور وہ اسے

انڈسٹری کا بہترین چہرہ بنا دینا چاہتی تھی

۔ اسکی ایک ایلبم نے ہی کافی تھلکا مچایا ہوا تھا

مگر سہراب کو شاید ابھی اپنی قیمت کا اندازا نہیں تھا اسنے ہر آفر کو ٹھکرا دیا تھا یہ علینہ

ہی زبردستی اس سے یہ کام لیتی تھی ورنہ لڑائی اور دنگے فساد سے ہی وہ اپنا کام

چلانے کا خواہش مند تھا

علینہ اسکی یونیورسٹی فیلو تھی

جس کا بہت بڑا کرش سہراب خان تھا مگر سہراب کو دلچسپی نہیں تھی اس میں یہ ۔۔۔۔ اپنی جانب متوجہ ہونے والی کسی بھی لڑکی میں

وہ اپنی جیپ پر سوار ہوا اسکے دوست اسکے ساتھ تھے اور بس زندگی اتنی ہی تھی اسکی باسکٹ بال اسکی ٹل ڈیتھ فائٹینگ اور سب سے خاص اسکی بے توجگی ہر چیز ہر چیز سے بے توجگی کسی بھی چیز پر توجہ یہ دھیان دینے کا محتمل نہیں تھا وہ نہ ہی کبھی کسی بھی چیز کو سیریس لیتا تھا اسکے چہرے پر لگا نشان اسکے چہرے کی بہت بڑی ۔ خوبصورتی تھی

۔ سب اسکے نشان کو دیکھ کر اس کے چہرے سے نہ جانے کیوں محبت کر اٹھتے تھے اسکے نشان سے کچھ لوگ ڈر بھی جاتے تھے مگر پھر بھی چپکے چپکے اسکی شخصیت کے اثر میں گھل سے جاتے وہ اتنا بے نیاز تھا ہر چیز سے کہ احساس اور جزبات کی شدت میں کمی لگتی تھی اسکے کئی دوست تھے پھر بھی اسکو اپنا کوئی دوست نہیں لگتا تھا نہ ہی کبھی اسنے کسی دوست سے زندگی یہ زندگی میں گزری کوئی بھی اچھی یہ بری یاد ڈسکس کی تھی

اسکے دوست اسکے ساتھ مخلص تھے یہ نہیں مگر وہ کسی کے ساتھ نہیں تھا

شہر کی سڑکوں پر آوارہ پھرنا اسے پسند تھا

یہ آزاد اور کھلی ہوا جب اسکے چہرے سے ٹکراتی تو وہ خوشی کی انتہا کو چھوتا تھا

۔ ہاں اسے چھوٹی چیزوں میں خوشیاں ڈھونڈنا پسند تھا

جیسے ہمیشہ جب علینہ اسکے لیے کام کی تلاش کرتی تو وہ بلکل بے نیازی سے اسکے لون میں باسکٹ بال کھلنے لگ جاتا جیسے اسے بلکل پرواہ نہ ہو کہ اگر اسے کوئی کام نہ ملا تو کیا ہو گا وہ کہاں سے کھائے گا اسکے خرچ کیسے پورے ہوں گے وہ بنا جھجھک کے پیسے ختم ہوتے علینہ سے مانگ لیتا تھا اور علینہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس ۔ کی ناجائز حرکات میں ساتھ دے بیٹھتی تھی

اور جیسے ان آوارہ دوستوں کے ساتھ گھوم کر جب وہ گھر لوٹتا تو اسے نیند نہیں آتی ۔ تھی

۔ وہ سیگریٹ کے گھیرے کش لیتا تھا وہ ڈرنک کرتا تھا وہ موویز دیکھتا تھا

وہ میچز دیکھتا تھا ساری ساری رات وہ یوں ہی گزار دیتا اگر کبھی آنکھ لگ جاتی تو دم ۔ گھٹنے لگتا تھا

تبھی وہ سونے کو اتنی اہمیت نہیں دیتا تھا بہت عجیب اور پر اسرار سی شخصیت تھی

۔ جسے حل کرنا بے حد مشکل تھا

پیچھلے سات سالوں میں ایک بار بھی اسکے گھر والوں نے اسکی

جانب پلٹ کر نہیں دیکھا اور وہ اب اتنا بے زار تھا اور اپنے جزبات

اس حد تک کھو چکا تھا کہ وہ سچی محبت اور سچے رشتوں سے

۔ آشنائی رکھتا ہی نہیں تھا

اسنے زندگی میں کیا پایا تھا کیا نہیں وہ نہیں جانتا تھا اسے ضرورت بھی نہیں تھی کہ

۔ وہ زندگی میں کچھ بن نہیں سکا وہ بس یوں ہی خود کو آزاد چھوڑے ہوئے تھے

اپنے جسم سے نکلنے والے خون کی پرواہ کیے بنا سہر اب رات تین بجے تک دوستوں

۔ کے ساتھ رہا تھا اور جب وہ واپس اپنے فلیٹ کی جانب مڑا تو

علینہ کی کال اگئ

اسنے کال پک کر لی شاید یہ واحد لڑکی تھی جس سے وہ بات کر لیتا تھا

" ہائے

اسکی بھاری آواز میں بھی بڑا جادو تھانہ جانے قدرت نے اس میں کیا کچھ چھپا کر رکھا تھا جس سے وہ واقف ہی نہیں تھا اسکے لہجے کا بھاری پن سن کر علینہ نے گھیرہ سانس بھر کر اپنے شوہر کیطرف دیکھا

سہراب دور سے ہی دیکھا جانے والا تھا وہ اسکے قریب جاتی تو شاید خود بھی اس برف کی مانند ٹھنڈی ٹھاڑ آگ میں جم ہی جاتی ۔

" ڈرنک ہو

اسنے سوال کیا

"ہاں

وہ فلیٹ کی چابی کھول کر اندر آ گیا

میں آجاؤں" علینہ نے روز کیطرح چھیڑا ۔

" ۔ تمھارے شوہر کی بیوی کی عزت لٹ جائے گی

وہ صوفے پر ڈھیر ہوتا بے باکی سے بولا تھا اتنا ہی لاپرواہ تھا تبھی تو علینہ جان دیتی تھی وہ ہنس پڑی ۔

نہ جانے سات سالوں میں سات لاکھ بار کہہ چکے ہو پھر بھی کچھ نہیں بدلا ۔

۔ وہ اسے یاد دلاتی بولی کہ اسکا روز کا معمول ہے یہ بات

"کیوں فون کیا ہے

اسکی آنکھیں بند ہو رہیں تھیں جبکہ وہ سر جھٹک کر خود کو احساس دلانا چاہ رہا تھا کہ وہ سوتا نہیں ہے

اگر وہ سویا تو وہ عام دنوں سے زیادہ پریشان ہو جائے گا

۔ اور وہ اپنے بارے میں کبھی نہیں سوچنا چاہتا تھا

جی ہاں میں تو تمھیں ویسے بھی فون کر لیتی ہوں مگر تم تب ہی

"اٹھاتے ہو جب تمھیں لگے کہ کام کی بات ہو گی بہت بے مروت ہو یار

وہ برا مان گئ

وہ کچھ نہیں بولا

اوکے میں نے بات کی تھی تمھارے لیے انھیں تمھارا فیس پسند آیا ہے انھوں نے کہا ہے تم کل انکے آفس جا کر ملو بہت بڑے ڈائریکٹر ہیں سیر یسلی اگر تمھیں سلیکٹ کر لیا تو تم انکے ساتھ انڈسٹری کے جانے مانے نام بن جاؤ گے سہراب میں

" بہت ایکسائٹڈ ہوں

وہ ایک سانس میں بتانے لگی

"میری طرف سے ریجیکٹیڈ

۔۔۔۔ فون بند

ٹوں ٹوں کی آواز علینہ کے کان سے ٹکرائی

"نو سہراب

۔ وہ ایکدم چیخنی کہ خیال آیا کہ اسکے ساتھ اسکا شوہر بھی سو رہا تھا

جبکہ دوسری طرف اسنے موبائل پھینکا اور زمین پڑا اپنا کشن اٹھا کر سر اسپر ڈال دیا

۔ میر سہراب علی خان

علینہ نے اسکا نام کچھ اسطرح پورا کرا کرا اسکی فرسٹ ایلبم انٹریوز کرائ تھی اسکی

ایلبم کی ایک بھی تصویر اسکے پاس نہیں تھی وہ

۔ ایسے ہی تکیے پر سر ڈالے سامنے دیوار کی جانب دیکھتا رہا

اور پھر ایکدم اٹھ کر ٹریس میں آکر سموکینگ کرنے لگا

اسکا فون پھر سے بج رہا تھا وہ جانتا تھا علینہ ہو گی وہ تڑپ اٹھی ہو گی اسکے انکار پر اسے

پرواہ نہیں تھی

مراد سہراب کو بلا لو بلا لوا سے واپس میری سانسیں نہیں پوری ہوں گی ہم نے بڑا

"ظلم کر دیا اسپر

دادا بولے مرتضی کا بس نہیں چلا جھک کر اس بڈھے کی گردن دبا دے عمر کے

اس حصے میں جب سانسیں نہیں نکل رہیں تب احساس ہوا ہے کہ کس کے ساتھ

کیا غلط ہوا ہے

" بابا جان ہم نے کچھ نہیں کیا خود ہی بھاگا تھا وہ آنا ہو گا تو خود ہی لوٹ آئے گا

مراد بولے تو وہ سر پٹخنے لگے جیسے اذیت میں ہوں بلا لوا سے کوئ تو بلا لے

وہ رونے لگے مراد سے باپ کی حالت نہ دیکھی گی تو اٹھ کر باہر اگئے

۔ مرتضی بھی پیچھے اگیا

" ان سے کہیں یہ بس فائلز پر سائین کریں

وہ غصے سے بولا

میں کیسے اس حالت میں کرالوں میں کون ساچاہتاہوں کہ سہراب جیسالوزر ہمارے گھر آئےاورنہ جانے سات سال کس نالی پر گزاریں ہوں گے تم سمجھ رہے ہو میں کتناپریشان ہوں "

وہ بولے تو مرتضی کو باپ کی نفرت اچھی لگی اسی طرح بلکل اسی طرح ڈیگریڈ ہونا چاہیے تھاسہراب کو۔۔۔ سہراب کو عزت مل ہی کیسے سکتی تھی یہ عزت اور یہ شان وشوکت اسکے لیے تھی اوراس بات کواندازااسے اچھی طرح تھااوراس بات کااحساس اسے دلایا بھی گیا تھا کہ وہ کتنااہم ہے اپنے ہی بھائی کی نسبت ۔۔۔

تواب کیاکریں گے " مرتضی نے باپ کیطرف دیکھا ۔

معلوم نہیں مجھے تو ٹنشن میں ہی ڈال دیاہے " وہ چیڑ کر بولتے جانے لگے سمجھ یہ نہیں ارہی آخر سہراب کے واپس آنے سے انکی سانسیں پوری ہو جائیں گی اور جب سانسیں ہی نکل جائیں گی تو سہراب کااچار ڈالیں گے "

مرتضی غصے سے صوفے پر بیٹھاتوماہین ہنسنے لگی ۔

دیکھو مرتضی اچھاہے پتہ تو لگے لوزر نے اتنے عرصے میں کیاکیا۔۔۔ کہیں وزیراعظم تو نہیں بن گیا" ماہین کا قہقہہ نکلاجبکہ مرتضی بھی ہسنے لگا ۔

ویسے کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو۔" مرتضی پر سوچ نظروں سے دیکھنے لگا

۔ تمھاری فائلز کا کیا بنا" ماہین کو یاد آیا وہ ہوٹل کی فائلز کے لیے بے چین تھا

کیا بننا تھا دادا جان صاحب کو اچانک سب سے بے کار اور لوزر پورے سے محبت ہو

"گئ ہے تو فلحال وہ سگنیچر نہیں کر سکتے

۔ وہ سر جھٹک کر بولا

یار کیا پرو بلم ہے انکو سیدھی طرح چلے جائیں زندگی تو پوری ہو ہی گئ ہے اب کس

"لیے زندہ ہیں

وہ دونوں یہ سوچے بنا کہ اپنے ہی دادا کے بارے میں وہ یہ باتیں کر رہے ہیں جس

نے ان دونوں سے اتنے لاڈ اور محبت کی تھی کہ سہراب تو کبھی اپنے حصے کی کوئ

چیز نہیں لے سکا تھا کل پھر محبت دنیا میں سب سے قیمتی جزبات کیسے حاصل کرتا

۔

وہ دونوں تا دیر باتیں کرتے رہے تھے تبھی انکی مام بھی اگئیں وہ دو دن سے گھر پر

۔ نہیں تھیں اور وہ واپس آئیں تو دونوں بچوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئ تھیں

۔ ایک ڈاکٹر تھی تو دوسرا بیزنیس کی دنیا کا ابھرتا ستارہ

۔ وہ ان دونوں کے پاس آکر بیٹھ گئ

۔ وٹس گوئینگ اون" وہ پوچھنے لگی

کچھ نہیں بس دادا کی ضد کا سوچ رہے ہیں ویسے آپکو کیا لگتا ہے سہراب اب دیکھتا کیسا ہوگا" ماہین نے زرا سوچتے ہوئے سوال کیا

آلویز لک لائیک آلوزر۔۔۔ایک ہارا ہوا انسان جو کبھی اپنی زندگی کو برائیٹ نہیں کر سکتا ڈرپھوک اور بے کار انسان" یہ اسکی ماں تھی جو اپنی ہی اولاد کے ۔ بارے میں یہ گفتگو کر رہی تھی مرتضی اور ماہین مسکرا اٹھے

اینی ویز سہراب خان از من آف اور بیزنیس کل ہمارے گھر درانی اور انکی بیٹی آرہی ہے مسٹر مرتضی تمھارے لیے۔۔۔سو بی ریڈی

۔ مائے سن" وہ بولیں تو وہ مسکرایا

" مرتضی درانیز ڈاٹر از موسٹ بیوٹی فل گرل سیر یسلی

۔ ماہین نے بھی تعریف کی مرتضی اٹھ گیا

میرے لیے دنیا کی بیسٹ چیزیں ہی ہیں تو بیوی بھی پرفیکٹ ہی ہونی تھی" وہ فخر سے کہتا وہاں سے چلا گیا جبکہ پیچھے وہ دونوں اسکی بات سے متفق تھیں

" سہراب وٹ از دس بیہیویر کتنی اہم میٹنگ ہے آج اور تم کیا کر رہے ہو

وہ اسکے فلیٹ نہیں کباڑ خانے میں داخل ہوئی تو وہ شرٹ لیس تھا اور اسکے مسلز علینہ دور سے ہی دیکھ سکتی تھی اسنے دو بنڈ لز اٹھائے ہوئے تھے جنھیں کبھی وہ اوپر لیفٹ کرتا تو کبھی نیچے علینہ یہ منظر سانس روکے دیکھ رہی تھی سہراب نے علینہ کو دیکھتے ہی چھوڑ دیے ۔

وہ اسکے نزدیک سنجیدگی سے بڑھنے لگا

علینہ کو لگا اسکا سانس لینا بھی مشکل ہو رہا ہے اتنا اثر تھا ماحول میں اسکا ۔

سہراب اسکے نزدیک آیا ۔

"ہائے علینہ

وہ ہمیشہ اتنا ہی کول رہتا تھا بھلے اسکے گھر میں آگ کیوں نہ لگ جائے ۔

علینہ نے اسے غصہ کرتے ہوئے دیکھا بھی نہیں تھا

سہراب" علینہ اسکی اتنی قربت پر سٹپٹا گئی ۔

۔ سہراب نے بنا لحاظ کے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود سے نزدیک کیا

پاگل ہوگئے ہو" وہ خود کو قابو نہیں کر پا رہی تھی

یو ڈونٹ وانٹ ٹو سپنڈ ود می سچ آر ومنٹک موز" وہ اسکے کان کے قریب جھکتا بولا

۔ جبکہ علینہ نے اسکے شانے پر تھپڑ دے مارا

" شادی شدہ ہوں میں

"پھٹیچر سے شادی کی ہے تم نے

وہ اس سے دور ہوتا شانے آچکا کر بولا

ہاں طاقت ور سے کرنے کی کوشش کی تھی لیکن عزت بہت پیاری تھی اپنی اکثر

" لڑکیاں نکاح کے دن بھاگتی ہیں مجھے یقین تھا میرا دولہا نکاح کے دن بھاگ جاتا

"یو آر ٹو امپریسیو تم میرے بارے میں اتنا سب کچھ جان جاتی ہو

۔ وہ چیڑانے لگا

۔ شیٹ آپ سہراب میں بہت اہم بات کر رہی ہوں" وہ غصے سے بولی

کول ڈاؤن" اسنے اسکے ماتھے پر انڈا مارا اور اسے پین میں ڈال کر بنانے لگا

۔ سہراب" وہ چیڑ گئی

سہراب نے اسکیطرف دیکھا

۔ یہ میٹنگ تمھاری لائف بدل دے گی یار" وہ اب زچ ہو رہی تھی

۔ مجھے نہیں بدلنی یار" وہ اسی کیطرح لفظوں پر زور دیتا بولا

۔ تو ساری زندگی اس کباڑ میں گزار دو گے" وہ بھڑکی

"بھئی تمھارے باپ کا کیا جاتا ہے

وہ فریج میں سے بریڈ ڈھونڈنے لگا مگر شاید وہ نہیں تھی

تم کتنی بے مروت گرل فرینڈ ہو تمھارے بوائے فرینڈ کے پاس ایک ڈبل روٹی

" نہیں جاؤ زرا لے آؤ ورنہ اپنے پھٹیچر سے کہو

وہ بولا اور انڈا ہی بنا کر کھانے لگا

سہراب میرا دل کرتا ہے بعض اوقات میں اپنے بال نوچ لوں" وہ زچ ہو رہی

۔ تھی وہ جانتا تھا سہراب مسکرا دیا

فائین" اسنے شانے آچکائے

" تم ابھی ریڈی ہو کر میرے ساتھ جا رہے ہو

۔ وہ حتمی لہجے میں بولی

۔ مجھے تم پسند نہیں ارہی اسوقت تم جاسکتی ہو" سہراب نے کہا

میں اپنے شوہر کو پسند ہوں تمھاری ضرورت نہیں مجھے" وہ زرااترا کر بولی کہ اب

۔ علینہ اتنا بھی جان نہیں دیتی اسپر

" بہت اچھی بات ہے پھر نکلو یہاں سے

۔ وہ پلیٹ وہیں چھوڑ کر ہاتھ دھونے لگا

۔ سہراب پلیز" علینہ کے پاس آخری حل یہ ہی تھا

"یار تم مجھے آزادی سے جینے کیوں نہیں دیتی

۔ سہراب نے ہاتھ چھڑایااور بیڈ پر گیر گیا

اسے تم آزادی کہتے ہو مجھے تو لگتا ہے تم آزاد نہیں قید ہو کہیں کسی بھی طرح۔۔۔۔میں نہیں جانتی مگر صاف دیکھتا ہے کوئ بھی نارمل انسان اپنی زندگی میں آگے بڑھنے کی خواہش رکھتا ہے وہ تمھاری طرح کارویہ نہیں رکھتا تم یہ تو یہ

" سب جان بوجھ کر خود کے ساتھ کرتے وہ یہ تم انوکھے انسان ہو

وہ اسکی شرٹ زمین سے اٹھاتی چیخی جو پاؤں میں الجھ رہی تھی

"آئ وانٹ ٹو سلیپ جاؤ گیٹ آؤٹ

وہ تکیوں میں منہ دیتا بولا

" ہاں پتہ ہے مجھے تم کتنا سوتے ہو صبح چار بجے بھی اون لائین تھے

تم کیا کر رہی تھی اس وقت " وہ سر اٹھا کر اسکی صورت دیکھنے لگا

جبکہ علینہ آنکھیں غصے سے چھوٹی کرتی اسے دیکھنے لگی

اب تم شرافت سے اٹھ جاؤ اس سے زیادہ نہیں ہو رہے مجھ سے

تمھاری ترلے " وہ بولی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا علینہ مسکرا دی

کچھ شرائط ہیں میری۔ " وہ بولا

۔ مجھے سب منظور ہیں " علینہ نے جلدی سے کہا

" میری بریڈز ختم ہیں وہ لا کر دینی ہے تم نے انڈے اور پاستہ

علینہ کھل کر ہنسی

مجھے لگتا ہے تم میرے دوست نہیں بس اٹھائیس سال کے بچے ہو " وہ ہنس رہی تھی

شیٹ آپ " سہراب نے سر جھٹک کر واشروم جانے کا سوچا

کیا تمھیں مزید کچھ چاہیے " وہ بولی

" آئسکریم

وہ ہنسی روک گئ

" اوکے ویسے اتنے پیسے تم کمالو گے کہ تم یہ سب خود خرید سکو

۔ علینہ نے اسے یاد دلا یا وہ بنا کچھ بولے واشروم میں چلا گیا

جب وہ فریش ہو کر نکلا تب تک علینہ اسکے کباڑ خانے کو کچھ سنوار چکی تھی

سہراب نے بلیک کلر کی شرٹ ڈالی اور بلیک ہی جینز پہن کر بالوں کو سیٹ کیا اور اسکے بعد اسنے پرفیوم لگا کر گاگلز لگائے تو وہ اتنا شاندار لگ رہا تھا کہ علینہ بس سانس روکے دیکھتی رہی کاش کاش وہ مان جاتا تو آج اسکی دوست سے زیادہ اسکے لیے کچھ اور ہوتی مگر نہیں اسنے کبھی نہیں ماننا تھا گاگلز لگانے کے بعد اسکے چہرے کا نشان چھپ گیا تھا وہ بلکل پرفیکٹ ہیرو میٹریل لگ رہا تھا

علینہ بہت خوش تھی سہراب اپنی جیپ جبکہ علینہ اپنی کار میں ڈائیریکٹر کے پاس پہنچے تھے۔

سہراب بنا انتظار کیے سیدھا اس ڈائریکٹر کے سر پر سوار ہو گیا تھا

علینہ نے گھبرا کر اسے باہر کھینچا

" پاگل ہو گئے ہو

وہ گھورنے لگی

تو مجھے یہاں انتظار کرانے کے لیے لائ ہو جب تم نے کہا تھا وہ مجھ سے ملنے کے

" لیے بے تاب ہے تو ملے اب

وہ بولا انداز لاپرواہ تھا جیسے کوئ بھی مینرز اسکی ڈکشنری میں نہ ہوں اور وہ تو خلائ

۔ مخلوق ہے تو لوگوں کو اس کے ساتھ گزارا کرنا پڑے گا

سہر اب وہ اس وقت کے سب سے بڑے ڈائریکٹر ہیں تمھیں تھوڑا تو لحاظ رکھنا

"چاہیے

اوکے علینہ۔" وہ باہر دیکھنے لگا شیشیے سے باہر لمبے لمبے درخت جھول رہے تھے

۔

اسنے کافی عرصے بعد نیچر پر غور کیا تھا نہ جانے کیوں یہ درخت ایسے جھومتے اچھے

۔ لگ رہے تھے

۔ علینہ جبکہ اسکی فرمابرداری پر حیران ہوتی اندر بات کرنے لگی

۔ اور تقریبا پندرہ منٹ کے انتظار کے بعد ڈائیریکٹر نے انھیں اندر بلا لیا تھا

۔ وہ اندر گیا اور ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا

ڈائریکٹر نے اسکا انداز بے نیازی غور سے دیکھا تھا

گاگلز ہٹاؤ" وہ بولے تو سہراب نے آنکھوں پر سے گاگلز ہٹا دیے

"یہ یہ چوٹ کیسے لگی

ماتھے پر تیوری ڈالے وہ سوال کرنے لگے علینہ سٹپٹا کر اٹھی

سہراب نے بس علینہ کو ایک نظر دیکھا تھا

"سر میں نے آپکو تصویر دیکھائی تو تھی

علینہ بولی

ہاں تصویر تو میں نے دیکھ لی جنرلی جاننا چاہ رہا ہوں" وہ بولے اور سہراب کا چہرہ دیکھ رہے تھے یہ عجیب حیران کن سی بات تھی چہرے پر واضح نشان کے بعد بھی وہ اتنا خوبصورت دیکھ رہا تھا اصل اسے جاننے اور ایسے دیکھنے کی وجہ ہی یہ تھی کہ وہ بجائے ایمپرفکٹ ہونے کے بھی پرفیکٹ لگ رہا تھا

سہراب ادھر ادھر دیکھنے لگا

"سر ایک منٹ

علینہ ڈائریکٹر کو اپنے ساتھ لے گئی سہراب البتہ اب بھی ان جھومتے درختوں کو

۔ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا

میں آپکو بتا رہی ہوں یہ چہرہ ہمیں جتنا پروفٹ دے گا آج سے پہلے اتنا پروفٹ

نہیں ملا ہو گا آپکو آپ یہ ایمپرفیکٹ چہرہ پورے پرفیکٹ کنفیڈنس سے انٹرویوز

"کرائیں یہ آپکے لیے لکی ثابت ہو گا آئی ایم شیور

علینہ کی آواز ارہی تھی حالانکہ وہ اپنے بقول دور لے گئی تھی ڈائیریکٹر کو مگر آواز

واضح ارہی تھی سہراب کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے

مطلب پرست دنیا میں مطلبی لوگوں کا ایک انبار ہے۔۔۔ڈھیر لگا ہے مطلبیوں کا

اور علینہ ان میں سے ایک تھی اسکا فائدہ تھا سہراب کا چہرہ۔۔اور وہ کیش کرنا چاہتی

۔ تھی بس اسی لیے سہراب کے آگے پیچھے تھی وہ بےزاری سے اٹھا

ڈائریکٹر شاید مان گیا تھا تبھی وہ کہہ رہی تھی کہ وہ اس کیٹلاگ میں ففٹی پرسنٹ کی

۔ پارٹنر بنے گی

۔ بحث و مباحثہ کافی دیر چلتا رہا سارا سہراب سن رہا تھا

۔ اور اسکی نگاہ باہر ہوا سے جھومتے درختوں پر تھی

آپ شاید جانتے نہیں سکندر سر کی کیٹلاگ آج سے تین سال پہلے کی تھی سہراب نے۔۔۔آج تک انڈسٹری میں سہراب کا چرچا ہے فرق بس اتنا ہے کہ وہ کام

" نہیں کرتا یہ بھی آج وہ زبردستی آیا ہوا ہے

۔ علینہ نے کہا اور کچھ دیر خاموشی چھا گئی تو وہ دونوں باہر نکل آئے

" ۔ سو میر سہراب علی خان میں نے تمھیں سلیکٹ کر لیا

وہ چپ ہو گئے شاید امید کر رہے تھے کہ وہ باقی لوگوں کیطرح آگے بڑھ کر

۔ عقیدت سے انکا ہاتھ تھام کر مشکور ہو گا انکا شکریہ ادا کرے گا

۔ مگر وہ بلکل سپاٹ چہرے کے ساتھ کھڑا رہا

"پیسوں کی بات ہو جائے

اسنے گھیرہ سانس بھر کر ڈیل کرنے کی سوچی

" سہراب میں فائنل کر لوں گی وہ سب

۔ علینہ نے کہا وہ دونوں طرف کول رکھنا چاہتی تھی معملہ

تو تمھیں ہی سلیکٹ کر لیتے پھر یہ" سہراب دوبارہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا

گیا ۔۔۔

۔ علینہ نے ایکدم زبان دبالی

۔ اوکے کرو کتنا پیسہ چاہیے تمھیں" ڈائریکٹر نے کہا تو

۔ سہراب نے آنکھوں پر سے گاگلز اتارے

دو کروڑ اسی لاکھ" وہ مزے سے ایسے بولا تھا جیسے دو روپے مانگ رہا ہوں

ڈائریکٹر کو اچھو لگا تھا وہ گلاس ایکطرف رکھ کر اسکی شکل دیکھنے لگا ہنسی بھی نہیں آئ تھی کہ وہ ایسا نہیں لگتا تھا کہ اسکا مذاق بنایا جاتا کہ پہلی بار اکر وہ کیسی ڈیمانڈ کر رہا تھا

۔

۔ ڈائریکٹر نے علینہ کیطرف دیکھا علینہ خود حونک تھی

"سہراب

میری طرف سے بات اتنی ہی ہے اگر تیار ہو تو کام شروع ہو جائے گا ورنہ میں چلتا

" ہوں

وہ کہہ کر دوبارہ گاگلز لگا کر وہاں سے اٹھ گیا اور اسکی جیپ کی آواز اندر تک آئ تھی

گویا جا چکا تھا یعنی اسکے نزدیک سامنے بیٹھے ڈائریکٹر اور اسکی فرینڈ کی اتنی ویلیو تھی

علینہ پر ڈائریکٹر نے بھڑک کر اپناز لزلہ نکالا سر بلیو می ہم اس سے زیادہ کما لیں گے
۔ اس چہرے سے" وہ اسے سمجھانے لگی تھی

مراد غصے سے اپنے کمرے میں داخل ہوئے
۔ انکی بیوی بیڈ پر بیٹھی تھی
کیا ہوا ہے غصے میں ہیں" وہ بولیں
وہی ابا جان کی رٹ سہراب کو بلاؤ سہراب کو بلاؤ اب بھلا
پوچھو کہاں سے لاؤ انکے لئے سہراب" وہ غصے سے بیٹھ گئے
دیکھیں ابا جان آج ہیں کل نہیں آپ اتنی توجہ نہ دیں" وہ لاپرواہی
سے اسکے شانے پر سر رکھتی بولی
نہیں سوئیٹ ہارٹ ابا جان کی طبعیت ناساز ہے حالات ایسے نہیں
کہ میں لاپرواہ ہو جاؤں" انھوں نے فکر مندی سے کہا تبھی ۔۔و
۔ ہ گھیرہ سانس بھر گئ

" اچھا ریلکس ہو جائیں

ریلکس نہیں ہو سکتا نہ مجھے سہراب کو ڈھونڈنا پڑے گا" وہ

فکر مندی سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے

اسکے ماں نے اکتا کر اپنے شوہر کو دیکھا اور لیٹ گئ

" ماں باپ اور سب کے بارے میں سوچتے رہے

وہ بھڑک کر بولتی لیٹ گئ جبکہ وہ اس ٹنشن میں تھے کہ سہراب

۔ کہاں سے آئے گا

\-------------------------

مرتضی تیزی سے گھر کے اندر داخل ہو رہا تھا کہ اچانک اسکی کسی سے زبردست

ٹکر ہوئ اور جو کچھ سامنے والے کے ہاتھ میں تھا وہ زمین بوس ہو گیا جبکہ مرتضی

نے غصے سے اپنے قدم پیچھے لیے

۔ یو نو نسینس نظر نہیں آرہا تمھیں۔۔۔میں آرہا ہوں تو راستہ چھوڑ دو۔" وہ چیخا

۔ سوری سوری مرتضی صاحب" وہ نرمی سے بولی

۔ جبکہ مرتضی نے ایک منٹ کے لیے چونک کر آواز سنی تھی

سر جھکا ہوا تھا سر پر دوپٹہ تھا اور اوٹ تھی دوپٹے کی تبھی صورت پر نگاہ نہیں پڑ سکی تھی ۔

۔ جاؤ" وہ کچھ نرم ہو گیا

۔ وہ سر ہلا کر اپنی کتابیں سمیٹتی بھاگ اٹھی

۔ جبکہ مرتضی وہیں کھڑا دیکھ رہا تھا

یہ آواز اسے اچانک احساس ہوا کہ اسنے اپنی زندگی میں اتنی نرم آواز نہیں سنی تھی

۔ وہ اندر بڑھا

۔ اور اپنے کمرے میں اگیا مگر آواز کا سحر موجود تھا اب بھی

۔ وہ بلاوجہ جیپ روڈ پر گھماتا رہا تھا

۔ اور جب وہ گھر پہنچا علینہ پہلے سے موجود تھی اسنے ایک نگاہ علینہ پر ڈالی

اور شیلف سے اپنی پسند کا مشروب اٹھا کر وہ ٹیبل پر رکھ کر

گلاس میں ڈالتا ایسے پینے لگا جیسے وہاں اس فلیٹ میں اس کے

علاؤہ کوئی اور نہ ہو علینہ۔۔۔اسکے سامنے اگئی

۔ دو کروڑ بہت بڑی رقم ہے سہراب" علینہ نے اسے احساس دلایا

جب وہ مان گیا ہے تو تم اپنا پروفیٹ رکھنا چاہتی ہو جو مجھ سے

۔ بحث کر رہی ہو" وہ ہلکی سی مسکراہٹ سے اسے دیکھنے لگا

علینہ زرا جز بز سی ہوئی

۔ تمھیں کیسے پتہ چلا وہ مان گئے ہیں" علینہ اسکے ساتھ بیٹھ گئی

" میرا موڈ نہیں تم سے بات کرنے کا فلحال تم جاؤ

۔ سہراب نے زرا چیڑ کر کہا

"۔ کل صبح چھ بجے ریڈی رہنا

جاگ گیا تو ضرور آؤ گا" اسنے گلاس سے بڑا گھونٹ بھرا نہ جانے اس وقت علینہ کی دلی کیفیت اسکے لیے کیا تھی اسکی شرٹ کے فولڈ بازو اور کھلا گریبان علینہ اسکی جانب بری طرح متاثر ہو رہی تھی جو اپنا اثر چاروں جانب چھوڑ دیتا تھا مگر خود سے

۔ آشنائی ہی نہیں تھی

وہ سرخ مشروب پی رہا تھا آنکھیں بھی سرخ ہو رہیں تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا وہ بہت دل سے پی رہا ہے اور انجوائے کر رہا ہے

علینہ کے پاؤں اگر اسکی شادی نے نہ باندھے ہوتے تو یقیناً وہ اس وقت بے ایمان ہو جاتی اسپر ۔

اور نہ جانے کیا کر بیٹھتی ۔۔

وہ پلٹ گئی اُسکے فلیٹ سے باہر نکل گئی اُسکے نکلتے ہی سہراب نے بند دروازے کی جانب دیکھا تھا ۔

اسکے منہ سے پر بے ساختہ مسکراہٹ پھیل گئی

دنیا کتنی بڑی ڈرامے باز تھی اپنے مطلب اپنے نفس کی خواہش کے لیے وہ اسپر رال ٹپکا رہی تھی اور اسکے چہرے کو کیش کر رہی تھی ۔

اسنے سر جھٹکا اور سر پیچھے صوفے پر گیرا دیا ۔

اسکا دل دھڑکتا تھا یہ نہیں وہ نہیں جانتا تھا کبھی آواز ہی نہیں سنائی دی تھی ۔

چھت کو یوں ہی کافی دیر گھورتا رہا ۔

اور جب وہ اکتا گیا اور گھبراہٹ سی بھڑنے لگی تبھی اسنے اٹھ کر ٹیرس پر جانے کا سوچا وہ خاموشی سے ٹیرس پر آ گیا

اسکے ارد گرد گھیری خاموشی تھی یہ روز ہی ہوتی تھی مگر پھر بھی یہ خاموشی اسکے عصابوں کو جھنجھوڑ دیتی تھی اسنے ایک آخری گھونٹ بھرا اور موبائل اٹھا کر اپنے ۔ ایک دوست کو کال ملالی

آج تم نے کوئ پلین نہیں بتایا۔" وہ پوچھ رہا تھا

" پلین تو ہے برو تمھارے زخموں کی وجہ سے سوچا نہ بتاؤ

دوسری طرف سے بتایا گیا

"بکواس مت کرو بتاؤ کہاں پہنچنا ہے

۔ وہ جلدی سے اپنی شرٹ اتارتا بولا

جبکہ دوسری طرف سے قہقہہ نکلا

" کیا تجھے سکون ملتا ہے میرے بھائ پیٹ کر اور سامنے والے کی ہڈیاں توڑ کر

۔ عادل ہزار بار کا سوال اس سے پھر سے کر رہا تھا

" مجھے لوکیشن سینڈ کرو

جواب سننے بنا اسنے اپنا لباس تبدیل کیا اور جلدی سے لوکیشن ٹریس کرتا وہ اس جگہ پہنچنے کے لیے بے تاب تھا جہاں اسکو سکون ملتا تھا یہ وہ جگہ تھی جہاں اسکا سکون چھپا تھا یہ فائیٹ ہی اسکا آکسیجن تھی اگر وہ اس طرح زندگی جیتا جس طرح باقی سب کا کہنا تھا تو جلد مر جاتا تبھی وہ اسی طرح جی رہا تھا جس طرح وہ زندہ رہ سکتا

سہراب کے جاتے ہی اسکے چاہنے والے کا شور چاروں اطراف میں گونج اٹھا اسنے بالوں میں ایک ہاتھ پھیرا اور ماتھے پر سر درومال باندھ لیا ۔

سامنے دیو ہیکل مرد تھا جو سب کو ہرا چکا تھا اور بہت پیسہ بنا چکا تھا ۔۔۔

شور چاروں جانب تھا سہراب اس میدان میں ہمیشہ کیطرح اپنی جان کی پرواہ کیے بنا ٹل ڈیتھ فائیٹ لگا کر اتر چکا تھا ۔

عادل نے وہاں سب سے پیسے اکٹھا کرنا شروع کیے اور سہراب اس آدمی پر ایکدم تل پڑا مگر سامنے بھی کوئی عام انسان نہیں تھا ۔

اسنے سہراب کو بری طرح پیٹنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اسکے زخم کھل گئے اور وہ زخمی ہو گیا مگر یہ زخم سکون بھرے تھے وہ ہنس دیا

اگر اسے کبھی غصہ آتا تو شاید وہ نارمل لگتا جہاں ایک جنون اٹھنا چاہیے تھا وہاں وہ ہنس رہا تھا

انجوا کر رہا تھا اس آدمی نے سہراب کو پھر سے غصے سے مارنا شروع کر دیا سہراب پر لگنے والی ہر چوٹ وہاں کھڑے اسکے چاہنے والوں کو غمگیں کر رہی تھی اور جیسے ہی اس آدمی کا ہاتھ اسکے آنکھ کے قریب موجود زخم پر لگا ویسے ہی اسنے وہ ہاتھ جکڑ لیا۔

۔ اور اسکے بعد سہراب کے نام کی گونج دور دور تک سنی جا سکتی تھی

اتنی دور تک اسکے نام کی پکار تھی کہ لوگ کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے اسنے اس آدمی کا وہی ہاتھ توڑ دیا تھا اسکی پھسلیوں پر اتنا مارا تھا کہ اسکی پھسلیوں ٹوٹنے کی آواز سنائی دے رہی تھی وہ اتنا وحشی ہو چکیا تھا کہ لگتا تھا ٹل ڈیتھ آج پوری کر کے رہے گا مگر وہ ہمیشہ کی طرح اس آدمی کی بیوی تڑپتی ہوئی سہراب کے قدم جیسے ہی تھامنے لگی سہراب نے پاؤں دور کھینچ لیا۔

اسنے خون اپنے چہرے سے صاف کیا اور ایک بار پھر وہ اس آدمی کو ویسے ہی چھوڑ کر وہاں سے باہر نکال تو ہلکی سی مسکان تھی

اسکے دوست اسکی بہادری پر مر مٹنے کو تھے اور ایک شخص نے

۔ نفرت سے یہ منظر دیکھا تھا

مجھے یقین تھا تم لوزر ہی رہو گے ساری زندگی

"۔ تم زندگی میں کچھ نہیں کر سکے سہراب خان بلڈی لوزر

وہ نخوت سے کہتے وہاں سے ہٹ گئے تھے

نہ ہی اسکے نکلنے والے خون کی تڑپ تھی اور نہ ہی کوئی اور جزبہ

بس اتنا ہی کہ وہ ڈس آپوائنٹ ہوئے تھے اتنے عرصے بعد بھی

بلکل ویسا ہی تھا وہ

۔ نہ کچھ پہلے کر سکا تھا اور نہ آج کر سکا

وہ نفرت سے اسکی جانب دیکھ کر وہاں سے چلے گئے تھے جبکہ دوسری طرف وہ

۔ اپنی جیپ کی جانب بڑھ رہا تھا

اسکا مظبوط اونچا جسم اور قد و قامت اور اسپر اسکے چہرے پر جس قدر سرد مہری تھی

۔

۔ پتہ دے رہی تھی جیسے کچھ چھپ رہا ہے اسکے اندر

وہ واپس لوٹ آیا تھا اسکے زخموں میں سے خون رس رہا تھا اسنے آنکھیں بند کرنا

۔ چاہیں مگر شاید خود کو اتنی رعایت نہیں دی تھی

اسنے دوبارہ آنکھیں کھولیں اور وسکی کی بوتل اٹھا کر اسنے ساری بوتل اپنے چہرے

۔ پر الٹ تھی

۔ سرخ مشروب اسکے چہرے اور اسکے وجود پر بہنے لگا

اور ساتھ ہی ساتھ اس مشروب میں خون کا ذائقہ بھی گھل مل گیا تھا شراب

زخموں سے نکلنے والے خون کو روکنے کے کام آئی تھی

۔ وہ صوفے پر پھر سے گر گیا گھیرہ سانس بھرا تھا

ابھی وہ اٹھتا ہی کہ اسکے گھر کا دروازہ بجنے لگا

اسے یاد آیا عادل ہو گا آج جتنا پیسہ کمایا تھا وہ اسنے اسے دیا نہیں تھا وہ اٹھا اور اپنے

۔ ہاتھ پر لگی چوٹ دیکھتا دروازے تک گیا اور اسنے بنا پیچھے دیکھے دروازہ کھول دیا

" پیسہ رکھو اور دفع ہو جاؤ

سہراب نے ٹیبل پر سے سامان اٹھا اٹھا کر پٹخا شاید فرسٹ ایڈ ڈھونڈ رہا تھا

"لوزر"

اچانک اسکے کانوں میں آواز سنائی دی یہ وہ آواز تھی جو وہ لاکھوں کروڑوں میں بھی پہچان لیتا یہ آواز اسے چین سے سونے نہیں دیتی تھی یہ آواز اسکے اندر دل نامی کسی چیز کو پتھر کا کر چکی تھی ۔

یہ آواز کبھی بھول نہیں سکتا تھا

بل کھا کر مڑا اور مقابل کھڑے مراد خان کی آنکھوں میں دیکھنے لگا وہ اب بھی ویسے ہی تھے بلکل پرفیکٹ بلکل پہلے کیطرح اچھے مہنگے کپڑے اور جتنے مہنگے کپڑے اتنی ہی مہنگی انا۔۔۔شاید پیچھلے سات سالوں میں اسنے اپنی رگوں میں خون دوڑتا محسوس کیا تھا مگر اس وقت اسے لگ رہا تھا اسکی رگوں میں آگ دوڑ رہی ہے جو اسکے وجود کو تکلیف سے دھورا کر رہی ہے سہراب نے مٹھیاں بھینچ لیں ۔

بلکل ویسے کے ویسے ہو زندگی میں کچھ نہیں کر سکے گھر سے فرار ہونے کے بعد اکھاڑوں میں لڑ رہے ہو پہلے سے ہی برباد چہرے کو مزید مار دھاڑ کے بعد اور حسین کر رہے ہو اور واہ کس عالیشان جگہ پر رہ رہا ہے مراد خان کا بیٹا " ۔

وہ بولے انکے لہجے میں نخوت تھا غصہ تھا جیسے اسکی بربادی دیکھ کر وہ بھڑک اٹھے ہو

ایکدم اسنے اپنا مظبوط ہاتھ اٹھایا تھا وہ مراد خان کے سامنے کھڑا اس وقت اتنا طاقتور لگ رہا تھا کہ اگر چاہتا تو اپنی ہر اذیت کا بدلہ لے کر وہ کچھ کر جاتا جو شاید ایک بیٹے پر زیب نہیں دیتا تھا کہ وہ باپ کے ساتھ کرے ۔

کیوں آئے ہو " وہ دانت پیس رہا تھا اسے سالوں بعد غصہ خود میں انکی شکل دیکھ کر محسوس ہو رہا تھا مگر پھر بھی وہ چپ کھڑا تھا وہ برداشت کر رہا تھا ۔

نہ چاہتے ہوئے بھی تمھیں لینے اور شاید تمھیں لیے بنا جاؤں بھی نہ کیونکہ میرے پاس اسکے علاؤہ کوئی راستہ نہیں ہے "

وہ بے زاری سے بولے جبکہ سہراب خان ہنس دیا ۔

ہنستا ہنستا وہ صوفے پر ایکدم دھڑم سے گرہ ۔

مراد خان سات سال بعد بھی ویسے ہی بولتے ہو مگر سمجھ یہ نہیں ارہی کہ ایسی کیا مجبوری اگئی جو اپنے شاہی محل سے نکل کر میری دنیا میں جھکنا پڑ رہا ہے آپکو" وہ ۔ ٹانگ پر ٹانگ رکھے انھیں دیکھنے لگا

وہ ٹانگ جھولا رہا تھا

۔ مراد خان اسکے رویے پر غصے سے بھڑ کے

تمھارے دادا بستر مرگ پر ہیں تمھیں یاد کر رہے ہیں سات چلو میرے۔۔۔ شاید تم بہتر اور انسانوں والی زندگی گزار لو یہ جانوروں سے بھی بد تر ماحول میں رہ کیسے رہے ہو "

وہ بولتے ہوئے اسکے فلیٹ پر حقارت بھری نگاہ ڈالنے لگے

۔ جہاں ہر طرف کباڑ ہی تھا

۔ سہراب حیران ہوا کافی عرصے بعد وہ چونکا تھا

اور بھلا دادا یہ لفظ اسکی پہچان سے باہر تھا سہراب خان کو یاد کرنے کی وجہ کیا تھی

۔

میں کہیں نہیں جاؤں گا آپ یہاں سے جا سکتے ہیں اور کوشش کریے گا دوبارہ اپنی شکل مجھے نہ دیکھائیں "

" سہراب تمیز مت بھولو

میرے پاس تمیز نام کی کوئی چیز نہیں ہے مراد خان اور تمیز تہذیب تو آپ جیسے شان دار اور عالیشان لوگوں پر جچتی ہے مجھ پر نہیں تو بہتر ہو گا میری طرف نہ دیکھیں " دوبارہ جواب دے کر وہ اپنے بیڈ پر گیر گیا اور اسنے تکیہ منہ پر رکھ لیا گویا جتا دیا ہو وہ اب ایک لفظ ان سے نہیں بولے گا جبکہ دوسری طرف مراد خان کا تو خون ہی کھول گیا تھا وہ وہاں سے نکل گئے۔ جبکہ سہراب نے انکے نکلتے ہی تکیہ منہ پر سے ہٹا لیا ۔

اسے لگا اسکا سر شدت سے درد کر رہا ہے اکثر اسے مئیگرین کا درد ہوتا تھا وہ ایک جھٹکے سے اٹھا تھا اسکا آدھا سر بری طرح درد کر رہا تھا ۔

اسنے سارا سامان الٹ پلٹ کر کے پھینک دیا تھا مگر اسے وہ دوائی نہیں ملی تھی جو وہ لیتا تو اسکے درد میں کمی ہوتی

اسنے ایک اور وائین کی بوتل کھولی مگر شراب سے بھی درد کم نہ ہوا

۔۔ وہ ایکدم زمین پر گیر گیا

۔ اسے دوائی چاہیے تھی اسکا سر پھٹ رہا تھا

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا اسے کیا ہو رہا ہے یہ پھر سمجھنا نہیں چاہتا تھا

مراد خان اب بھی ویسے ہی تھے سات سال بعد بھی اس سے اتنے ہی بے زار اور لاپرواہ بعض اوقات تو اسکا دل کرتا تھا اتنا مارے اتنا مارے اور چیخ چیخ کر سوال کرے کہ اسے پیدا کرنے کی کیا وجہ تھی۔

جب نفرت اسکے وجود میں ڈالنے تھی اسنے کہا تھا اسے پیدا کیا جائے کیا اسکا شوق ۔ تھا یہ جو ہر عذاب کو اسے ہی سہنا تھا وہ بھی اتنی معصوم عمر سے

ارے واہ سہراب خان صاحب سو رہے ہیں اور وہاں ڈائریکٹر نے میرا دماغ کھا لیا"

علینہ نے ایکدم اسکو زمین پر پڑا دیکھا تو تکیہ اٹھا کر اسکے منہ پر دے مارا

یہ عام بات تھی وہ گھبرائی نہیں تھی وہ اکثر نشے کی زیادتی کی بنا پر گیر جاتا تھا تو زمین میں ہی ملتا تھا مگر آج بات کچھ اور تھی اگر علینہ اسکے وجود کے بجائے اسکے اس دل

سے محبت کرتی ہوتی جسے اسنے ناجانے کتنی بار مار مار مار کر اسے اتنا کڑوا اور سخت کر

۔ لیا تھا کہ اب احساس نام کی کوئ چیز نہیں رہی تھی اس میں

تو وہ ضرور اسکا چہرہ دیکھ کر جان لیتی کہ گزشتہ شب نہ چاہتے ہوئے بھی اسکی

۔ آنکھیں بھیگ گئیں تھیں

" وہ ایکدم اٹھ کر بیٹھ گیا تھا ایک لفظ کی بازگشت بار بار سنائ دے رہی تھی لوزر

۔ وہ ہنس دیا بیٹھے بیٹھے ہنسنے لگا

لوزر۔" یہ وہ لفظ تھا جو وہ زندگی میں سے نوچ کر پھینک دیتا۔تب بھی شاید اسکے

منہ پر مار دیا جاتا

کیا ہوا ہے تمھیں اب بیٹھے کیوں گھور رہے ہو خود کو" وہ اسکے سامنے اکر بیٹھ گئ

لک ایٹ دس سہراب لک ایٹ دس۔۔۔تم اٹھائیس سال کے لڑکے ہو

خوبصورت ہو اور بے انتہا خوبصورت ہو لیکن مجال ہے تم کہیں سے بھی انسان

"۔ لگتے ہو

۔ علینہ ارد گرد اسکی توجہ دلا رہی تھی کہ وہ اس فلیٹ کا کسی حال کر چکا ہے

کیا کام ہے" وہ سوال کرنے لگا

مسٹر سہراب گھڑی میں وقت دیکھا تمھارا وقت ہو چکا ہے کہ تم ڈائریکٹر کے پاس جاتے مگر تم عجیب انسان ہو "

وہ گھورنے لگی سہراب نے گھیرہ سانس لیا اور جیسے وہ اسی کھول میں پھر سے بند ہو گیا ۔

اسنے گھیرہ سانس بھرا اور اٹھ گیا

علینہ اسکا چہرہ دیکھ رہی تھی اسنے گردن کو ایک دو بار جھٹکا دیا اور واشروم میں گھس گیا ۔

۔ بنا دروازہ بند کیے وہ یوں ہی جا کر شاور کے نیچے کھڑا ہو گیا

شاور کا تیز ٹھنڈا پانی اسکے جسم پر گیر رہا تھا

جب سے مراد خان کو دیکھا تھا وہ تپ رہا تھا اسکے اندر ہی اندر آگ بھڑ بھڑا رہی تھی

اگراسے دنیامیں نفرت تھی توسب سے زیادہ مراد خان سے تھی اسکی بیوی سے تھی اسکے بیٹے سے تھی اسکی بیٹی سے تھی یہاں تک کے خود سے بھی تھی ہاں اسے اتنی نفرت تھی خود سے تبھی خود کوروز مارتا تھا ۔

علینہ دور سے کھلے دروازے کودیکھ رہی تھی

اسکی دھڑکنیں سہراب خان کودیکھ کر بے چین ہونے لگی اور جب سہراب نے بنا کسی چیز کی پرواہ کیے شاور لیاتوعلینہ نے رخ موڑ لیا

وہ کیااتنابد تمیز تھایہ اسے فرق نہیں پڑتا تھاکہ ایک لڑکی اسکے فلیٹ میں کھڑی ہے اسکے ہاتھ پاؤں کپکپارہے تھے پانی کاشور اسکے پیچھے جس طرح شور مچارہا تھااتناہی شوراسکی دل کی دھڑکنیں سہراب کے لیے مچارہیں تھیں وہ جب تک فری نہیں ہواوہ تب تک یوں ہی جمی کھڑی رہی جب تک سہراب نے شاور نہیں ہے لیا ۔

اور جب شاور بند ہو گیااور اسکے قدموں کی دھمک باہر آنے لگی ۔

علینہ نے اپنی پیشانی پر پھیلا پسینہ صاف کیااور مڑی سہراب کواس بات کی رتی بھی پرواہ نہیں تھی کہ علینہ اسکے فلیٹ میں تھی ۔

وہ مسکرانے لگا تھاعلینہ کی حالت دیکھ کر ۔

جبکہ علینہ نے اسکے کسرتی بازو پر تھپڑ مار دیا

"جان بوجھ کر یہ حرکتیں کرتے ہو تم

۔ وہ غصے میں لگی

تم آتی ہی کیوں ہو یہاں مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتا کتنا کمانا چاہتی ہو ایسا بھی میری شکل

سے

"جس پر اتنا تو بد صورت نشان ہے

۔ وہ شانے آچکا کر بولا

تمھیں کس نے کہا میں کما رہی ہوں ہم دوست ہیں اور مجھے تمھاری پرواہ

ارے بس کرو۔۔دنیا میں آنے والا انسان مفاد اور فائدے کے بنا نہیں چلتا

" تمھارا فائدہ میری شکل ہے اس سے زیادہ نہیں یہ پھر

۔ وہ رک گیا اسے دیکھنے لگا علینہ نے غصے سے اسکیطرف دیکھا

" تم نہایت بد تمیز ہو

وہ جیسے لاجواب ہو گئ

" چلو

سہراب نے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالا اور ہنستا ہوا اسکو لے جانے لگا

۔ کہ ابھی دروازہ کھولا ہی تھا مراد خان سامنے کھڑے تھے

سہراب کے چہرے پر بے ساختہ سنجیدگی چاہ گئی اور دوسری طرف مراد خان اسے

حیرانگی سے دیکھنے لگے

دنگا فساد شراب اسپر نہایت بدتمیزی اور اب لڑکی

وہ غصے سے بھڑ بھڑاتے سہراب کے منہ پر تھپڑ مار گئے

کوئی کوئی اگر تمھیں پہچان جائے کہ تم تم میرے چھوٹے بیٹے میر سہراب علی

" خان ہو تو میری عزت کا کیا جنازہ نکلے گا تمھیں اندازا بھی ہے

علینہ شاکڈ کھڑی تھی جبکہ سہراب کو اس چوٹ میں تکلیف سی ہوئی تھی اسکی

۔ چوٹ سے خون رسنے لگا

علینہ ایک لفظ نہ بول پائی وہ کون تھا جس نے سہراب کے منہ پر تھپڑ دے مارا

۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی

سہراب نے سرخ نظروں سے مراد خان کیطرف دیکھا اور اسکی جانب قدم

۔ اٹھانے لگا

ڈراؤ گے اس۔۔۔اس جانور جیسے جسم اور کھر دماغ سے ڈراؤ گے باپ کو مارو گے

"مجھے تو مارو میں بھی دیکھتا ہو کتنی بے عیرتی ہے تم میں

وہ دھاڑے اور اسے جھنجھوڑ دیا

۔ جبکہ اسکے بازؤں کو چھوتے ہی احساس ہوا کہ وہ کس قدر مظبوط تھا

یہ اسنے اسے بنالیا تھا

" کیوں میری زندگی میں دخل دے رہے ہیں

وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا

سہراب خان جو تمھیں کہا جارہا ہے وہ کرو" مراد خان انگلی اٹھا کر بیٹے کو بولے

اسنے انکی انگلی دیکھی اور پھر علینہ نے پہلی بار اسکے اندر زلزلہ سا محسوس کیا تھا

علینہ گھبرا کر پیچھے ہٹی جبکہ سہراب نے مراد کی وہ ہی انگلی جکڑ لی

مراد خان نے گھبرا کر اپنا ہاتھ اور پھر اسکے ہاتھ کی جنونی گرفت دیکھی تو وہ کچھ

۔ بول نہیں پائے

"جب میں آپکے ساتھ نہیں جانا چاہتا تو کیوں میرے پیچھے پڑے ہیں

"مر رہے ہیں تمھارے دادا تم سے ملنا چاہتے ہیں

اسکی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی وہ اپنا ہاتھ چھڑا گئے

کوئی مرتا ہے یہ زندہ رہتا ہے مجھے فرق نہیں پڑتا دوبارہ میرے راستے میں مت

" آیئے گا مراد خان ورنہ بھول جاؤں گا میرے باپ ہیں آپ

وہ سنگدلی سے آبولا اسکے لہجے کی آہٹ اور انداز نے ثابت کردیا کہ وہ چودہ سال کا

بچہ نہیں رہا وہ اٹھائیس سال کا مرد تھا جو سب تہس نہس کردینے کی صلاحیت رکھتا

تھا ۔

علینہ کا ہاتھ جکڑ کر وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ مراد خان نے غصے سے ہتھیلی پر مکہ

مارا

انکی کوشش کے باوجود بھی وہ واپس نہیں لوٹ رہا تھا اور

دوسری طرف باپ کی حالت انکو پریشان کر رہی تھی

ماں کا تو انتقال ہو چکا تھا اب وہ اپنے بستر مرگ پر پڑے باپ کو یوں ہی مرنے کے

لیے نہیں چھوڑ سکتے تھے تبھی وہ انکی آخری خواہش پوری کرنا چاہتے تھے اور گھر

میں کوئی نہیں چاہتا تھا سہراب وہاں آئے مگر سہراب کو لوٹنا چاہیے تھا ۔

وہ اسے دور جاتا دیکھتے رہے تھے ۔

۔ نہ جانے وہ انکے سٹیٹس کو کتنا اور گیرا تا

وہ بدظن سے ہوتے وہاں سے خود بھی چلے گئے باپ کی مجبوری نہ ہوتی تو کبھی

۔ پلٹ کر وہ اسے نہ دیکھتے

مرتضی روم میں داخل ہوا تو کمرہ مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا بس بیچ میں ایک لیمپ جل رہا تھا اور اسکے پاس ہی ایک آدمی چیئر پر بیٹھا تھا اور اسکے ساتھ زمین پر ایک لڑکی بیٹھی تھی جس کے بال اس آدمی نے جکڑے ہوئے تھے اور اتنی شدت سے بال جکڑے ہوئے تھے کہ وہ لڑکی تڑپ سی رہی تھی

" روشنیاں کرو ہمارا جوان آیا ہے

اس آدمی نے شاید مرتضی کو پہچان لیا تھا

۔ مرتضی نے اس لڑکی کو ایک نظر دیکھا اور روشنیاں بکھر گئیں

۔ آؤ آؤ خوشخبری سناؤ" وہ بولا تو مرتضی اسکے سامنے بیٹھ گیا

۔ وہ آدمی مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا

" ایکچلی ابھی سر کچھ ہو نہیں سکا مگر میں جلد انتظام کر لوں گا

وہ بولا تو اس آدمی کی مسکراہٹ سمٹ گئ

اسنے ایک لمبا سانس کھینچا روتی ہوئی لڑکی کو دیکھا اور اسکا منہ اوپر کر کے کھینچ کھینچ کر اس لڑکی کے منہ پر تھپڑ مارنے لگا یہاں تک کے اس لڑکی کی چیخیں نکل گئیں

مرتضی نے جیسے بے سکونی سے پہلو بدلہ

سن رہے ہو اسکی چیخیں سن رہے ہو۔۔۔میں تمھاری نکلوا سکتا ہو مرتضی خان یہ

" چیخیں اگر تم نے میرا پیسہ کھانے کا سوچا بھی تو

وہ خونی نظروں سے اسے دیکھنے لگا

سر ایسا کیوں ہو گا ہم نے ڈیل کی ہے میں آپکو وہ کمرشل ایریا ہر صورت میں دوں گا

"

مرتضی نے اس تڑپتی ہوئ لڑکی سے نگاہ ہٹا کر وسوق سے کہا

" ہونا بھی ایسا ہی چاہیے

۔ اس آدمی نے چاقو اٹھالیا

" لیکن اگر اگر ایسا نہ ہوا اور مجھے زرا بھی گڑبڑ کا احساس ہوا

اسنے ایک نظر مرتضی کو دیکھا

تو" بس اسنے وہ چاقو چلایا تھا اچانک کمرے میں سناٹہ چاہ گیا اور بس کچھ ہی لمحوں میں وہ لڑکی اس آدمی کے قدموں میں گیر گیٔ اُسکی گردن کاٹ دی تھی اسنے دو تین جھٹکے اس لڑکی کے وجود نے لیے اور وہ اس آدمی کے قدموں میں ہی دم توڑ گیٔ

مرتضی کی پیشانی عرق آلود ہو گیٔ

اسکی آنکھیں پھٹ گیئں تھیں اسنے کبھی یہ خون یہ موت اور مار پیٹ نہ ہی دیکھی تھی اور نہ کبھی حصہ لینے کی کوشش کی تھی اور سچ تو یہ تھا وہ دو کو چار کرنا جانتا تھا مگر اپنی حفاظت کرنا نہیں جانتا تھا

۔ وہ آدمی مرتضی کی پھٹی ہویٔ آنکھیں دیکھ کر ہسنے لگا

۔ مرتضی نے تھوک نگلا

"تمھارے پاس ایک ماہ ہے

۔ اسنے خون سے بھری چھری اپنے چہرے پر پھیری

۔ اس لڑکی کا خون اس آدمی کے ہونٹوں اور گال پر لگ گیا

مجھے اپنا بھی نہیں پتہ میں کب پاگل کتا بن جاتا ہوں۔۔۔ تمھیں بہت سنبھالنے کی

" ضرورت ہے جوان جو مجھے چاہیے وہ مجھے دو ورنہ

۔ وہ ہنسنے لگا

جبکہ مرتضیٰ نے سر ہلایا اور وہاں سے اٹھ گیا ایک تو اس سے اس لڑکی کا خون نہیں

دیکھا جا رہا تھا دوسرا وہ اپنی بے وقوفی پر پشتا رہا تھا

جوب چھوڑنے کے بعد اسنے اپنی پراپرٹی بیچنے کا سوچ اٹھ مگر پراپرٹی بیچنے سے اسے

اتنی رقم نہیں مل سکتی تھی تبھی اپنے بیزنس کو کھڑا کرنے کے لیے مراد خان کے

مشورے کے بنا اور اپنا آپ انپر اچھا اور قابل ثابت کرنے کے چکر میں اسنے قاسم

سیٹھ سے پیسے لیے تھے

اور اسنے بھی رقم اسکے ہاتھ میں دے دی اور اسکی وہ پراپرٹی

جو سہراب کے نام تھی پسند کر کے اس سے وہ زمین مانگنے کی

خواہش کی مرتضی کو یہ کام آسان لگا تھا تبھی اسنے پیسہ لے کر

۔ بیزنیس کھڑا کر لیا

مگر بہت کوششوں کے بعد بھی دادا سائین کرنے کے لیے تیار نہیں

تھے اور اسکی بھی جلدی بازی کو لے کر چلنے پر وہ اپنا بنا بنایا امیج خراب نہیں کرنا چاہتا تھا جو اسکی ساکھ تھی وہ اسکو برقرار رکھنا چاہتا تھا وہ چاہتا تھا سب اس سے محبت کریں اسکے گن گائیں اسکی تعریفیں کریں اور اتنی ہی برائی سہراب خان میں نکالیں اسکی بدصورتی کے قصیدے پڑھیں ۔

اسنے جو اسکے چہرے پر نشان دیا تھا وہ چاہتا تھا وہ نشان سہراب کو بے حد بدصورت بنادے ۔

وہ سہراب سے حسد رکھتا تھا اور شاید اسکا اسے خود علم نہیں تھا

وہ پریشانی سے باہر نکل آیا اس لڑکی کی موت دیکھ کر اسے الٹی آنے لگی تھی خود کو سنبھالتا وہ ایک ماہ میں ہر ممکن طریقے سے سہراب سے وہ جگہ نکلوالینا چاہتا تھا سہراب کے ساتھ اچھا بننا نہ اسکی مجبوری تھی اور نہ وہ اس لوزر سے اچھا ہو سکتا تھا ۔ تبھی اسے کچھ اور سوچنا تھا

"۔۔۔ اماں

۔ آنا کی آنکھوں سے آنسو رفتار سے نکل رہے تھے

"آپکی طبعیت نہیں ٹھیک آپ مت جائیں کام پر

وہ انکا ہاتھ پکڑ گئ

"نہیں بڑے صاحب غصہ ہوں گے آنا چندہ تم یہ کھانا بناؤ

میں چلی جاتی ہوں آپکی جگہ میں کام کر لیا کروں گی اماں ہمارے پاس اتنے پیسے

"نہیں ہے آپکا علاج ہو جائے تو میں اتنا تو کر سکتی ہوں آپکا کام آسان کر دوں

وہ شرمندہ ہوتی روتی ہوئی بولی

"میری اتنی سی بیٹی اتنی بڑی بڑی باتیں کر رہی ہے

وہ مسکرائیں

اماں مجھے ڈر لگتا ہے۔۔۔" وہ انکی گود میں سر رکھ گی اُسکے آنسوں آنکھ سے نکل کر گال پر بہہ گئے

" مجھے بھی لگتا ہے آنا بہت ڈر لگتا ہے مجھے بھی

۔ وہ اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی دل میں سوچنے لگیں

\-

دادا کی طبعیت بے حد خراب تھی انکے جسم کی ہر چیز جیسے ساتھ چھوڑ گئی تھی

۔۔۔ سوائے سانس کے اور یہ سانسیں بہت تکلیف دہ تھی انکے لیے

مراد خان بے حد پریشان تھے مرتضی اور ماہین تو دیکھتے بھی نہیں تھے تبھی ان

لوگوں کو فرق نہیں پڑتا تھا جبکہ مراد خان کے تو وہ باپ تھے بھلے بلکل مترادف

خان جیسے تھے مگر شاید انھیں خود بھی پتہ چل گیا تھا انکی جان کیوں نہیں نکل رہی

جو کچھ ظلم کسی معصوم جان پر ان سب نے کیا تھا باقیوں کو تو احساس نہیں ہوا تھا مگر

۔ انکی جان کنی کے وقت انھیں یہ احساس تھا

وہ جب بھی بولتے صرف سہراب کا نام لیتے تھے مراد خان نے ایک نمبر ڈائل کیا

۔۔۔ اور

اپنے باپ کے کمرے سے باہر نکلے مرتتضی بھی سامنے سے ارہا تھا وہ اپنی پریشانی

۔ میں تھا

" ہاں چیک کر وہ کہاں ہے پھر مجھے انفارم کرو

۔ انھوں نے کسی سے پوچھا تو مرتضی نے باپ کیطرف دیکھا

"کس سے بات کر رہے تھے

۔ وہ پوچھنے لگا

" کچھ نہیں سہراب کے بارے میں پتہ کروا رہا ہوں وہ اپنی فلیٹ میں نہیں ہے

وہ ماتھے پر بل ڈالے خود بھی صوفے پر بیٹھ گئے

مرتضی کو ہنسی آگئی وہ طنزیہ ہنسنے لگا

"میر سہراب علی خان مراد کا خان کا بیٹا فلیٹ میں رہتا ہے

وہ مذاق اڑانے لگا جبکہ ہنس الگ رہا تھا

"میں اس وقت فکر میں ہوں تم میری فکر کم نہیں کر سکتے تو زچ بھی نہ کرو مجھے

وہ غصے سے بولے

ارے ڈیڈ میں کہاں کر رہا ہوں آپکو زچ

در حقیقت آپکے چھوٹے صاحب زادے ہی ہمیشہ سے آپکی ناک کو لٹکے ہوئے ہیں

"ویسے کس نالی کے کھڈے پر پائے گئے ہیں مراد خان کے بیٹے

وہ باپ سے پوچھ رہا تھا مراد خان کو اسپر پہلی بار غصہ آیا تھا

وہ اسکے پاس سے اٹھ کر چلے گئے جبکہ مرتضی کھل کر ہنس دیا

۔ دماغ کچھ نارمل ہوا تھا

وہ موبائل نکل کر چیکینگ کرنے لگا اسکی ماں کا میسج تھا شام چھ بجے درانی صاحب کی بیٹی اور انکی فیملی ارہی تھی

انھوں نے اس لڑکی کی تصویر سینڈ کی تھی اچھی خوبصورت لڑکی تھی مگر مرتضی کو کبھی کسی سے دلچپسی نہیں تھی اور نہ شاید مستقبل میں ہونی تھی اسے صرف پرفیکشن چاہیے تھی ہر چیز میں ہر بات میں اور یہ لڑکی اسکے ساتھ پرفیکٹ تھی وہ

۔ سلیکٹ کر چکا تھا

اسنے فون ایک طرف پھینکا تبھی سامنے سے انکی پرانی ملازمہ آتی دیکھائی دی اسنے کبھی کسی ملازم سے بات نہیں کی تھی مگر توجہ گئی تو اسکے پیچھے سر جھکائے چلتی لڑکی

۔۔۔ کے وجود پر گئی جس کے چہرے پر گھونگھٹ تھا اور

مرتضی نے اسکے ہاتھوں کیطرف دیکھا تو انگلیاں مروڑے وہ

۔ کنفیوز لگ رہی تھی وہ غور سے دیکھنے لگا

۔ اور لڑکی وہاں سے گزر کر چلی گئی تھی

مرتضی اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا مگر خیال میں ضرور وہ آواز اور یہ ہاتھ رہ گئے تھے

شام چھ بجے کے لیے اسے بلکل ریڈی رہنا تھا کہ اسکی ایک جھلک سے ہی وہ لڑکی اسکی ہو سکتی تھی ۔

اسکی ڈریسنگ اسکا انداز اسکا گھر اسکا گاڑی اسکا بینک بیلنس

ایک لڑکی کو اور چاہیے بھی کیا ہوتا تھا ۔۔۔

وہ سر جھٹک کر ہنستا وہاں سے اٹھ گیا

چاروں اطراف افراتفری تھی

ڈارک گرین شرٹ جس کے تمام بٹن کھلے تھے اور وائیٹ پینٹ پہنے وہ ایک

ڈارک رومینٹک سین تھا جسے سہراب خان دے رہا تھا اسنے ایک لڑکی کو اپنے

بازؤں کی گرفت میں جکڑا ہوا تھا اور کیمرے کیطرف وہ آنکھ اٹھا کر دیکھ رہا تھا ۔

یہ پرفیکٹ شوٹ تھا ۔

اسکے کپڑوں کا ۔۔۔اسکے جوتوں کا ۔۔۔

اسنے تھوڑی دیر بعد اس لڑکی کو چھوڑ دیا

اس لڑکی کی بھی سہراب کے ساتھ فرسٹ میٹنگ تھی اور وہ بری طرح سہراب پر گھائل ہو رہی تھی ۔

"مجھے اب کسی لڑکی کی ضرورت نہیں

اسنے دونوں ہاتھ پینٹ کی پوکٹس میں ڈالے اور سامنے چوڑا سینہ نکال کر وہ دیکھنے لگا ۔

اسکے مختلف اینگلز میں کلک لئے گئے

وہ پوری کیٹیلوگ پر چھایا ہوا تھا ۔

وہ اکیلا بھی جیسے ایک قبیلہ سا لگتا تھا اتنا مظبوط اتنا طاقتور

اور اسپر اسکے انداز شان بے نیازی لاپرواہی ۔

اسکے چہرہ نشان کے باوجود بھی جس طرح دیکھتا تھا وہ حیران کن حد تک حسین تھا

۔

ہاں اسنے اپنے لیے کچھ نہیں کیا ۔

اسکے اسی چہرے نے جس کو برباد کیا گیا تھا اسکی زندگی بنا دی تھی ۔

۔ اس لڑکی کا منہ بے عزتی کے احساس سے سرخ ہو گیا

کہ اسنے کیسے اسے شوٹ سے نکال پھینکا تھا

تبھی سہراب خان کے لیے کھانالایا گیا جو کہ اسنے اپنی مرضی کا منگوایا تھا کھانے

میں اسکی پسند کی چیزیں تھیں۔

۔ علینہ ہسنے لگی تھی وہ لڑکا سدھر نہیں سکتا تھا

۔۔ اسکا کھانا آیا

۔ تو اس لڑکی نے اسکے کھانے میں نشے سے بھری ادویات ملا دیں

" اب دیکھتی ہو میر سہراب خان مجھے کیسے نظر انداز کرتے ہو

وہ مسکرائ اور ایکطرف بیٹھ گئ

کھانا آتے ہی سہراب نے شوٹ چھوڑ دیا تھا

اور وہ کھانا کھانے لگا ویسے بھی شوٹ کا ٹائم بھی ختم ہو رہا تھا

علینہ اسکے پاس بیٹھی تھی اسکو آگے کا سب سمجھا رہی تھی کہ کتنے دنوں میں انھیں

کراچی سے اسلامہ آباد جانا ہے اور اسکے بعد وہ ہو سکتا ہے ملک سے باہر بھی جائیں

۔

سہراب کا دھیان اسپر نہیں تھا وہ کھانے میں مگن تھا وہ لڑکی توجہ سے سہراب کو دیکھ رہی تھی

سہراب اپنی ڈرسنگ وین میں اگیا تو اسکے گارڈز باہر کھڑے تھے جبکہ اسکا سر چکرا رہا تھا اسکے موسر گھومتا ہوا محسوس ہوا

۔ تو لگا کے گھر جانا چاہیے تبھی وہ

۔ اپنی جیپ لے کر گھر کے لیے نکلنے لگا مگر اس سے ڈرائیونگ نہیں ہو پا رہی تھی

علینہ اسے ڈھونڈ رہی تھی مگر اندر کہیں نہیں ملا تو جب وہ باہر نکلی تو سہراب جیپ میں آنکھیں بند کیے لیٹا تھا جبکہ اسکی جیپ ڈرائیو فرا کر رہی تھی جو اسکی کو پاٹنر تھی

۔ علینہ اندر تک جھلس گئ جلدی سے گاڑی لے کر وہ بھی انکے پیچھے نکلی تھی

سہراب فرا کو دیکھ رہا تھا

فرا سمجھ رہی تھی اسپر نشہ چڑھنے لگا ہے

" تمھارا گھر کہاں ہے ہنی

وہ پیار سے بولی سہراب ایکدم اٹھا

" تم۔۔۔۔ تم نے کچھ ملایا ہے

۔ وہ گھومتے سر کے ساتھ اسپر طنزیہ ہنستا بولا

سوئیٹ ہارٹ مجھے کوئ مڑ کر نہ دیکھے ایسا تو کبھی ہوا نہیں اور اگر آج ایسا ہو گیا تھا تو تمھیں میں نے اپنی طرف موڑ لیا جسٹ ریلکس ہم تھوڑا سا وقت ساتھ گزاریں گے تو تم مجھے ہی مڑ کر دیکھو گی"

۔ وہ ہنسی جبکہ سہراب بھی ہنس دیا

۔ اسکیا فلیٹ اگیا تھا

۔ سہراب کو سہارا دے کر وہ اسے اندر لے آئ تھی اندر آ کر اسکا دل ہی گھبرا گیا

۔ وہ فلیٹ ایک ماڈل کا تو نہیں لگ رہا تھا کتنا عجیب لگ رہا تھا ہر طرف کباڑ ہی کباڑ وہ البتہ اگنور کر کے سہراب پر فوکس کرنے لگی

" تو میر سہراب خان

اسنے اسکی گردن میں بازو ڈال لیے وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت قریب تھے

فرا شیخ" وہ مسکراہٹ میں ڈھلے ہونٹوں کو ایکدم سکیڑتا بولا

اسکے قدم لڑکھڑا رہے تھے

فرا نے اسکے گھنے بالوں میں اپنی انگلیاں چلائیں۔

۔ سہراب نے سر اوپر کیطرف اٹھا کر آنکھیں بند کیں اور گھیرہ سانس بھرا

" کتنے افسوس کی بات ہے کہ تم ابھی کچھ لمحوں میں شدت سے پچھتانے والی ہو

وہ اسکے گال پر جھکتا اسکی خواہش کا احترام کرتا بولا تھا

فرا تو خوش ہوا اٹھی وہ مکمل نشے میں دھت جو ہو گیا تھا

سہراب نے اسے کھینچ کر دیوار کے ساتھ لگا دیا

" میں اس پچھتانے کو پچھتانا نہیں کہتی سہراب علی خان

وہ اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتی اس سے پہلے اسکے اسی زخم کو دیوانہ وار چھوتی

۔

کہ سیراب نے اسکی گردن جکڑ لی اپنی مظبوط انگلیوں سے اسکی گردپر دباؤ بھرا دیا

۔ فرا کی آنکھیں ایکدم پھٹ گئ

" میرے چہرے سے دور رہو

۔ وہ پھنکارہ

۔ حالانکہ وہ غصہ نہیں کرتا تھا مگر آج تک اسکا چہرہ کسی نے چھوا نہیں تھا

اور نہ ہی سہراب کو پسند تھا

اگر فرا ایسا کچھ چاہتی تھی تو اسے نشہ دینے کی ضرورت نہیں تھی وہ ویسے بھی اسکی خواہش کو پورا کر سکتا تھا

مگر نشہ دینے کے بعد وہ اپنی کیفیت کو کمپوز نہیں کر پا رہا تھا جو تھا جیسا تھا نیچرل تھا

فرا نے اس سے اپنی گردن چھڑائی

"تم کتنے مظبوط ہو مائے اینگری مین

۔ وہ مسکرائی

سہراب بھی ہنس

اور ایکدم فرا کو واشروم میں دھکیل دیا

فرا کو لگ رہا تھا سہراب کا نشہ اسپر جان لیوا انداز میں چڑھ رہا ہے اسنے۔۔۔

۔ اپنی شرٹ کا اوپری بٹن کھول دیا البتہ سہراب نے اسکے بال پکڑے

اور۔۔۔ بڑی ادا سے مسکرا کر بے ساختہ اسنے فرا کا منہ پانی سے بھرے باتھ میں ڈال دیا

فرا پھڑ پھڑا اٹھی

وہ خود کو چھڑانے کی کوشش میں پاگل ہو رہی تھی مگر سہراب اسے چھوڑ نہیں رہا تھا

فرافرافرا۔۔۔ تمھیں سہراب خان چاہیے تھا تو خوشی سے مانگتی یہ مجھے چیٹ کرنے والی بات پسند نہیں آئی ۔

کھل کر کہتی تو سہراب خان ضرور تمھاری خواہش کا احترام کرتا مجھے پیچھے پشت پر کیے گئے وار نہیں پسند

اور سہراب خان دن رات اتنا مزہ کرتا ہے کہ تمھاری اس کو کین سے م پر لمھوں کا اثر ہی ہوا ہے ۔۔"

وہ آہستہ آہستہ بولتا بلکل سائیکو لگ رہا تھا

ایکدم علینہ نے اسکا ہاتھ کھینچا اور فرا کھانسی ہوئی چیختی ہوئی دور جا گیری

" پاگل ہو گئے ہو

علینہ نے اسکے منہ پر تھپڑ دے مارا

سہراب نے سر جھٹکا

ہلکا سا مسکرایا اور اٹھ کر باہر نکلتا کہ

مراد خان کو سامنے دیکھ کر اسکی آنکھوں میں سرخیاں ترا گئ

مگر وہ کچھ کہہ نہیں پایا تھا کہ مراد خان نے بھی اسکے منہ پر کھینچ کر تھپڑ دے مارا

۔ اور سہراب کو لگا ایک بار پھر چودہ سالہ سہراب خان کے منہ پر تھپڑ لگا ہو

۔ علینہ نے کئ بار اسکے منہ پر اسکے اسی جنون کے سبب اسے مارا تھا

مگر اسے برا نہیں لگا مراد خان کا تھپڑ اسکی آنا پر کھینچ کر پڑا تھا فرا چیخ رہی تھی چلا رہی تھی زور زور سے ۔۔۔

سہراب۔۔۔ مراد خان کو گھور کر دیکھ رہا تھا

وہ غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا وہ کبھی غصہ کرنا نہیں چاہتا تھا مگر یہ شخص اسے بار بار بار بار مجبور کر رہا تھا اور وہ خائف تھا اس معاملے میں خود سے بھی

مراد خان کو دیکھتے ہی دیکھتے اسنے علینہ کی گردن جکڑ لی

اور جیسے مراد خان کی ساری شدتیں علینہ کی گردن کو دبا کر نکلنے لگا

پاگل کتے ہو تم سہراب خان جنگلی جانور ہو جانور جو ہر کسی وہ کاٹنے کو دوڑ رہا ہے

۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے تم جیسے نالائق اور لوزر کو دنیا میں پھینک دیا

۔ تم سنبھالے نہیں مزید لوزر بن گئے ہو میری نظر میں

"شیٹ آپ

وہ دھاڑا

علینہ نے پہلی بار اسکے دھاڑنے کی آواز سنی تھی

اور اس سے پہلے سہراب جانور بن کر اپنے باپ کا لحاظ بھولتا ایکدم علینہ آگے اگئ

۔

وہ وہ اس وقت نارمل نہیں ہے انکل آپ جو بھی ہیں میں نہیں جانتی سہراب کے

۔ والد ہیں یہ کوئ اور

جو ابھی اس وقت وہ ہوش میں نہیں ہے ورنہ ایسا رویہ کبھی کسی کے ساتھ نہیں

رکھتا وہ اسے کبھی غصہ نہیں آتا اور آپ مزید اسے غصہ مت دلائیں جب اسکا غصہ

" اترے گا وہ نارمل بیہیو کرے گا آپ جائیں یہاں سے

علینہ بولی

۔ ہٹ جاؤ تم میرے راستے سے بتانے دو آج تم مجھے نھیں سمجھتے کیا ہیں یہ خود کو

اگر میں لوزر ہوں تو یہ بھی میرا باپ بھی لوزر ہے کہ اسنے میری جیسی اولاد کو جنم

" دیا ہے

۔ وہ اپنے باپ کا گریبان جکڑتا چیخا جبکہ مراد خان اسکی آنکھوں میں دیکھتے رہے

مجھے بھی خود سے اتنی ہی نفرت ہے مراد خان جتنی تمھیں ہے تو پیدا کیوں کیا

"۔۔۔دنیا میں پھینکنے کے لیے آخر مجھے

اسنے مراد خان کو دور دھکا دیا

"پلیز پلیز جائیں آپ یہاں سے

۔ علینہ نے اسے پکڑ لیا

دفع ہو جاؤ اور دوبارہ شکل مت دیکھانا خود غرض انسان اپنی غرض کے لیے آج

"مجھے ڈھونڈ نکالا سالے نے

"سہراب

علینہ نے اسکے بکھرتے بڑھاتے وجود کو دونوں بازوؤں میں سما لیا تھا

"چھوڑو مجھے

وہ اسے بھی دور کرنے لگا فراتو کب کی بھاگ اٹھی تھی

"اوکے ریلکس ریلکس وہ جا چکے ہیں

علینہ اسکی کیفیت دیکھ رہی تھی

شاید اسے اس دنیا میں اسکے علاوہ کوئ نہیں سنبھال سکتا تھا

وہ اسکی گود میں ہی نیند کی وادیوں میں اتر گیا

ج۔۔۔جان جان سے مار دوں گا میں فر۔۔۔فرا کو اس۔۔۔اسنے مجھے سونے

"پر۔۔۔۔م۔۔مجبور کیا۔۔کیا ہے

۔ وہ ایکدم غنودگی میں اترتا بولا اور اسکی گود میں ہی سو گیا

۔ علینہ نے فکر سے اپنا بجتا ہوا ڈیل فون دیکھا

یقیناً رضا کی کال ہو گی ہاں وہ اسکا شوہر تھا جس سے زیادہ علینہ سہراب خان کے

لیے جان دینے کو بے چین تھے ہاں وہ اسکے ساتھ پیچھلے سات سالوں میں تھی اور

۔ وہ اسکی ہر کیفیت سے واقف تھی

بعض اوقات ڈر جاتی تھی بعض اوقات وہ سنبھلتا نہیں تھا مگر اسے لگتا تھا سہراب

۔ خان بس اسکا ہے بنا شادی کے بھی اسکے ساتھ تو کوئ لڑکی ہو ہی نہیں سکتی

وہ سہراب خان کو سنبھال بھی سکتی تھی اور اسکا حسین چہرہ

اپنے مقصد کے لیے کیش بھی کر سکتی تھی

۔ رضا کی کال اٹھا کر اسنے تھوڑی دیر تک آنے کو کہا

اور فون بند کر دیا وہ وہیں اسکے پاس بیٹھی اسکا چہرہ دیکھنے لگی وہ اسکی گود میں سر رکھے گھیرے سانس لے رہا تھا

علینہ دیوانہ وار اسے دیکھتی رہی

کاش کاش وہ مان جاتا تو آج وہ اسکی بیوی ہوتی مگر اسنے نہیں مانا اور علینہ نے جزباتی ہو کر شادی کر لی

۔ آج وہ پچھتاتی تھی کہ جب اسے اسکے ساتھ ہی رہنا تھا تو شادی کیوں کر لی تھی

مراد خان چپ چپ سے تھے جب سے گھر لوٹے تھے بلکل خاموش تھے نہ وہ کچھ بول رہے تھے اور نہ ہی کھانا کھایا تھا ۔

سب کو لگ رہا تھا وہ اپنے والد کی وجہ سے پریشان ہیں اسکی بیوی نے اپنے دونوں بچوں کو اکٹھا کیا اور اسکے پاس لے آئیں

"دیکھو زرا تمھارے ڈیڈ کو کیا ہوا ہے کیسے چپ ہو گئے ہیں کھانا بھی نہیں کھا رہے

وہ بولیں کچھ فکر مند تھیں

"یقیناً انھیں اپنے ہونہار سہراب علی خان کا غم لگا ہے کیوں ڈیڈ

مرتضیٰ نے سیب اٹھا کر اچھالتے ہوئے اسنے منہ میں بائیٹ لی اور باپ کیطرف دیکھا

حقیقت تو یہ ہی تھی کہ سہراب کی وجہ سے وہ زندگی میں پہلی بار ڈسٹرب ہوئے تھے کہ اسکی باتوں نے گویا انھیں اس طرف لا پٹخا تھا جس طرف۔سے آنکھیں۔ بند کر لیں تھیں انھوں نے کس لیے اور کیوں

کیا سوچ کر اپنے وجود کے ایک حصے کو دنیا کی بھیڑ چال میں پھینک دیا

لیکن آج اگر اس بات کا اظہار وہ ان سب کے بیچ کرتے تو وہ سب انکا مذاق بنا دیتے

۔

کیسے باپ تھے وہ اپنی ہی اولاد کے احساس کا اظہار بے عزتہ کا احساس لگ رہا تھا وہ چپ ہی رہے

میری طبعیت نہیں ٹھیک

مل جائے گا مل جائے گا ڈیڈ آپکو وہ لوزر کیوں فکر مند ہیں آپ۔ فکر تو ہمیں کرنی چاہیے وہ ایمپر فیکٹ لڑکا صرف دادا کی بقیہ بچی سانسیں نکلوانے کے لیے یہاں آ رہا ہے خیر آپ نے اس سے وہ پراپرٹی بھی میرے نام کرانی ہیں"

اسنے یاد دلایا

"مرتضی جاؤ یہاں سے

وہ سنجیدگی سے پہلی بار اس سے بولے تھے مرتضی حیرانگی سے باپ کو دیکھنے لگا یہی حال ماہین اور انکی بیگم کا تھا

"بلکہ تم سب جاؤ یہاں سے مجھے کچھ دیر ریسٹ کرنا ہے جسٹ لیو می الون

وہ اپنی طرف کی لائیٹس بند کرتے لیٹ گئے تھے مرتضی کا چہرہ بے عزتی محسوس کر کے سرخ ہو گیا وہ سب خاموشی سے باہر نکل آئے

ریلکس مائے چائیلڈ ابھی درانی کی فیملی آنے والی ہے تم خود کو ریلکس رکھو اور انکی فکر نہ کرو اپنے پاگل باپ کی وجہ سے یہ بھی پاگل پاگل سے ہو گئے ہیں

"تبھی ایسا بیہیو کر رہے ہیں

مام میں نے کبھی کسی کا ایسا بیہیو برداشت نہیں کیا ہے تو بہتر ہے ڈیڈ کو سمجھا دیں
"کہ مجھ سے ایسا رویہ نہ کریں

وہ بولا تو لہجے میں سختی تھی اسکی ماں نفی میں سر ہلانے لگی

" میں تو حیران ہی ہوں۔۔۔ کیا ہو گیا ہے تمھارے باپ کو

وہ تھکی تھکی سی بولیں

اگنور کریں جو بھی ہو گا سامنے اجائے گا فلحال مرتضی پر دھیان دیں اسکا موڈ آف
" ہو چکا ہے

ماہین بولی تو وہ مرتضی کے روم میں چلی گئیں ماہین کو اسکے بولنے کی آوازیں باہر تک سنائی دے رہی تھی اسے ڈیڈ پر غصہ آیا تھا اچھا بھلا موڈ انھوں نے مرتضی کا
۔ خراب کر دیا تھا

۔ درانی کی فیملی کے ساتھ ڈنر بہترین گزرا تھا

ڈنر کے بعد مرتضیٰ کی طبعیت بھی بہتر لگ رہی تھی وہ اپنی شاندار پرسنلٹی اور بہترین آئی کیو لیول سے فاطمہ کو بہت پسند آیا تھا

۔ جبکہ دوسری طرف مرتضیٰ کو بھی فاطمہ اچھی لگی تھی اچھا سٹیٹس تھا اسکا

۔ اور اسکے ساتھ ایک اونچے سٹیٹس کی ہی لڑکی سوٹ کر سکتی تھی

۔ وہ مطمئین سا تھا

درانی کی فیملی کے جانے کے بعد وہ خود سے ڈیڈ کے پاس آیا مگر ڈیڈ موجود نہیں تھے

۔ اسنے ماں سے پوچھا

مگر انھیں بھی کچھ پتہ نہیں تھا

وہ باہر آیا

تو ڈیڈ سامنے سے آتے نظر آئے اتنی دیر جتنی دیر درانی فیملی یہاں تھی وہ گھر پر نہیں تھے عجیب ہلچل سی اسنے محسوس کی تو لاونج سے باہر لون کیطرف آگیا

اور پورے سات سالوں کے بعد اسنے سہراب علی خان کو دیکھا

۔ تھا اور ایک جھلک دیکھتا رہ گیا

چھ فٹ سے نکلتا قد جو چھ آدمی بھی نہیں سنبھال پا رہے تھے بکھرے بال کھلی شرٹ سے اسکے سکس پیکس نظر ارہے تھے ۔۔۔

دو آدمی اسے بمشکل لے کر اندر آئے اور اسے صوفے پر لیٹا دیا وہ تینوں بلکل ساکت کھڑے تھے ۔

ماں بہن بھی اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھے ۔

جبکہ مراد خان کا انداز بہت مختلف تھا ۔

وہ سہراب کے ہاتھ پاؤں کو ٹھیک کر رہے تھے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرہ اور عجیب سی انکے انداز کی ہلچل وہاں کھڑے سب لوگوں کو سن کر گئی تھی ۔

تو آپکا ایم پرفیکٹ بیٹا اپنے قدموں پر چل کر انہیں رہا تھا تو آپ اسے اٹھا کر لے آئے"

مرتضی نے جلد ہی سنبھال لیا تھا خود کو

اسکے نشان زدہ چہرے کی جانب دیکھ کر کہتے تسکین سی ملی تھی کہ مرتضی کی دی گئی چوٹ کا نشان آج تک اسکے چہرے پر موجود ہے مگر حقیقت تو یہ تھی کہ وہ خود بھی میر سہراب علی خان کے اثر سے متاثر تھا ۔

اور اگر یہ بات سب پر واضح کر دیتا تو اسکی کیا عزت رہ جاتی ۔

میں فلحال کچھ نہیں سننا چاہتا ڈیڈ کی طبعیت نہیں ٹھیک تبھی مجھے یہ سب کرنا پڑا

" ہے باپ تو میرا ہے سوچوں گا بھی میں ہی اس معاملے میں

وہ مرتضی سے بولے

مرتضی نے مزید کچھ نہیں کہا ۔

البتہ سہراب پر سب کی ایسے نظریں تھیں جیسے بس اسکے چہرے اسکے مظبوط چھ فٹ سے نکلتے قد اسکے شاندار نین نقش اسکے مسلز اسکے پیکس بس نہ چاہتے ہوئے بھی سب دانتوں تلے زبان دبائے کھڑے تھے

وہ سب کچھ لمحے دیکھتے رہے ۔

پھر مرتضی نے ہی وہاں سے جانے میں پہل کی ۔

"عجوبہ لگ رہا ہے ہمیشہ کی طرح

اسنے سر جھٹک کر کہا اور جانے لگا

جبکہ مراد کو پرواہ نہیں تھی نہ جانے دل میں احساس جاگا تھا یہ کچھ اور وہ نہیں جانتا

۔ تھا مگر سہراب کی باتوں نے اسے اندر سے عجیب کیفیت میں مبتلہ کر دیا تھا

اور وہ اپنی کیفیت سے خود بھی انجام دوڑ کر جب اسکے گھر کو گئے تو وہ اکیلا تھا اسکے

سر کے نیچے تکیہ لگا تھا اسکے ارد گرد تکیے رکھے تھے جیسے کسی نے چھوٹے بچے کی

پرواہ کی ہو اور وہ سو رہا تھا

وہ اسکے نزدیک گئے

اور بس آدمیوں کی مدد سے اپنے بیٹے کو اٹھا کر لے آئے وہ جانتے تھے وہ کیا کر

رہے ہیں اور یہ سب کرنے کے پیچھے بہت سی وجوہات تھی جس کا ذکر ابھی کسی

سے کیا نہیں جا سکتا تھا

وہ پہلے باپ تھے جو جانتے تھے انکا بیٹا اپنے قدموں سے

۔ انکے گھر کی دہلیز کبھی پار نہیں کرے گا تبھی کڈنیپ کیا تھا

۔ اپنی حرکت پر خود ہی ہنس پڑے

" تم اتنا خوش کیوں ہو اسکو لا کر

۔ اسکی بیوی نے غور سے مراد کو دیکھا

بات خوشی کی نہیں ہے بات یہ ہے کہ میرے باپ کی اگر آخری خواہش سہراب

"خان تھا تو میں نے پوری کر دی

۔ لیکن ایسا لگ نہیں رہا کہ تم صرف یہ اپنے باپ کے لیے کر رہے ہو

تمھارا انداز بتا رہے ہے تم اپنے چھوٹے بیٹے کے ملنے پر ایسے خوش ہو رہے ہو جیسے

" وہ بچھڑا تھا تم سے

تم سگی ماں ہو اسکی شہلا" مراد نے زرا اسے احساس دلانا چاہا

بس کریں یہ باتیں مجھے نہ پڑھائیں یہ وہ ہی لڑکا ہے جو اتنی سی عمر سے آپکو بی پی کا

مرض دے چکا تھا اور میں جانتی ہوں آپ اتنے اچھے بلکل نہیں ہیں کوئی نہ کوئی

بات ضرور ہے جسے آپ چھپا رہے ہیں" وہ جانتی تھی مراد کو ایسے کیسے منہ اٹھا کر

آج بیٹے پر پیار آ گیا ضرور پیچھے کوئی بڑی گیم تھی

۔ انھوں نے زرا کڑوے تیوروں میں کہا

میں تمھیں صرف یاد دلا رہا ہوں تم اسکی سگی ماں ہو اور ٹھیک ہے میرا اس سے

" اختلاف رہا ہے مگر اب وہ ویسا نہیں رہا

مراد بلاوجہ اسے ڈیفینڈر کرنا چاہ رہے تھے

اوہ واؤ تو کیا کیا اسنے ان سات سالوں میں کیا مرتضی سے آگے نکل گیا کیا وہ میرے بیٹے کی طرح جیت چکا ہے کیا وہ ہزاروں دلوں کی دھڑکن بن گیا ہے اس کٹے ہوئے چہرے کے ساتھ۔۔۔ کرتا کیا ہے یہ۔۔۔۔ کیا یہ آج ہماری سوسائٹی میں موو کرنے قابل ہے کیا اسے انگلش بولنی آتی ہے کیا یہ دوسروں کی نظروں میں نظریں ڈال کر بات بھی کر سکتا ہے مراد بھولو مت میں نے ہمیشہ پرفیکٹ چیزوں کو پسند کیا ہے اور تمھارا یہ بیٹا پرفیکٹ نہیں ہے تو میرے بیٹے پر سہراب کو فوقیت کبھی مت دینا ابھی کچھ دیر پہلے جب درانی کی فیملی آئی تب تم سہراب کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہیں تھے جانتے بھی ہو کتنا حساس ہے وہ کتنا فیل کرتا ہے ہر چیز کو۔ پھر بھی تمھاری کمی کو اگنور کر کے خود کو کمپوز کر کے بیٹھا رہا اور انکے جاتے ہی ۔ تمھارے روم میں چلا گیا

وہ تمھارا بہترین بیٹا ہے مراد تم جانتے ہو سب جانتے ہو اسے تنہا چھوڑنا ہم دونوں کا نہیں بنتا وہ اپنے کنفیڈینس سے گیر جائے یہ میں نہیں ہونے دوں گی ۔ "

وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے آج پہلی بار بیٹے کے لیے چیخ رہی تھی

۔ ماہین نے بھی ماں کی حامی میں حامی بھری

میں سب جانتا ہوں اور بہت اچھے سے جانتا ہوں مجھے کچھ سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے تم لوگوں کو "

وہ بولے اور اپنے گھر کو چاروں اطراف میں دیکھا

" سہراب کا روم تو سٹور روم بنادیا تھا اب کون سے روم میں رہے گا وہ

وہ سوچ رہے تھے

"یہ رہنے آیا ہے ڈیڈ

ماہین نے حیرانگی سے باپ کو دیکھا وہ سب ایسے ری ایکشن دے رہے تھے جیسے ۔ سہراب کوئی اجنبی ہو اور انکے بیچ رہنے اگیا ہو

ماہین بیٹے سہراب ہمارے ساتھ ہی رہے گا ہمیشہ۔" وہ بات پر زور دے کر بولے

۔ ماہین نے ماں کو دیکھا اور مراد نے ملازموں سے

سیکینڈ فلور پر دو بڑے کمرے تھے انکو اسکے حساب سے راتوں رات ترتیب دینے کی کوشش کی وہاں فرنیچر نہیں تھا اور دوسرا سامان بھی

فرنیچر انھوں نے فون پر آرڈر دے کر منگوایا اور سب کرایا تھا سیٹ

۔ اور صبح تک وہ اسی تگ ودو میں لگے رہے

ماہین اور مرتضی تو کمرے سے ہی نہیں نکلے تھے البتہ شہلا خون کے گھونٹ پی رہی

۔ تھی صرف اس لیے کہ اسکا بڑا بیٹا یہ سب چیزیں محسوس نہ کرلے

مراد کو فلحال کسی کی پرواہ نہیں تھی وہ جلد از جلد اس کے اٹھنے سے پہلے سب سیٹ

کرنا چاہتے تھے

اور جب صبح کی کرنوں کے ساتھ انھیں لگا کہ سب سیٹ ہو گیا ہے تو انھوں نے

انھیں ملازموں کی مدد سے سہراب کو اٹھوا کر اس کمرے تک پہنچایا

وہ اتنی گھیری نیند کبھی سویا نہیں تھا یہ فرا کا کام تھا جو اسے ڈر گز دے چکی تھی جس

کی وجہ سے سہراب نیند میں نہیں نیم بے ہوشی میں تھا کہ اسکے ساتھ کیا کچھ ہو رہا

ہے اسے پتہ نہیں تھا

اسے بستر پر لیٹا دیا گیا تھا

مراد نے اسکے کمرے میں جم کا سامان رکھوایا تھا نہ جانے کیوں انھیں اندازا ہو رہا تھا

اسکا شوق ہو گا

آج اسکا کمرہ سجاتے انھیں یاد آیا کہ اسے باسکٹ بال کھیلنا کتنا پسند تھا نہ جانے آج تک کھیلتا ہے یہ نہیں انھوں نے تقریباً چیزیں اس کمرے میں اسکی پسند کی رکھوائ اور کمرہ ایکدم شاندار دیکھ رہا تھا

۔ اسکی شخصیت کے عین مطابق

وہ مطمئین سے ہوتے تھک کراب کمرے میں اگئے

شہلا ساری رات نہیں سوئ تھی

کیا کرنا چاہ رہے ہیں آپ آپکی یہ حرکات بتا رہیں ہیں کہ اپ سہراب کو لا کر بہت خوش ہیں"

ہاں شہلا میں خوش ہوں کیونکہ نہ میں سوتیلا باپ ہوں اسکا اور نہ تم سوتیلی ماں ہماری اولاد تھی جو دنیا میں کہیں پڑی تھی۔اگر میں اسے گھر لے آیا تو تمھیں کس بات کی تکلیف ہے "

ہے مجھے تکلیف"

وہ چیخی

" میرا بڑا بیٹا ہماری پہلی پریورٹی ہے

اسے ساری زندگی پیار ملا ہے اور میں سب جانتا ہوں اسکے بارے میں اسکے پیار میں کوئی کمی نہیں آئے گی

"مگر ایک اور بھی بیٹا ہے ہمارا اور اسکو دنیا میں لانے کا سبب ہم دونوں ہی ہیں

وہ بولے

"یہ سب بکواس باتیں سات سالوں میں ایک بار بھی نہیں آئیں یاد اور آج اچانک اگی کمال ہے اچانک سے مراد خان کو بیٹھے بیٹھے بیٹے کی یاد آتا گی کچھ عجیب نہیں لگ رہا آپکو "

وہ غصے سے بولی

" اب خاموشی سے سونے دو مجھے میں تھک گیا ہوں

انھوں نے کہا اور کروٹ لے کر سو گئے جبکہ شہلا کی رات بھی آنکھوں میں کٹی تھی اور اب بھی نیند کوسوں دور تھی فکر تھی تو مرتضی کی ۔

موبائل فون کی تیز آواز پر اسکی آنکھ کھلی مگر مکمل بیدار نہیں ہو سکا تھا وہ

اسنے اندازے سے پینٹ کی پوکٹس میں ہاتھ ڈالا اور چیختے چلاتے موبائل کو جیب سے نکال کر کان سے لگالیا

ہیلو" بھاری آواز سپیکر پر ابھری علینہ دل ہی تھام سکتی تھی

۔ کہاں ہو" وہ سوال کرنے لگی

" تمھارے دل میں ہی ہوں دیکھ لو غور سے مگر اب فون مت کرنا

۔ کہہ کر اسنے موبائل پھینکا اور کروٹ لے کر سو گیا

وہ بھول گیا تھا وہ سونے کا عادی نہیں مگر اتنی سکون بھری نیند آج سے پہلے نہیں آئی تھی ۔

۔ وہ ہر پل کی بے چینی کا شکار تھا

علینہ کا فون پھر سے بجنے لگا

۔ اسنے پھر سے فون اٹھا کر کان سے لگالیا

" تم اپنے فلیٹ میں نہیں ہو میں وہیں کھڑی ہوں

اسنے بتایا

تم اندھی ہو" وہ آنکھیں بند کیے بول رہا تھا

سہر اب فلحال میری آنکھیں بلکل ٹھیک کام کررہی ہیں مجھے فکر ہورہی ہے یار پلیز

"بتاؤ مجھے کہاں ہو تم

وہ فکر مندی سے بولی

"یار کیا ڈرامہ ہے

۔ وہ چیڑ کر اٹھ بیٹھا

اور آنکھیں کھولیں تو وہ واقعی اپنے فلیٹ میں نہیں تھا صاف ستھرا کمرہ اور مختلف

چیزوں سے بھرا۔۔۔

اٹھتے ساتھ ہی پیشانی پر بل پڑے تھے اسکے۔۔۔

"کیا ہوا

علینہ بولی

کہیں اپنے گھر تو اٹھا کر مجھے نہیں لے آئی اپنے شوہر کو باہر دھکیل کر مجھے سلانا ہے

" کیا

بکواس مت کرو" علینہ خفیف سی ہوئی

تو میں کہاں ہوں" وہ عجیب بھولے پن سے بولا

"ہائے میرے شیر کی یاداشت چلی گئ

۔ علینہ نے طنز کیا

۔ یہ تم کیوں اتنا بگڑ رہی ہو مجھ پر" وہ برا مناتا اپنی جگہ سے اٹھا

" جب تم مجھے نہیں دیکھو گے تو مجھے غصہ ہی آئے گا

وہ بولی

" میری شیرنی مجھے چیک تو کرنے دو کہاں رات ورات شفٹ ہوا ہے میر سہراب

وہ ہنسنے لگا

۔ علینہ مسکرا اٹھی

وہ اکثر بے گانگی سے یہ کہہ جاتا تھا یہ جانے بنا کہ دوسرے پر کیا اثر ہوتا ہے

وہ اٹھا اور ارد گرد دیکھنے لگا

اچانک اسنے پردے ہٹائے اور سیدھا نظر کھڑکی سے لون میں لگے جھولے پر گئ

تھی ۔

وہ جھٹکا سا کھا گیا

۔ وہ بھرپور شاندار مرد تھا طاقت تھی اس میں شاید خدا کیطرف سے دی گئ

بہت چھوٹی عمر میں زمانے کی گردشِ میں نکل گیا تھا

۔ تو مدد گار اسکا رب ہی تھا

" لیکن اس وقت وہ زلزلے کی زد میں تھا وہ یہاں آیا تھا کیسے

۔ اسکا دماغ خراب ہونے لگا تھا

اور ایسی شدت محسوس ہو رہی تھی اسے خود میں جو آج سے پہلے کبھی نہیں کی تھی

"سہراب کیا ہوا ہے

علینہ اسکی خاموشی کو محسوس کر رہی تھی

" آج میرا باپ زندہ نہیں بچے گا مجھ سے اگر میں قتل کر دو تو بچا لینا

وہ پاگل سا ہونے لگا بھڑک کر کہتا فون کان سے ہٹا گیا

"سہراب

اسنے فون بند کیا جھٹکے سے دروازہ کھولا اور تن فن کرتا وہ باہر نکل آیا اس گھر کو

سات سال بعد دیکھ کر بھی اسکے دل و دماغ میں کوئی خیال نہیں آیا تھا

یہ وقت دوپہر دو بجے کا تھا

دادا کی طبعیت بے حد خراب تھی تبھی مرتضی بھی گھر پر تھا

۔ ڈاکٹرز کھڑے تھے مراد نے تو ویسے بھی جانا نہیں تھا

۔ سہراب کی وجہ سے

دوسری طرف علینہ کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے تھے وہ جلدی سے اسکے فلیٹ کو لاک کرتی نکلی تھی اسے نہیں پتہ تھا کہ سہراب کے پیرنٹس کہاں رہتے ہیں اور وہ شخص اسے کبھی بتاتا بھی نہ

۔ تبھی وہ سہراب کی لوکیشن کو ٹریس کر کے جلد از جلد وہاں پہنچنا چاہتی تھی

نہ جانے فکر نے اسے سب بھلا دیا تھا کہ انکا کتنا اہم کام تھا آج

اسنے لات مار کر دروازہ کھولا تھا جہاں سے اسے گھر والوں کی آوازیں آ رہیں تھیں اور اسنے ادھر ادھر دیکھے بنا ہی سید حامر اد خان تک پہنچنے اور انکا گریبان جکڑ لینے

۔ میں لمحہ بھی نہیں لگایا تھا

"چاہ کیا رہے ہیں آپ مراد خان

۔ وہ دھاڑا

۔ اسکی دھاڑ کی گونج جیسے پورے گھر کی درودیواروں کو ہلا گئی تھی

وہ خون آشام نظروں سے انھیں دیکھ رہا تھا

انھوں نے اس کے بازو گریبان پر سے نہیں ہٹائے سب اسے دیکھ رہے تھے

آنکھیں بند کر کے جتنا پر اثر لگتا تھا اس سے کہیں گنا زیادہ آنکھیں کھول کر وہ مراد

خان پر چھایا ہوا لگ رہا تھا

" س۔۔۔۔ سہراب سہراب میرا بیٹا آگیا

دادا کی کانپتی آواز پر مراد خان سے دھیان ہٹ کر اپنے دادا پر گیا تو وہ چند لمحے یوں ہی

۔ کھڑا انھیں دیکھتا رہا اور پھر ایکدم ہنس دیا

اسنے مراد خان کی جانب دیکھا گھر میں اور کسی کو دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی

۔

کیا ڈرامہ ہے یہ " وہ طنزیہ نظروں سے دیکھنے لگا

۔۔۔۔ جیسے اسے کچھ ہضم نہ ہو رہا ہو اور ہضم ہوتا بھی کیسے

اچانک سات سالوں میں ایک صبح وہ اٹھا تو اپنوں کے بیچ میں تھا یہ کون سا کھیل تھا

" سہراب

دادا نے اسکی جانب ہاتھ بڑھایا

جسٹ انف۔۔۔انف دس نان سینس" وہ نفی میں سر ہلاتا بھڑک اٹھا

"سہراب سہراب رک جاؤاب تم کہیں نہیں جاؤں گے

"کون ہوتے ہیں آپ مجھے روکنے والے

وہ انکی جانب بڑھتا کہ اچانک ہی علینہ بھاگتی ہوئ اندر داخل ہوئ اور اسکے مظبوط

۔ جسم کو اپنے بازؤں سے روک لیا جبکہ وہ بھرا ہوا انسان کہاں روکنے والا تھا

سہراب" وہ بولی تو سہراب پیچھے ہٹ گیا

ہائے ہنی" اسنے علینہ کے گال پر جھک کر اپنی بے شرمی کا ثبوت دیا تھا اور یہ جان

بوجھ کر ہی تھا سب کو دیکھانے کے لیے علینہ سٹپٹا اٹھی جبکہ وہ سب ایسے دیکھ

۔ رہے تھے جیسے کچھ انوکھی چیز اگئی ہو

۔ اور سب اسے بس دانتوں تلے انگلیاں دبا کر دیکھ رہے ہوں

۔ چلو" اسنے علینہ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نکلنا چاہ مگر مراد خان آگے اگئے

مت جاؤ کہیں نہ جاؤاب" وہ پریشانی سے بولے تھے سہراب کی پیشانی پر بل

۔۔۔ پڑے

۔ اسکا سانس پھولنے لگا اسنے مڑ کر دیکھا

مجھ سے مزید آپکا یہ ڈرامہ برداشت نہیں ہو رہا اور اگر آپ نے مجھے مزید الو بنانے

۔ کی کوشش کی تو واقعی مراد خان سارے لحاظ بھولا دوں گا

تو نکلے نہ تم وہی جاہل۔۔ جسے باپ سے بات کرنے کی بھی تمیز نہ ہو" مرتضی بولا

سہراب کے تو تلوں پر آگ سی جل اٹھی وہ مڑا اور

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا کہ اندر سے چیخ و پکار کی آوازوں نے سب کی توجہ کو

دوسری جانب مبذول کر دیا مرتضی ماہین اور انکی ماں اندر بھاگی مراد خان نے

سہراب کے ہاتھ تھام لیے وہ جانتے تھے انکے والد کی جان کنی میں آسانی ہوئی تھی

۔ بس کیونکہ مر تو وہ بہت عرصے سے گئے تھے

کہیں مت جانا اب سہراب یہ تمھارا گھر ہے پیچھلے سات سالوں کا حساب تمھیں

" ۔ دے نہیں سکتا مگر

وہ چپ ہو گئے سر جھکا گئے جبکہ سہراب نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑا لیا اسکا دم سا گھٹنے

۔۔۔۔ لگا ان منافق لوگوں کے بیچ

جبکہ سہراب کی برداشت سے سب باہر تھااندر سے رونے پیٹنے کی آوازیں ارہیں تھیں

مراد خان وہاں سے اندر چلے گئے

۔ سہراب نے علینہ کی طرف دیکھا

"۔ تم یہاں کیوں آئ ہو

" میری بات

اگر تم ان لوگوں کے حق میں کچھ بولی تو اتنے تھپڑ ماروں گا کہ منہ سوجھ جائے گا

۔ تمھارا" وہ دھاڑا

۔ علینہ نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا

" کیسے چیخنے لگے ہو سہراب تھوڑا ہوش کرو اور اپنے دماغ کا استعمال

" بکواس بند کرو

وہ غصے سے بولا

۔ علینہ نے سانس بھرا

ٹھیک ہے تو کیا چاہتے ہو تم" وہ اسکی چاہت جاننا چاہتی تھی

یہاں سے دور جانا یہ جگہ میرے لیے نہیں ہے قید خانہ ہے یہ اور ایک بار یہ لوگ

"پھر سے مجھے قید کرنا چاہتے ہیں

مارے غصے کے اس نے آس پاس پڑے گملے کے لات مار دی

۔ سہراب" اسنے اسکے دونوں بازو تھام لیے

۔ سہراب اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا

جو تم چاہتے ہو وہ ہی ہو گا فلحال غصہ مت کرو ابھی تو اندر کسی کی ڈیتھ ہو گئ ہے تم

" تھوڑی دیر ریلکس ہو جاؤ

۔ بلکل نہیں" وہ اکڑ کر اپنے بازو چھڑا گیا

۔ ابھی مزید علینہ کچھ بولتی کہ اسکا سیل فون بجنے لگا

سہراب نے جہاں غصے سے دیکھا تھا اسے وہیں علینہ نے گھیرہ سانس بھرا اور اپنا

۔ موبائل دیکھا رضا کی کال تھی

اب میرے سامنے اسکی کال اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے اور۔۔۔اور تم آتی ہی

"کیوں ہو جب اپنے شوہر سے چیپکنا ہوتا ہے تم نے

۔ وہ بگڑ رہا تھا اسپر

علینہ سر تھام گئ وہ اسکے قابو کی بھی چیز نہیں تھا وہ ایسے ہی سمجھتی تھی کہ وہ اسے قابو کر سکتی ہے

۔۔۔۔ شوہر ہے میرا

۔۔۔۔ جان سے مار ہی نہ دوں اس تمھارے شوہر کو

" پھر پیٹتی رہنا ڈھنڈورا شوہر ہے میرا

گھور کر دیکھتا وہ اپنے آپ ہی اندر چلا گیا

علینہ اپنی مسکراہٹ روکنے لگی ابھی کیسے اس سے لڑ رہا تھا اس وجہ سے کہ وہ یہاں نہیں رہے گا اور اب خود ہی اندر جا چکا تھا

اسنے کال پیک کر لی رضا اسے انفارم کر رہا تھا کہ وہ کچھ دنوں کے لیے انگلینڈ جا رہا ہے وہ شرمندہ سی رہ گئ چار مہینے ہوئے تھے شادی کو اور انکے بیچ شادی لگتی ہی نہیں تھی ۔

۔ علینہ نے اسے گڈ بائے کہا اور خود اندر جاتی کہ رک گئ

" شاید اسے اکیلا رہنا چاہیے تھا مگر شاید اسے بھوک لگی ہو

اسکے دماغ نے جیسے گھنٹی بجائ اور وہ پھر بنا کچھ دیکھے اسکے لئے سامان آرڈر کر چکی تھی تھوڑی دیر گاڑی میں بیٹھ کر اسنے ویٹ کیا اور جب ناشتہ اگیا تو وہ اندر لے آئ

۔

سہراب کا کمرہ ایک ملازمہ سے پوچھ لیا تھا وہ اندر آئ تو وہ کمرہ کافی کشادہ اور بہت خوبصورت تھا وہ بیڈ پر الٹا لیٹا ہوا تھا اسکا وجود جیسے پورے بستر پر پھیلا تھا

"اب نخرے کم دیکھا وا ٹھو ناشتہ کرو تمھیں بھوک لگی ہو گی

وہ بولی

" نہیں کھانا مجھے کچھ جاؤ اپنے شوہر کے پاس

وہ بولا

"اب اس میں ناراض ہونے والی کیا بات ہے

۔ علینہ عاجز سی اگئ

ابھی تم نے شوٹ کے لیے بھی جانا ہے پلیز پلیز سہراب ناشتہ کر لو تاکہ تم انسانوں طرح بیہیو کرو "

دوست بن کر دشمنوں والا رویہ رکھتی ہو میں کھاتا نہ یہ سب۔۔۔بس تمھاری

"شکل ہے جس کی وجہ سے کھا رہا ہوں

وہ احسان کرتا تڑے اپنی جانب کھینچ گیا

"میں مشکور ہوں سرکار آپکی

۔ علینہ نے ہاتھ جوڑے تو وہ اپنی ہنسی روک گیا

علینہ ریلکس ہو گئ

" ایک بات پوچھوں

بکواس کے علاؤہ کچھ بھی" سہراب بولا تو علینہ نفی میں سر ہلاتی پوچھ ہی بیٹھی

"یہ تمھارے پیرنٹس ہیں

اسے یقین نہیں آیا تھا شاید تبھی پوچھ رہی تھی

دنیا میں کوئ بھی درختوں پر نہیں اگتا ماں باپ ہی لے کر آتے ہیں

" اور بد قسمتی سے میں بھی انکی نفرت کی انمول نشانی ہوں

وہ سر جھٹک کر اپنی مرضی کا جواب دے رہا تھا

نفرت کی" علینہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا

" آنا سر مت کھاؤ

۔ وہ بولا اور کھانے پر فوکس کرنے لگا

بہت عرصے بعد اسطرح اسنے اسے پکارہ تھا وہ خاموشی سے اسکا چہرہ دیکھتی رہ گئ

یونیورسٹی میں وہ اسے آنا کہتا تھا اور جب علینہ نے وجہ جانی تو اسنے بس اتنا ہی کہا کہ

اسے یہ نام پسند ہے

۔ ہاں وہ روز بے ایمان ہو جاتی تھی اسپر اور اسے دور دور تک بھی خبر نہیں تھی

۔ دل تھا کہ تھکتا ہی نہیں تھا اسے دیکھتے دیکھتے

وہ اپنی چاہت شاید خود میں بھی شمار نہیں کر پاتی تھی کہ وہ کتنی محبت کرتی تھی اس

۔ سے

" تم ریڈی ہو جاؤ میں گاڑی میں ویٹ کروں گی تمھارا

۔ وہ جلدی سے بولی

۔ سہراب نے سر ہلایا

" وہ

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا

" اوکے بابا تمھیں پاستہ خود بنا کر کھلاؤ گی اب چلو

۔ وہ تنگ آتی اسکی بات کو پورا کر گئ

۔ سہراب نے ایک آنکھ دبائ اور مسکرا کر فریش ہونے چلا گیا

یہ تو اسکی نیت خراب تھی

یہ اسکا اتنا بڑا وجود تھا کہ اسے ہر پل اسکی پسند کی ڈشز چاہیے تھیں اس وجود کی

۔ انرجی پوری کرنے کے لیے

دادا کی تدفین ہو گئ تو انکا غم منانے کے لیے مراد خان کے علاؤہ وہاں کوئ نہیں تھا

۔

سہراب وہاں سے جا چکا تھا مراد خان کی طبعیت بھی کچھ ٹھیک نہیں تھی مرتضی

باپ کے پاس۔ آ گیا

ڈیڈ آپ اسے پوری عمر یہاں رکھنا چاہتے ہیں۔وہ آوارہ آپ نے دیکھا کس طرح اس لڑکی کے گال پر جھک کر نازیبا حرکت کی ہے اسنے اپ کے سامنے اور کون تھی وہ لڑکی آپ نے پوچھنے کی زحمت بھی نہیں کی۔

تم میری گود میں پلے ہو مرتضی تبھی تم۔ویسے نہیں ہوا اسے زمانے نے پالا ہے "میرے ہوتے ہوئے تبھی وہ ایسا ہے

مراد نقاہت سے بولے

یہ کچھ زیادہ ہی آپ حمایت نہیں لے رہے اسکی کہیں دادا مرنے سے پہلے آپ پر تو نہیں پھونک مار گئے سہراب کے نام کی میں آپکو صاف لفظوں میں بتارہا ہوں کہ " جو کام ہمیں اس سے ہے وہ کریں اور اسے یہاں سے جانے دیں

وہ حتمی لہجے میں بولا۔

میں زندہ ہوں۔ابھی" مراد خان کو بھی اسپر غصہ آیا۔

کہ وہ ہر بات اپنی مرضی کی چاہتا تھا یہاں تک کے گھر میں رہنے والے لوگوں کا انتخاب بھی اپنی مرضی سے کرنا چاہتا تھا

جب میں مر جاؤں تب تم فیصلے کر لینا۔ایک بد تمیز تو دوسرا ضدی سہی اولاد ہے

"میری

۔ وہ چیڑ گئے

"مجھے اسکے ساتھ کمپئیر نہ کریں

۔ مرتضی غصے سے بول کر

صوفے پر بیٹھ گیا۔ سہراب خان اس سے برداشت نہیں وہ رہا تھا اور ہوتا بھی کیسے

وہ مرتضی سے شخصیت طاقت اور اپنے انداز کے اثر میں کی گناہ باہر تھا جبکہ مرتضی

۔ ایک بر گر بوائے تھا

ٹیک اٹ ایزی ابھی تمھارے ڈیڈ صدمے میں ہیں وہ جلد ٹھیک ہو جائیں گے پھر

ہمیشہ کیطرح سب کچھ تمھاری ہی تو مانی جاتی ہے پھر کیوں فکر کر رہے ہو

میں نہیں چاہتا وہ لوزر یہاں رہے مام لک ایٹ ہم ہی از سو کریکٹر لیس وہ سب کے

سامنے جھک کر لڑکی کے گال پر کس کرتا ہے ڈیڈ کا گریبان پکڑتا ہے دادا کی تدفین

میں شرکت نہیں کی ایسا انسان ہمارے ساتھ رہنے قابل نہیں ہے پہلے وہ لوزر تھا

اب جنگل میں رہنے والے جانور سے کم نہیں ہے میں اسکو برداشت نہیں کر سکتا"

وہ غصے سے بول رہا تھا

نہیں رہے گا۔ تم ریلکس ہو جاؤ پلیز" وہ اسکی پیشانی کے بال ہٹاتی بولیں

مرتضی کو کچھ تسلی سی ہوئی دوسری طرف ماہین جو کافی فرست سے سوچ میں تھی

توقف سے بولی

لیکن کسی کو ایسا لگتا ہے کہ وہ وہ جیسے بہت عجیب سا ہو۔ اسکا اثر اسکے ہوتے ہوئے

چاروں اطراف میں ہوتا ہے اسکے منہ پر نشان ہونے کے باوجود وہ مرد ہو کر بے

"حد خوبصورت لگتا ہے

۔ ماہین بولی مرتضی کے مرچیں لگیں

پاگل ہو گئی ہو تبھی بھکی بھکی باتیں کر رہی ہو" مرتضی نے آنکھیں نکالیں تو وہ

شانے اچکا گئی میں نے جو محسوس کیا وہ بتایا عجیب سی طاقت لگتی ہے اس میں۔ اور

وہ لڑکی جو صبح اسکے ساتھ تھی وہ کتنی خوبصورت تھی۔ مام۔ فاطمہ سے کہیں گنا

" زیادہ اور جہاں تک مجھے یاد ہے وہ بہت بڑی ڈائریکٹر ہے

۔ اسنے شانے آچکا کر کہا

تمھاری عقل گھٹنوں میں ہے تبھی سہراب جیسے لوزر میں اچھائیاں نظر ارہی ہیں

"۔ بھلا جس کے منہ پر ہی داغ ہو وہ کیسے خوبصورت اور پرفیکٹ ہو سکتا ہے

۔ وہ جیسے خود کو سمجھا رہا تھا

" ٹھیک کہہ رہاہے میرا بیٹا اور تم اپنی چوں چوں بند کرو تھک گئی ہو گی جاؤ سو جاؤ

" اوکے میں سونے جارہی ہوں ڈیڈ کا خیال رکھیے گا

وہ کہہ کر اٹھ گئی جبکہ مرتضی کے بالوں میں تادیر اسکی ماں چاہت سے ہاتھ پھیرتی رہی

مرتضی اگر سہراب یہاں رہتا بھی ہے تو میرے بیٹے تمھیں اس سے فرق نہیں

" پڑنا چاہیے تم یہ ضد مت لگانا

توآپ بھی اسکی حمایت کریں گی" وہ بولا

بلکل نہیں میں کیوں کروں گی اسکی حمایت میرے پاس میرا بیٹا ہے بلکل پرفیکٹ ہنڈسم فٹ لجو لوگوں کو متاثر کرلے وہ ہے ہی کیا کچھ بھی نہیں تم پھر اس سے مقابلہ مت کرو" وہ اسے سمجھا رہیں تھیں جبکہ مرتضی نے سر ہلا یا دیا تادیر وہ ماں کے پاس بیٹھا رہا اور اسکے بعد دونوں اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے

"سہراب چلا گیا ہے نہ

مراد کو فکر ستانے لگی

"مراد مجھے سمجھ نہیں آتی تمھاری

شیلہ نے غصے سے کہا

ٹھیک کہہ رہا ہے مرتضی تمھارا باپ جاتے ہوئے تم پر دم کر گیا ہے جو سہراب کی

"۔ گردان اب تم نے پکڑ لی ہے

وہ سر جھٹک کر واشروم میں چلی گئ جبکہ مراد خان کی بے چینی اروج پر تھی وہ جس طرح بے چینی سے پہلو بدل رہے تھے۔اسطرح کی کیفیت تو آج سے پہلے کبھی نہ ہوئ تھی۔اور معملہ بھی ایسا تھا کہ انکا بے چین ہونا بنتا تھا اگر وہ گھر میں یہ بات کھول دیتے تو ایک ہنگامہ مچ جاتا تبھی سہراب کا ان سب کے ساتھ ہونا ضروری تھا

۔

علینہ نے ڈنر کرایا اور۔دونوں ڈنر ہی کر رہے تھے

" تم اپنے گھر نہیں جانا

علینہ نے سوال کیا جبکہ وہ خود کم کھا رہی تھی اسے زیادہ کھلا رہی تھی سہراب حالانکہ خود بھی کھا رہا تھا مگر پیچھلے سات سالوں میں وہ اسی طرح اسکے نخرے اٹھاتی آئ تھی۔اب تو عادی ہو گئ تھی

" نہیں میرے پاس فلیٹ ہے میں وہاں نہیں جانا چاہتا

" کیوں

۔ میرا دم گھٹتا ہے" وہ بنا کچھ چھپائے بولا

مگر میرا خیال ہے جس طرح تم نے میری ناک میں دم دیا ہوا ہے کچھ عرصے اپنے

" پیرنٹس کی ناک میں دے دو تا کہ میں اپنے شوہر پر توجہ دوں

" نام نہاد شوہر کا نام نہ لیا کرو

۔ وہ بے زاری سے بولا

"کیوں نہ لوں وہ مجھ پر حق رکھتا ہے اور ویسے بھی وہ مجھے انگلینڈ بلا رہا ہے

وہ فوک پلیٹ میں گھماتی بولی

۔ کہ اچانک ہی اسکا وہی ہاتھ سہراب نے جکڑ لیا

تم شرافت سے یہی رہو گی اور مجھ سے نہ اسکی باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے

"جب ہم ساتھ ہیں تو دوسرے کا ذکر مت کرنا آئندہ

"سہراب یہ انفئیر ہے

"دنیا میں بہت کچھ انفئیر ہے آنا بتاؤ کس کو سہی کرو گی

وہ غصے میں تھا

کم از کم اسکو جو میرے بس میں ہے میں چیٹ کر رہی ہوں رضا کو۔ مجھے گلٹ ہوتا ہے"

"پتہ نہیں کس پاگل کتے نے کہا تھا منہ اٹھا کر شادی کر لو

وہ ٹیبل پر ہاتھ مارتا بولا

علینہ کی آنکھیں بھیگ گئیں

"تم نے

وہ کہہ کر اپنا بیگ اٹھا کر چلی گئ

سہراب ایکدم ہونٹ سکیڑ گیا

" مگر پاگل کتا نہیں ہوں میری جان

وہ ہنستا ہوا ابل ٹیبل پر رکھ کر اسکے پیچھے آیا یہ پہلی بار ہی تھا جو اسنے خود سے بل پے کیا تھا

" میرے پیچھے مت او

وہ بھڑکی

"اب تو تمھارا شوہر بھی نہیں ہے۔ پھر کیا پریشانی ہے

۔ سہر اب اسے چھیڑنے لگا

" ہو گیا

۔ علینہ نے بھی ہنسی روکی

" نہیں کبھی کیا ہی نہیں تم نے موقع ہی نہیں دیا

۔ وہ جان بوجھ کر اسے اپنی نظروں کے حصار میں قید کرنے لگا

علینہ سانس روک گئ

۔ اسکا کھلا گریبان اور اسکی شرٹ سے اٹھتی خوشبو

وہ جیسے بے حال سی تھی اسکے بازوؤں کی سخت گرفت اور انداز دلکشی اس اتنا مسرمائز کر دینے والا تھا۔ جبکہ سہراب نے اسپر ایک نگاہ باغور ڈالی تو وہ وائیٹ شرٹ اور بلیو جینز میں برون گولڈن بالوں میں گیرے آنکھوں والی اسکی ہائیٹ کو بیٹ کرتی بے پناہ خوبصورت لڑکی تھی

۔ ایکدم وہ اسکو چھوڑ گیا علینہ نے بھی خود کو سمبھالا

۔ یہ ظلم ہی تو تھا اسپر وہ اسکا ہو کر بھی اسکا نہیں تھا

علینہ نے بال درست کیے

"آنا تم گھر جاؤ گی یہ میرے ساتھ فلیٹ پر

۔ وہ آنکھ دبا کر پھر سے دوستانہ ماحول میں آگیا

یو اڈیٹ ڈرائیو میں کروگی اور تمھیں تمھارے گھر چھوڑ کر میں اپنے گھر جاؤں گی"

جب مجھے نہیں جانا تو میرے پیچھے مت پڑو

"اور ہاں سب سے اہم میری بات کان کھول کر سن لو تم کہیں نہیں جاؤ گی

۔ وہ ایسے بولا جیسے سارے حقوق کا مالک ہو اسکے

"مگر

علینہ کنفیوز ہو گئ

" ۔ سٹپ دس نام سینس آنا

وہ اسکا ہاتھ کھینچ کر اسکی بات پر توجہ دیے بنا گاڑی سٹارٹ کر گیا

علینہ نے بھی جیسے چاروں اطراف سے نگاہیں چرہ لی تھیں

۔ وہ سیٹ پر بیٹھی اسے دیکھنے لگی

جو ہمیشہ کی طرح رات میں بھی گاگلز لگائے بے حد حسین لگ رہا تھا

۔ سہراب اپنے گھر چلے جاؤ

" دیکھو کچھ ٹائم وہاں گزار کو ان لوگوں کو احساس دلاؤ تم ان لوگوں کا حصہ ہو

وہ اسے سمجھانے لگی

"۔ مجھے ایسے بے کار کاموں میں دلچسپی نہیں ہے آنا

وہ گھڑی میں ٹائم دیکھتا بولا عادل کا میسیج آیا تھا۔اور وہ اب اپنی منزل کو نکلنے والا تھا

۔

"تم میری بات کبھی نہیں مانتے

علینہ نے گھورا

" بے کار باتیں کرو گی تو ایسا ہی ہو گا خیر ابھی نکلو بور کر رہی ہو

۔ اف اف اف اف" علینہ نے سر تھام لیا جبکہ میر سہراب علی خان کا قہقہ بلند ہوا

"میرا دل کرتا ہے تمھیں بھی کوئی یوں ہی زچ کرے

۔ وہ بولی

۔ نہ نہ تم ہو نہ۔ تم بھی تو صبح شوٹ پر یہ ہی کر رہی تھی

" یہ مت کرو وہ کرو یہاں بیٹھو یہ نہ کھاؤ

وہ بولا

" تو بدلہ لے رہے ہو

۔ علینہ نے دروازے پر جھک کر اسکی صورت دیکھی

۔ وہ ہلکا سا مسکرایا

"مجھ میں ہمت نہیں

وہ منہ میں بڑ بڑایا تھا

علینہ نے گھیرہ سانس بھرا

"پلیز گھر جانا

علینہ نے اسکے بریڈز کو چھوا

سہراب نے سختی سے سٹیرنگ کو تھام لیا

"ایم سوری

علینہ دور ہو گئ

وہ وہیں کھڑا رہا جبکہ علینہ اپنے گھر کی جانب بڑھ گئ

اچانک نہ جانے اسے کیا ہوا تھا اسے جاتے دیکھا تو پیچھے سے ہارن بجایا اسنے پلٹ کر دیکھا ۔

"تم یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گی ورنہ کی زمہ دار خود ہو گی

وہ انگلی اٹھا کر بولا ۔

علینہ ہنس پڑی

تمھیں چھوڑ کر جاؤں تو کافر" سہراب اسکا جواب سن کر تسلی میں آتا ۔

وہاں سے گاڑی اڑا لے گیا وہ گاڑی علینہ کی ہی تھی اسکی جیپ تو نہ جانے کہاں تھی

مگر میرا کبھی تو سوچو سہراب" وہ بھیگی نظروں سے دھول اڑتی گاڑی کو دیکھنے لگی

" کبھی، کبھی تو میرے لیے سوچو سہراب

وہ جیسے شکست خوردہ اپنے گھر میں داخل ہو گئ

سہراب کی فائیٹ سٹارٹ ہو گئ تھی آج اسنے خوب مار کھائ تھی یہاں تک کے اسکے جسم پر کئ نشان بن گئے تھے اور جتنی مار وہ کھا سکتا تھا اسنے کھائ تھی نہ جانے سامنے والے کے موز اچھے تھے یہ وہ دو دن میں خود کو زنگ لگا چکا تھا اسکا دماغ ۔ آگ کیطرح کھول رہا تھا

وہ زمین پر پڑا تھا آج ٹل ڈیتھ فائیٹ نہیں تھی تبھی وہ بچ گیا تھا

یہ میدان اسکا تھا یہاں اسکے نام کی گونج ہوتی تھی اور مراد خان سے مل کر اسکی قسمت کی ہار پھر سے شرع ہو گئ تھی

وہ مٹی کو مٹھی میں بھر گیا

"___ نہیں

اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اسکا سر پھٹ گیا تھا اسکے جسم سے خون رس رہا تھا

۔ اسکا زخم چہرے پر جو تھا روز ہرا ہو جاتا تھا

مگر آج ان زخموں کی تکلیف ہی الگ محسوس ہو رہی تھی جیسے وہ پھر سے سات

سال پیچھے چلا گیا ہو

اسے یاد تھا ایک بار۔ مرتضی کو خوش کرنے کے لیے صرف اسکی اور مرتضی کی

۔ مراد خان نے لڑائی کرائی تھی وہ کمزور سا تھا اور نہ ہی لڑنا بھڑنا جانتا تھا

مرتضی نے چاہت سے اپنی چاہت سے اسے بہت پیٹا تھا اور جب تک اسکی خواہش

تھی وہ اسکے ساتھ لڑتا رہا تھا

اسے کسی نے نہیں بچایا تھا نہ ہی کوئی آیا تھا الٹا اسکے ماں باپ مرتضی کے جیت

۔ جانے پر خوشی کا اظہار کرتے اسے گود میں اٹھا کر گھمانے لگے تھے

اس دن بھی زمین پر ہارا ہوا پڑا وہ۔ جس ازیت کا شکار ہوا تھا آج بے ساختہ وہی

ازیت اسکے وجود میں سما گئی

۔ وہ اٹھنا چاہتا تھا مگر نہیں اٹھ سکا

۔ وہ لڑنا چاہتا تھا مگر نہیں کر پایا

۔ کیوں۔ کیوں نہیں کر پا رہا وہ

کیا وہ کمزور پڑ گیا تھا

سات سال جن لوگوں کے بنا گزارے تھے آج انھیں پا کر کیا اسکے اندر کی ہوک نے جنم لے لیا تھا

"نہیں

وہ بھڑک کر اٹھ بیٹھا جگہ خالی ہو چکی تھی اسکا دوست آج پیسے ہار گیا تھا وہ سر تھامے بیٹھا تھا

میرے بھائی نہیں کیا مطلب تھا اسکا سارا جوا ہار گیا میں کیا ہو گیا تجھے تو نے کچھ کھایا نہیں اس تلے سے ہار گیا تو۔ یار سہراب نام ڈبو دیا اب سب اٹھ اٹھ کر اجائیں گے

"۔ تو جانتا ہے لوزر لوزر کے کتنے نعرے تھے

اچانک سہراب نے لوزر لفظ پر اسکی گردن جکڑ لی

میں لوزر نہیں ہوں آئندہ مجھے یہ لفظ نہ کہنا ورنہ گدی سے زبان کھینچ لوں گا"

سرخ خون چھلکاتی آنکھوں میں عجیب جنون لیے وہ چیخا اور

اسے دور دھکیل کر وہ وہاں سے جانے لگا

ہارا ہوا نہ کہوں تو اور کیا کہو میرا شیر جب زخمی ہو گا تو اسے ہارا ہوا کتا ہی کھوں گا نہ تو

۔ شیر ہے شیر۔ تجھ پر پیسہ لگا کر کبھی نہیں ہارا میں

تو مت بھول تو قلندر ہے۔ کسی کا لاڈلا نہیں ہے مت بھول اپنی طاقت کو میر

سہراب مت بھول کے اکھاڑے میں تو وحشی ہے۔۔۔وہ وحشی جو خون کا پیاسا

" ہے تیرے جنون پر لوگ پیسہ لگاتے ہیں مت بھول

۔ وہ سن رہا تھا

۔ اسنے اپنی شرٹ اٹھائی اور

۔ اس سے منہ پر لگا خون صاف کیا اور

۔ وہاں سے باہر نکل گیا گاڑی اسنے اپنے پورے حوش و حواس میں چلائی تھی

وہ گاڑی چلا کر مرتضی منزل پہنچ گیا تھا پلیٹ پر مرتضی کا نام دیکھ کر وہ ہنس پڑا اور

۔ بغاوت سے بھرپور اس گھر میں داخل ہو گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگلی صبح مرتضی ہاؤس میں روٹین کی تھی انکے دادا کو گئے ہوئے ایک دن گزرا تھا ۔ اور وہ سب بلکل نارمل اپنی اپنی زندگیوں میں مگن ہو چکے تھے

مرتضی روز کیطرح بہت سارے ملازموں اور نوکروں کی فوج کے ساتھ تیار ہو کر ٹیبل پر آیا تھا ماہین روز کیطرح تیار ہو کر اپنے منگیتر کے ساتھ جانے کے لیے تیار تھی مرتضی ہاؤس میں صبح ہوتی ہی دوبارہ ایک بجے تھی اور اب یہاں ایک اور آگیا تھا جس کی صبح کب ہوتی تھی رات کب ہوتی تھی معلوم نہیں پڑتا تھا ۔ وہ سوتا تھا یہ جاگتا رہتا تھا یہ بھی پتہ نہیں پڑتا تھا ۔

مراد خان اور شیلہ دونوں بھی تیار تھے مراد خان کی آج کوئی میٹنگ تھی جبکہ انکی بیوی نے بھی کسی سے ملنے جانا تھا غرض سب مصروف تھے اپنی مصروفیت میں وہ سب قسمت سے آج اکٹھے ناشتہ کر رہے تھے اس ٹیبل پر سب اپنا کام آگے بڑھ کر خود کر رہے تھے سوائے مرتضیٰ کے وہ آرام سے بیٹھا تھا اسے ناشتہ صرف کیا جا رہا تھا اسکے آگے پیچھے پھیرہ جا رہا تھا

درانی کی فیملی پھر سے آئے گی آج اور شاید آفیشلی منگنی کی اناؤنسمنٹ کرنا چاہتے ہیں تمھارا کیا خیال ہے مرتضی" شیلہ نے بیٹے کیطرف دیکھا ۔

ڈیڈ سے پوچھ لیں اگر وہ اپنے نکمے بیٹے کی آؤ بھگت سے نکل آئے ہو تو میری طرف بھی دیکھ لیں "

۔ اسنے شانے اچکاتے طنز کیا اور کھانے لگا

فضول مت سوچو اور درانی کی فیملی اجائے اچھی بات ہے ہم آفیشلی منگنی اناؤس کریں گے اور کیا چاہیے "

۔ وہ بولے تو مرتضی نے باپ کیطرف دیکھا

ڈیڈ مجھے کلئیرلی بتائیں کیا ہو رہا ہے اس گھر میں مجھے سمجھ نہیں ارہا آپ جب بھی سہراب کا ذکر ہوتا ہے یوں ہی بات کرتے ہیں ایک لفظ بھی پہلے کیطرح نہیں بولتے کیا چاہتے ہیں آپ "

۔ وہ غصے میں لگا تھا

کچھ ضرورتیں ایسی ہوتی ہیں جو زبان کو شیریں لہجے کو رسگولہ اور منہ میٹھا کر دیتی ہیں مرتضی خان " پیچھے سے آتی آواز پر ان سب نے پلٹ کر دیکھا وہ سجائے بلو شرٹ اور جینز میں تھا

۔

اسکی شرٹ کے آگے کے چار بٹن کھلے تھے کے اسکا سینہ اور اسکے ایبزواضح دیکھ رہے تھے ۔

اسنے چہرے پر گاگلز لگائے ہوئے تھے اور پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے وہ پلر سے ٹیک لگائے کھڑا تھا ۔

درحقیقت وہ سب اسے ایک لمحے کو سانس روکے دیکھتے رہے

مراد خان ایکدم کھڑے ہو گئے

" ت ۔۔ تم یہیں ہو

وہ مسکرائے

" کیوں آپ کو لگا میں چلا گیا

وہ انکی جانب چلتا ہوا آیا ۔

اور گاگلز اتار کر اسنے ڈائنگ ٹیبل پر پھینکے چیئر دور گھسیٹی اور ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھ گیا ۔

" نہیں میں نے کب کہا تم نے جانا ہے اچ ۔۔ اچھی بات ہے تم ہمارے ساتھ رہو وہ چاپلوسی سے بول رہے تھے اور یہ بات سہراب کو لگتی تھی ۔

مرتضی نے مٹھیاں بھینچ لیں اسکی برداشت سے باہر تھا یہ شخص جبکہ دوسری طرف ماہین اسے غور سے دیکھ رہی تھی اور اسکی ماں کو سہراب کو دیکھتے ہی مرتضی ۔ کی فکر لاحق ہو جاتی تھی

۔ غرض چاروں جانب بے چینی سی پھیل گئ تھی اسکے آتے ہی

سہراب مسکرا کر ان سب کو دیکھ رہا تھا اسکا نشان واضح تھا

۔ اسکے ہاتھوں پر چوٹوں کے نشان تھے اسکی گردن پر چوٹ کا نشان تھا

۔ مگر پھر بھی وہ بہت پر اثر اور بہت خوبصورت دیکھ رہا تھا

شاید ہی ان سب نے کسی مرد کو نا مکمل ہوتے ہوئے اتنا پر اثر پایا ہو۔

۔۔۔ وہ کچھ دیر ان سب کے ری ایکشن دیکھتا رہا اور پھر اسنے آگے بڑھ کر مرتضی کی پلیٹ اٹھالی جس میں ناشتہ سجا تھا مگر اس نے ہاتھ نہیں لگایا تھا وہ کانٹے سے مرتضی کی پلیٹ میں سے کھانے لگا

"واٹ دا ہیل

۔ مرتضی نے ٹیبل پر ہاتھ مارا

" ۔ سہراب کو فرق نہیں پڑتا تھا دو لقمے لے کر وہ پلیٹ اسکی جانب کھسکا کر اٹھا گیا

" ویسے بھی تم سب کو میرا ہی دیا کھانے کا پلین ہے تو۔۔پریکٹس کر لو

وہ مسکرایا

"میر سہراب علی خان

مرتضی چیئر چھوڑ کر جھٹکے سے اس بد تمیزی پر اٹھا

۔ وہ ایک آئی برو آچکا کر پلٹ کر اسے دیکھنے لگا

اگر تمھیں لگ رہا ہے تم بہت بڑے ہو چکے ہو اور ڈیڈ یہ دادا کی ضد پر تمھیں واپس لایا گیا ہے اور اب تم اس گھر میں من مانی کر سکتے ہو تو یاد رکھو یہ سب مرتضی کا ہے لاتیں مار کر تمھیں اس گھر سے باہر کر دوں گا اپنی اوقات مت بھولو

" کہ تم کیا ہو اور کیا تھے اور نہ جانے کس

اچانک سہراب کے ایک ہاتھ کی گرفت میں مرتضی کی گردن اگی ٔاور یہ اچانک ہی ہوا تھا مرتضی کی جہاں آنکھیں باہر ابلیں اور دوسری طرف وہ سب تڑپ کر اٹھے اس سے پہلے۔۔۔وہ سہراب تک پہنچتے سہراب نے اسکی گردن چھوڑ دی تھی

۔

" ہاں تو تم کچھ کہہ رہے تھے

۔ وہ مسکرا کر بلکل انجان بن گیا تم مجھے لاتیں مار کر باہر نکال دو گے

۔۔۔ سنو مرتضی تم میں اور مجھ میں بہت فرق ہے

تم نرم گرم ہاتھوں میں پلے ہو سرد گرم نہ لگ جائیں تمہیں۔۔ تم چیخوں گے میں دھاڑوں گا۔۔ کیونکہ مجھے زمانے نے پالا ہے اتنی سخت دھوپ نے پالا ہے کہ میری دھاڑ تم سہہ نہیں سکتے تو اپنی چوزے جتنی سوچ اور بہادری کو اپنے تک رکھو کہیں کا کے کو نقصان نہ پہنچ جائے اور دوبارہ مجھ سے اس انداز میں بات کرنے کا سوچنا بھی مت" وہ سنجیدگی سے کہتا اسکا شانا تھپتھپا کر باہر کی جانب نکلنے لگا مرتضی حونک کھڑا اسکی پشت کو گھورنے لگا تھا جو کہ وہ چلتا ہوا بھی ایسا لگتا تھا کہ ایک علاقہ چل رہا ہے اسکی چال میں بھی گریس تھی مرتضی ایڑیوں کے بل پلٹا اور مراد خان کو دیکھنے لگا

تو جان بوجھ کر آپ لائیں ہیں اسکو یہاں جان بوجھ کر قابض کرنے کے لیے میری چیزوں پر آپ کو مجھ سے اتنی دشمنی تھی اتنی دشمنی ساری زندگی مجھ سے پیار کیا اور "اب اسے اٹھا کر لیے مجھے نیچا دیکھانے کے لیے

۔۔۔ وہ غصے میں چیزیں اٹھا اٹھ کر پھینکنے لگا تھا جبکہ

وہ سب پریشان ہو گئے تھے سہراب وہ بھی پیچھے سے چیزوں کے ٹوٹنے کی آوازیں آرہیں تھیں۔

۔ مگر وہ سیٹی پر دھن گنگناتا ہوا وہاں سے باہر نکل رہا تھا

اسے ان لوگوں سے غرض نہیں تھی وہ جو مرضی کرتے

وہ باہر نکلا موسم اچھا تھا اسنے دوبارہ گاگلز لگا لیے علینہ کی گاڑی پورچ میں کھڑی تھی اس سے پہلے وہ گاڑی تک پہنچتا کہ اچانک کسی نے اسے روک لیا

۔ وہ ماتھے پر بل ڈالے انھیں دیکھنے لگا

" بابا۔ س۔۔۔ سہراب بابا

وہ دوپٹے سے ہاتھ پوچھتی ہوئی اسکا چہرہ چھونا چاہتیں تھیں سہراب کے بھی دماغ

۔ میں ماضی کی یہ نرم جھلک اسمائی اسنے گاگلز اتارے اور انکی جانب دیکھنے لگا

۔ م۔۔۔ مجھے پہچانا ارے کیسے پہچانوں گے بڑے جو ہو گئے ہو

۔ وہ ہلکا سا مسکرائی انکی آنکھیں نم تھیں "

۔ نوشین آنٹی" وہ بس بڑبڑایا

جبکہ وہ خوشی سے نہال ہونے لگیں

آپ آپ کو ہم یاد ہے ماشاءاللہ ماشاءاللہ کیسا کیسا جوان ہو گیا ہے کتنا کتنا طاقتور

"۔ ماشاءاللہ وہ تو کبھی اسکے چہرے کو چھوتی تو کبھی اسکے بازؤں کو ہاتھ لگاتیں

انکے پیچھے ایک لڑکی بھی کھڑی تھی سہراب نے اچانک اس لڑکی کی جانب دیکھا

۔

وہ لڑکی بلکل انجان اور بے گانگی سے اپنی ماں کو دیکھتی اور کبھی اس کو دیکھتی

۔ سہراب چند لمحے اسکے معصوم چہرے کو دیکھتا رہا اور پھر نگاہ پھیر لی

نوشین آنٹی اسے دیکھ کر کافی خوش دیکھ رہی تھیں وہ ان کے سامنے کھڑا جب تک

انھوں نے خود سے ہی اسکے سر پر ہاتھ نہ رکھ دیا اسنے جھک کر مسکراتے ہوئے انکا

ہاتھ اپنے سر پر پھیر وایا

یہ وہ واحد عورت تھیں جو بے لوث اس سے محبت کرتی تھیں جنھوں نے کبھی کسی

مقصد کے تحت اس سے پیار نہیں جتایا نہ ہی کوئی اور بات کی بس وہ ایسے ہی اس

سے ملتی تھی اور آج بہت عرصے بعد انھیں دیکھ کر اسکو بھی اچھا لگا تھا

وہ ان کے پاس کچھ دیر کھڑا ہوا اور اسکے بعد انھوں نے خود ہی کہا

ارے دیکھو میں بھی کیسے تمھیں لے کر لگ گئ باتوں میں تم تم جاؤ بچے اپنا کام کرو

۔ " وہ مسکرائیں سہراب سر ہلا کر جانے لگا

اس سے پہلے وہ گاڑی میں بیٹھتا کہ انھوں نے پھر سے روکا وہ پلٹا اب اسے احساس ہوا وہ نوشین آنٹی اور انکی بیٹی کو کس خوشی میں اپنے سینے کی نمائش کروا رہا ہے کتنی فضول لگی تھی اسے یہ حرکت کیونکہ وہ لڑکی بار بار سہراب سے نگاہ جو چرا رہی تھی اسنے شرٹ کے بٹن بند کر لیا

"کیا کرتے ہو بیٹے

۔ وہ سوال کرنے لگیں سہراب کو ہنسی آ گئی

شاید وہ جاننا چاہتی تھی کہ وہ اتنے عرصے بعد لوٹا ہے تو زندگی میں کس مقام پر ہے

۔

کچھ بھی نہیں" وہ شانے آچکا گیا

۔ نوشین آنٹی کی آنکھوں میں واضح مایوسی سی چھا گئی

اور یہ پہلا مقام تھا کہ کسی کو یہ بتاتے ہوئے کہ وہ کچھ نہیں کرتا اسکو بھی اچھا نہیں لگا تھا ورنہ کسی کی پرواہ نہیں تھی اسے۔۔وہ مزید وہاں کھڑا نہیں ہونا چاہتا تھا تبھی

۔ وہاں سے گاڑی میں بیٹھ کر باہر نکل گیا

۔ نوشین آنٹی نے اسکی گاڑی باہر نکلتے دیکھی اور گھیرہ سانس بھرا

اور آنا کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے آئیں۔۔۔

اندر جیسے سارا گھر الٹ پلٹ چکا تھا

وہ اور آنا ایک دوسرے کو پریشانی سے دیکھنے لگی

مجھے لگتا ہے مرتضی صاحب کو دورہ پڑ گیا ہے" نوشین پریشانی سے بولی تھی

"انھوں دورے کیوں پڑتے ہیں

۔ وہ پوچھ بیٹھی

انکو شروع سے ہی یہ مسلہ ہے جس بات کو برداشت نہیں کر پاتے

وہ انکے اعصابوں پر فورا سوار ہو جاتی ہے کہ حواس کھو بیٹھتے ہیں بہت علاج کرایا

" مگر کچھ بات نہ بن سکی اب بھی نہ جانے کیا ہوا ہو گا

۔ اور۔۔وہ۔۔وہ باہر کون تھا اماں" وہ پوچھ بیٹھی ہچکچاہٹ بھی تھی

وہ" وہ پیار سے مسکرائی۔

سہراب بابا تھا بہت ہی پیارا دیکھا کیسا خوبرو جوان ہے۔ماشاءاللہ ماشاءاللہ

ارے اتنا سا تھا تب سے ہی اتنا حسین تھا بڑا ہو کر تو ایسا ہی ہونا تھا" وہ فخر سے بولیں

اماں وہ ہیں کون" آنا نے اصل سوال پوچھا

بے وقوف وہ مراد خان کے چھوٹے بیٹے ہیں۔" وہ آہستگی سے بولنے لگیں

کیا مگر مجھے نہیں پتہ ماہین بی بی اور مرتضی صاحب کے علاوہ بھی خان صاحب کا کوئی بچہ ہے"

" پگلی تو اتنی سی تو ہے اور کیا پتہ چلے گا تجھے۔۔اب دیکھ لیا نہ

وہ ہنس پڑیں آنا بھی خاموش ہو گئی اُسکی ماں تعاریفیں تو بلکل جائز کر رہی تھی۔۔۔

۔ مگر اسکا کھلا گریبان وہ ایکدم سر جھٹک گئی۔۔۔وہ کیا سوچنے لگی تھی ابھی

۔ اسنے توجہ ہٹا کر ماں کا ہاتھ بٹانے میں مدد کی

دوسری طرف مرتضی کو دوائی دے کر اب شیلہ خونخوار نظروں سے مراد کو دیکھ رہی تھی

میں نے تمھیں کہہ دیا ہے میرے بیٹے کو تمھارے اس پاگل نفسیاتی بیٹے کی وجہ سے کچھ بھی ہوا یقین مانو میں سہراب کو زندہ مار دوں گی"

وہ چیخیں

"کیا۔۔۔ کیا بکواس کر کے گیا ہے وہ مرتضی سے۔۔ کیا سمجھتا ہے خود کو۔۔۔۔ وہ وہ مرتضی کی وجہ سے اب رونے لگیں تھیں مراد خان نے پریشانی سے گھیرہ سانس بھرا۔

"تم ریلکس ہو جاؤ وہ ہمارے ساتھ رہے گا تو ٹھیک ہو جائے گا

وہ کبھی ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔ کبھی بھی نہیں وہ پاگل ہے دماغی طور پر ذہنی مریض ہے وہ میرے بیٹے سے جلتا ہے حسد رکھتا ہے "

وہ بھڑکیں

اب چیخنا بند کرو گی" مراد خان کو بھی غصہ آگیا

او فور گاڈ سیک موم ڈیڈ اس وقت تو لڑنا بند کریں آپ لوگ جانتے ہیں مرتضی بھائی کی طبعیت نہیں ٹھیک پھر بھی آپ لوگ بچوں جیسا بیہیو کر رہے ہیں "

وہ بھی غصے میں لگی

مجھے تو یہ سمجھ نہیں ارہی مرتضی کو اتنے عرصے یہ دورہ پڑا کس طرح وہ بہت ری

" کور کر چکا تھا کافی معاملات کو حل کر جاتا تھا پھر

"ماہین نے باپ کو دیکھا میں نے بلایا ہے ڈاکٹر یوسف کو دیکھتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں

وہ بولے تینوں کو مرتضی کی فکر لاحق تھی اب نہ جانے کیا کہنے والے تھے ڈاکٹر

\-

وہ پہلی بار علینہ کو پک کرنے آیا تھا خاموشی سے دونوں گاڑی میں سوار تھے علینہ

۔ اسکی جانب دیکھ رہی تھی

پریشان ہو" وہ پہچان گئی تھی

نہیں" اسنے صاف جواب دیا

پھر نارمل بلکل انسانوں کیطرح بیہیو کیوں کر رہے ہو بلکہ یوں کہوں جینٹل مین

"کی طرح

۔ وہ بولی تو سہراب ہنس پڑا

تمھیں کوئی پروبلم ہے مجھ سے انسانوں کیطرح رہوں تب بھی سکون نہیں جانوروں کیطرح رہوں تب بھی۔" وہ شانے اچکاتے سٹیرنگ گھماتا موڑ کاٹنے لگا۔

علینہ مسکرادی

"سہراب تم جانتے ہو نہ میرے لیے تمھارا مسکراتا چہرہ کتنا اہم ہے۔ وہ بولی تو لہجے میں چاہت تھی

" آنا مجھ پر رومینس مت جھاڑو۔ اسنے ہمیشہ کیطرح اسکی پیش رفت کو ریجیکٹ کیا

"کاش تمھیں بھی محبت ہو تب پتہ چلے گا محبت کیا چیز ہے۔ وہ اداسی سے بولی تھی

یار کیا تمھیں محبت محبت کا بخار چڑھ جاتا ہے بندہ آیا ہے نہ ناشتے کا پوچھتی ہو نہ کوئی اور بات صبح شام محبت کا دورہ

"تنگ ہوں میں تمھاری اس نیچر سے

وہ موڈ آف کر چکا تھا علینہ نے بمشکل سانس کو سینے میں ہی اتارا اور اسکے لیے مسکرا دی ۔۔

اوکے تو بتاؤ کیا ناشتہ کرو گے ۔۔ام م م م آئ گھس تم اپنے فیورٹ ریسٹورنٹ میں

"جانا چاہو گے

نہیں جانا" وہ چیڑ کر بولا

"اتنے نخرے تمھاری بیوی اٹھا ہی نہ لے تمھارے

علینہ بھی گھور کر بولی

" مجھے شادی ہی نہیں کرنی

اسنے کہا اور ایکدم گاڑی روک دی

ایک نظر علینہ کی جانب دیکھا جس کی مسکراہٹ سمٹ گئ تھی

وہ باہر نکل گیا جبکہ علینہ کی نظر اسکی چوٹوں پر چلی گئ تھی

" سہراب

وہ جلدی سے باہر نکلی

"کیسے لگیں ہیں تمھیں یہ چوٹیں آف تم نے پھر سے فائیٹ کی تھی

۔ وہ غصے سے بولی

اوور پلیز کم اون آنا میں کوئی چھوٹا بچہ نہیں ہوں اور نہ ہی تم میری بیوی ہو ہم

دوست ہیں بیھیو لائیک آفرینڈ اور میں اپنی زندگی میں کچھ بھی کرتا ہوں میں کسی

" کو جواب دہ نہیں ہوں تو پلیز

وہ پہلی بار اسطرح بولا تھا علینہ جہاں تھی وہیں کھڑی رہ گئ

۔ جبکہ سہراب آگے چلا گیا

اسکی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں

ہاں وہ بہت کچھ اسے سنا دیتا تھا بہت کچھ کہہ دیتا تھا جو شاید نہیں کہنا چاہیے تھا مگر

۔ کبھی اسنے نہیں کہا تھا کہ تم مجھ سے دور رہو

علینہ نے اپنے گلے میں پھنسے ہوئے آنسو اندر اتارے اور خاموشی سے اسکے پیچھے

چلنے لگی جبکہ وہ آگے چل رہا تھا

وہ اپنا ڈریس چینج کرنے چلا گیا تھا علینہ کافی دیر ایسے ہی بیٹھی رہی مگر کچھ ہی دیر

میں ایک لڑکے نے اسے بتایا کہ ڈائریکٹر اسے بلا رہے ہیں اور سہراب تو الرڈی

شوٹ پر چلا گیا ہے

۔ اسے حیرانگی ہوئ تھی وہ کیوں اتنا خفا ہو گیا تھا

وہ واشروم میں چلی گئ

اور جو آنسو اسکی آنکھوں میں تھے وہ دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر رو دی اسے

۔ شاید امید نہیں تھی

۔ اچانک ہی اسکا سیل فون بجنے لگا

رضا کی کال تھی اسنے اپنا فیس واش کیا اور بالوں کو کانوں کے پیچھے کر کے وہ۔۔

۔ رضا کی کال اٹھا کر باہر آئ اور اسنے ڈائریکٹر کے پاس جانے کا سوچا وہ جب آئ تو

۔ اسکی آنکھیں سرخ تھیں فون پر کسی سے بات کر رہی تھی

۔ سہراب نے اسے دور سے دیکھا

وہ ڈائریکٹر سے جھک کر بات کرنے لگی سہراب شوٹ میں مصروف رہا اسکا شوٹ

تھا اور اکیلے کا تھا تبھی وہ مختلف پوز بنا کر مصروف رہا تھا جب ڈیڑ گھنٹہ گزر گیا تو

علینہ نے اسکے لیے کچھ ناشتے کے لیے بھجوا دیا تھا ورنہ وہ خود لے کر آتی تھی اسنے

ناشتہ کر لیا علینہ اسکے پاس اگئ

سہراب اسے نوٹ کر رہا تھا وہ خاموش ہے یہ شاید اسے اپنی فضولیات کا احساس ہو چکا تھا کہ وہ زیادہ بول گیا

تمھارے کپڑے ریڈی ہیں ناشتے کے بعد تم چینج کر لینا اور

"یہ پکس ہے ایک بار تم بھی دیکھ لو دین فائنل کرتے ہیں

"تم مجھ سے ناراض ہو

وہ کھانا چھوڑ کر اسے دیکھنے لگا

نہیں" وہ ہلکا سا مسکرائی

میں کیوں ناراض ہو گی۔" وہ بولی اور سہراب کچھ کہتا وہ پھر سے اٹھ کر چلی گئ

۔

کیونکہ اسے میکپ آرٹسٹ نے بھی بلا لیا تھا وہ جان بوجھ کر نہیں کر رہی تھی یہ سب مگر سہراب کو لگ رہا تھا وہ جان بوجھ کر کر رہی ہے وہ غصے سے ناشتہ چھوڑ چکا تھا اور یہ پہلی بار ہی تھا کہ اسنے ناشتہ نہیں کیا اسنے تصویریں فائنل کیں اور اٹھ کر دوسری طرف نکل گیا علینہ واپس آئ تو ناشتہ ویسے ہی رکھا تھا اسنے بھی کچھ نہیں کہا دونوں اس دن بلکل خاموشی اور ایک دوسرے سے ہوں ہی فاصلے پر گزار چکے

تھے سہراب اپنا کام کر کے باہر نکل گیا تھا جبکہ آج سب اسے کہہ رہے تھے کہ سب ساتھ ڈنر کریں گے مگر اسنے کسی کو جواب دینا بھی ضروری نہیں سمجھا وہ باہر نکلا علینہ کی گاڑی ویسے ہی چھوڑ دی اور ۔۔۔۔

عادل کو کال ملالی

"میری جیپ کہاں ہے

وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا

" بیچ چکا ہوں

عادل بولا سہراب نے مٹھیاں بھینچ لیں

"کس کی اجازت سے بیچی ہے تم نے تم نے مجھ سے پوچھا تھا جو یہ حرکت کی ہے

۔ وہ بھڑکا

جبکہ علینہ جو یہ سمجھ رہی تھی وہ نکل گیا ہے وہ جلدی سے باہر بھاگتی آئی وہ کسی پر غصہ کر رہا تھا اسکے پاس رضا کی کال بھی اگئی تھی

۔

اسنے کال اٹینڈ کی یہ مجبوری تھی وہ اٹینڈ نہ کرتی تو اور کیا کرتی پیچھے سہراب کو علینہ محسوس ہوئی وہ عادل کی کال بند کر چکا تھا

۔

علینہ نے بھی مڑ کر دیکھا

۔ وہ چاہتی تھی رضا جلد کال بند کر دے

سہراب کچھ دیر اسے دیکھتا رہا اور پھر غصے سے وہ وہاں سے چلا گیا

۔ علینہ جبکہ اسے روکنا چاہتی تھی مگر وہ اسی کی گاڑی لے کر جا چکا تھا

علینہ سر تھام گئی

وہ کسی کو ناراض کر کے الٹا ناراض ہو جانے والے انسان تھا اب وہ گھر کیسے جاتی

۔۔۔۔۔ اسنے پرواہ بھی نہیں کی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ڈاکٹر مجھے ایسی میڈیسن دیں جس سے مجھے دوبارہ یہ اٹیکس نہ پڑیں

۔ مرتضی جو بیڈ کرون سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا سامنے بیٹھے ڈاکٹر سے بولا

چہرے پر شدید سنجیدگی اور سختی تھی جبکہ دل ودماغ پر زہر کی طرح اترا ہوا تھا

۔ سہراب علی خان

میں آپکو ایکسٹرا اڈوز نہیں دے سکتا سر آپ جانتے ہیں۔" ڈاکٹر بولا جبکہ مرتضی نے اسکیطرف دیکھا۔

میں برداشت کرلوں گا سب کچھ مجھے ایسی ڈوز چاہیے کہ جس سے مجھ پر یہ اٹکیس دوبارہ کبھی نہ آئیں"

وہ بے ساختہ چیخا

اوکے کام ڈاؤن میں دے دیتا ہوں مگر اس میڈیسن کے ساتھ ساتھ جلدری کور ہونے کے لیے آپکو ہر قسم کی ٹنشن سے فری ہونا چاہیے شاید تب آپ اس پرو بلم سے نجات حاصل کر سکتے ہیں"

ڈاکٹر نے مشورہ دیا تو اسنے سر ہلادیا۔

سہراب کو آنکھوں کے سامنے دیکھ کر بھلا وہ کیسے مطمئین ہو سکتا تھا اور اسکے ری ایکشن کیسے نارمل ہو سکتے تھے۔

وہ پھر بھی سر ہلا چکا تھا ڈاکٹر نے میڈیسنز لکھ کر دے دیں تھیں اسنے مراد ماہین اور شیلہ تینوں کو باہر نکال دیا تھا وہ ڈاکٹر سے خود بات کرنا چاہتا تھا اگر سہراب کے

سامنے اسے یہ دورہ پڑ گیا تو وہ پرفیکٹ نہ رہتا جبکہ بچپن سے ہی وہ پرفیکٹ تھا نہ کہ

۔ سہراب

۔ وہ سوچتا ہوا میڈیسن کو گھورنے لگا تھا

اسنے خود کو باور کرایا کہ وہ بلکل نارمل ہے اور یہ بات اسے دوسروں پر بھی کمپوز

۔ کرنا تھا کہ وہ ایک نارمل انسان ہے

وہ کچھ دیر سوچتا رہا اور اسکے بعد وہ اٹھ کر سب سے پہلے ڈیڈ کے روم میں اگیا یہ

ساڑھے سات کا وقت تھا سہراب گھر نہیں لوٹا تھا حالانکہ اسکا کوئی کام نہیں تھا پھر

۔ بھی سارے دن وہ گھر سے باہر ہوتا تھا

۔ آوارہ" اسنے سوچا اور باپ کے پاس اگیا

مراد خان اسے دیکھ کر اچانک کھڑے ہو گئے

تم ٹھیک ہو میرے پاس کیوں اگئے مجھے بلا لیا ہوتا" وہ اسے بڑے پیار سے بولے

۔ تھے

مرتضی نے انکے دونوں ہاتھ تھام لیے شیلہ بھی واشروم سے باہر اگئیں تھیں اسے

۔ سامنے دیکھ بہت خوش ہوئیں تھیں کہ وہ جلدری کور کر گیا تھا

"ڈیڈ آپکے لیے میں سب سے زیادہ اہم ہوں یہ نہیں

۔ وہ سوال کر رہا تھا

افکورس مرتضی یو آر موسٹ پریشیس فور میں" وہ اسکا گال چھوتے بولے

۔ مرتضی کی بریڈز نہیں تھیں

جبکہ سہراب کی بریڈز تھیں جو اسکے چہرے پر مردانی وجاہت کو بھرپور حسن میں

۔ ڈھال دیتی تھیں

۔ وہ سر ہلا گیا

"پھر مجھے جواب چاہیے اس بات کا کہ سہراب کو یہاں رکھنے کا کیا مقصد ہے

۔ وہ پوچھ بیٹھا مراد نے گہیرہ سانس بھرا

وجہ کچھ نہیں ہے مرتضی میں تمھیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اسے یہاں ہمارے

" ساتھ ہونا چاہیے تھا

نہیں" وہ ایکدم انکے ہاتھ جھٹک کر دور ہوا۔

مرتضی انکی طرف دیکھنے لگا شیلہ بھی اسکی جانب بڑھی تو اسنے ہاتھ اٹھا کر روکا جیسے

خود کو دوبارہ کمپوز کیا ہو۔

ڈیڈ میں جانتا ہوں آپکو بلکل اچانک بیٹھے بیٹھے سہراب کی محبت آپکے دل میں نہیں جاگ سکتی کیوں کہ میں جانتا ہوں میرے ماں باپ سٹیٹس معیار اور برابری کے لیے کتنے بھوکے ہیں۔ایسا ممکن ہی نہیں کہ جس شخص کا کوئ سٹیٹس نہ ہو جو کسی چیز کے بارے میں نہیں جانتا ہو آپ لوگ اس سے محبت کرنے بیٹھ جائیں۔۔وجہ "کیا ہے مجھے وجہ جاننی ہے

۔ وہ کہتے ہوئے زرا تلخی پر اتر آیا کہ لہجا بہت سخت ہو گیا

یہ بات تو میں بھی جاننا چاہتی ہوں کہ آخر ہوا کیا ہے جو سہراب پر اتنی مہربانی ہو " رہی ہے

۔ شیلہ نے بھی اپنے شوہر کی جانب دیکھا

۔ جبکہ مراد خان بیٹھ گئے

بابا نے یہ گھر اپنا بینک بیلنس اور وہ کمرشل ایریا کا پلاٹ سہراب کے نام کر دیا ہے اور وکیل مجھے وہ فائلز دینے کے لیے تیار نہیں ہے نہ ہی وہ بابا کے اکاؤنٹس کی چابیاں دے رہا ہے جو کہ بابا آج سے سال پہلے ہی اسکے ہینڈ اور کر چکے ہیں سہراب کو یہاں رکھنے کی وجہ اور اسپر مہربانی کی وجہ یہ ہے کہ اس تک وکیل پہنچے تو میری

نظروں کے سامنے ۔۔۔وکیل کو اسکا اڈریس نہیں پتہ تو جب بھی وہ آئے گا

" میرے سامنے آئے گا اور میں خود دیکھوں گا کہ وہ کون سی فائلز ہیں

وہ بالآخر بتا چکے تھے کہ سہراب کے پیچھے کی کہانی کیا ہے مرتضی اور شیلہ کی آنکھیں ایکدم کھل گئ

"کیا بکواس ہے یہ

وہ چیخا تھا

ساری زندگی وہ بڈھا ہمارے سارے پر پلتا رہا مرتضی ۔۔۔مرتضی خان نے اس گھر کے ایک ایک فرد کو پالا اسکی بے کارسی بیماری اور ہر چیز پر پیسہ میرا لگا اور نمک حرام سب کچھ اسکے نام کر گیا "

۔ وہ چلا رہا تھا جبکہ مراد خان نے مرتضی کی طرف دیکھا

تم میرے باپ کے بارے میں بات کر رہو ہو مرتضی" وہ ترشی سے بولے

بس کریں بہت بہتر جانتا ہوں اس باپ کے پیسے کی لالچ تھی جو اسکی آخری سانسیں یہاں نکلوادیں آپ نے ورنہ کس دن منہ لگایا تھا آپ نے اپنے ہی باپ کو بچپن سے دیکھتا رہا ہوں آپکا سلوک انکے ساتھ "

وہ ہاتھ اٹھا کر ناگواری سے بولا جیسے کہہ رہا ہو کہ مراد خان تم جو چیز ہو مرتضی بہتر جانتا ہے مراد خان اسے گھورتے رہ گئے جبکہ وہ سر تھام گیا

بھلا اس بات سے کیا فرق پڑتا تھا کہ اس گھر پر مرتضی ہاؤس کی تختی جمی تھی

۔ اصل مالک تو سہراب علی خان بنا بیٹھا تھا اسکے اندر جیسے سب بھسم ہو گیا تھا

اسنے اپنے بال ہی نوچ لیے شیلہ بے حد فکر مندی سے اسکے نزدیک آئ اور اسکے

۔ شانے پر ہاتھ رکھا

۔ ریلکس ہو جاؤ مرتضی ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا

تمھارے ڈیڈ نے ٹھیک کیا یے جو اسے یہاں لے آئے اب جو ہو گا ہمارے سامنے ہو گا ہمارے پیٹھ پیچھے تو وکیل اس تک نہیں پہنچ سکتا کہ وہ آئے اور ہمیں ادھر سے

" نکال دے

۔ شیلہ نے اسے بات کا دوسرا رکھ دیکھایا

جزبات سے چلنے کا وقت نہیں ہے اگر ہوتا تو

بات کچھ اور ہوتی اس وقت زبان دبا کر چلنا ہو گا کیونکہ ہمارا کام پھنسا ہوا ہے

۔ سہراب سے ان فائلز پر سگنیچر کرا کر ہمارا اس سے کوئ مقصد نہیں رہے گا

" تب تک اسے یہاں برداشت کرنا ہو گا

۔ مراد خان نے اسے واضح بتایا

۔ تو مرتضی ایک نظر بھڑکتی ہوئی انپر ڈال کر وہاں سے باہر چلا گیا

" اچھا نہیں کیا تمھارے باپ نے مراد میرا بچہ کتنی فکر میں اگیا ہے

شیلہ ناراضگی سے بولی

۔ اب تم بولنا بند کرو مجھ پر " مراد نے غصے سے کہا

تمھارے ان مسلوں کی وجہ سے فاطمہ بھی یہاں نہیں اسکتی کتنے ایشو بنا دیے ہیں

تم نے سہراب کو یہاں لا کر

۔ وہ کہتی خود بھی انکی سنے بنا ہی کمرے سے نکل گئیں

سہراب گھر لوٹا تو سخت بھوک لگ رہی تھی

۔ سڑے دس کا وقت تھا وہ اندر آیا اور بنا ادھر ادھر دیکھے وہ کچن میں گھس گیا

۔ اسے سب کچھ خود بنانے کی عادت تھی

تبھی وہ جیسے ہی اندر آیا تو وہاں صبح والی لڑکی کو دیکھ کر رک گیا

۔ وہ لڑکی پیٹھ موڑے جلدی جلدی کام کر رہی تھی

اسکے ہاتھ خوبصورت تھے بلکل سفید بنا داغ کے اور سہراب کو ان ہاتھوں کی نرمی

۔ دور سے ہی محسوس ہو رہی تھی

آنا کو بھی اپنے پیچھے کسی وجود کی آہٹ محسوس ہوئی اسنے پلٹ کر دیکھا وہ ماہین

۔ میڈیم کے لیے کافی بنا رہی تھی تو ایک منٹ کے لیے سانس ہی سکھ گیا

وہ اتنا بڑا تھا کہ وہ اسکے سامنے کھڑی بلکل چوہیا سی لگ رہی تھی

۔ سہراب نے اسکے ہاتھ میں ریڈ کلر کا کافی کا مگ دیکھا

اور بنا کسی ہچکچاہٹ کے اسنے وہ کپ اسکے ہاتھوں سے لیا اور۔۔چیئر کھینچ کر بیٹھ گیا

۔

ایک سیپ لے کر وہ منہ بنا گیا

۔ اور کپ دور دھکیل دیا

بلکل اچھی نہیں ہے" وہ بدمزاہ سا ہوتا اسے گھورتا بولا

" یہ یہ ماہین آپی کی تھی

۔ آنا پریشانی سے اس کپ کو جلدی سے اٹھا گئ

اس میں اتنا ڈرنے کی کیا بات ہے ویسے بھی زہر جیسی تو بنا رکھی ہے دو گولیاں زہر

۔ کی ڈال دو کام ختم" اسنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور شانے آچکا کر لا پرواہی سے بولا

آنا نے نفی میں سر ہلا یا اور وہ کافی کو دیکھنے لگی ابھی انھوں نے کہا تھا کہ وہ جلد کافی کا

۔ مگ اسے دے

۔ آنا نے وہ کافی کا مگ سینک میں الٹ دیا اور دوسری کافی بنانے لگی

۔ سہراب نے یہ منظر دیکھا تھا

۔ کیا فرق پڑتا تھا اس گھر کے ملازم بھی اسے کیا اہمیت دیتے تھے

۔ وہ ہلکا سا مسکرا دیا

" مجھے بھوک لگی ہے پاستہ بنا دو

۔ وہ بولا آنا نے پلٹ کر دیکھ

" جی ابھی بنا دیتی ہوں بس یہ ماہین میڈیم کو دے آؤں

۔ وہ عجلت میں کافی بناتی بولی

سہراب نے کچھ دیر ویٹ کیا اور جب کافی تیار ہو گئ

۔ اسنے دوبارہ اسکے ہاتھ سے کپ کھینچ لیا آنا رونے والی ہو چکی تھی

" تم میرے لیے پاستہ بناؤ میں یہ کافی پہنچا دیتا ہوں تمھاری ماہین آپی کے پاس

وہ بولا ہلکی سی مسکراہٹ تھی چہرے پر

آنا حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی

سچ " وہ پوچھ رہی تھی

افکورس ڈئیر پہلے میرا کام کرو " وہ مزے سے وہاں سے مڑ گیا آنا بھی مطمئین ہو گئی ۔

۔ جبکہ سہراب وہاں سے کافی کا مگ لے کر چلا گیا

وہ کافی کا مگ لے کر اندازے کے ساتھ ماہین کے روم کے باہر آیا تو اندر سے

۔ آوازیں آرہیں تھیں گویا وہ کسی سے فون پر بات کر رہی ہو

۔ اسنے دروازہ بجایا

" ہاں اندر اجاؤ

اسنے اجازت دی تو سہراب خان نے لات مار کر دروازہ کھول دیا

ماہین اسے اپنے دروازے پر کافی کا مگ ہاتھ میں دیکھ کر بس ایک لمحے کے لیے

۔ حیران ہوئی اور پھر جیسے گزشتہ کسی آنا کو تسکین ملی ہو وہ طنزیہ مسکرائی

۔ بچپن کا منظر جو آنکھوں میں دوبارہ آسمایا تھا

۔ سہراب بھی مسکرایا

تو مسٹر سہراب علی خان کیا تم نے اس گھر میں آتے ساتھ ہی اپنی پرانی پوزیشن

" سنبھال لی ہے

۔ وہ ہنسا اسکی ہنسی میں جو چبھن تھی سہراب کے کلیجے میں چبھی تھی

۔ مگر چہرے پر سے مسکراہٹ نہ ہٹی

۔ وہ کچھ نہیں بولا

اچھی بات ہے ڈیڈ تمھیں تنخواہ ضرور دیں گے ایکچلی تمھارے پاس کوئی کام وام تو

" ہے نہیں تو یہ کام تم پر سوٹ کر رہا ہے

وہ اسکے نزدیک آئی اور اس سے کافی کا کپ لینا چاہا کہ سہراب نے کافی کا مگ اسکے

۔ منہ پر الٹ دیا

"ارے ارے

۔ وہ ایسے ہو گیا ماہین کے چیخنے پر جیسے نہ جانے کیا ہو گیا ہو

جبکہ گرم گرم کافی ماہین کے چہرے پر گری تھی وہ اتنی گرم نہیں تھی اسکا منہ

۔ جھلسا دیتی مگر اتنی ضرور تھی کہ اسکا چہرہ سرخ کر چکی تھی

ماہین میڈیم کے سپنے اس کافی کی طرح بہہ گئے۔چہ چہ چہ" وہ نفی میں سر ہلاتا

۔ دانت دیکھاتا بولا

۔ پھر ہسنے لگا ماہین حونک کھڑی تھی

"اس سے مراد ہوتا ہے شکل دھو کر رکھو بھلے کافی سے ہی سہی

۔ وہ ہنستا ہوا پلٹ گیا

یو" اس سے پہلے ماہین گالی دیتی اسکے پلٹنے اور جن نظروں سے سہراب نے دیکھا

۔ تھا دیکھنے پر زبان دانتوں کے بیچ میں دبالی اسکا چہرہ بھی تو جل رہا تھا

وہ ہلکی سی مسکراہٹ اسپر اچھال کر چلا گیا جبکہ ماہین نے مٹھیاں بھینچ لیں اور وہ

یوں ہی دندناتی ہوئی ڈیڈ کے روم میں پہنچ گئ تھی

سہراب نے اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا اسنے کچن میں جھانکا وہ لڑکی کام میں

۔ مصروف تھی وہ پاستہ بنا رہی تھی سہراب کو بہت بھوک لگی تھی

۔ وہ کچن میں ہی بیٹھ گیا

جبکہ دوسری طرف سے اسے ماہین کے چلانے کی آوازیں آرہیں تھیں وہ مزاہ لے

۔ رہا تھا

۔ ٹیبل پر مزے دار دھن بناتے ہوئے وہ جیسے کافی خوش دیکھائی دے رہا تھا

۔ وہ جانتا تھا مراد خان اسکے پاس آئیں گے

۔ اور ایسا ہی ہوا شیلہ مراد اور ماہین اسکے پاس تھے اسنے ان سب کیطرف دیکھا

لبوں کی تراش میں مسکراہٹ دبی ہوئ تھی

"یہ کیا کیا ہے بیٹا تم نے

۔ مراد خان کا لہجہ بچپن کیطرح نہیں تھا جو اسے جھنجھوڑ کرر کھ دیتے

۔ وہ اسکی طاقت سے واقف تھے

کچھ نہیں ڈیڈ بس اسکو کافی چاہیے تھی میں نے دے دی بس اب زرا سٹائل میں

" فرق تھا اور ویسے بھی مجھے بھوک لگی تھی اور کافی میں ٹائم ویسٹ ہو رہا تھا

۔ وہ لاپرواہی سے بولا

"مگر میرے منہ پر پھینکنے کی ہمت کیسے ہوئی تمھاری

ماہین چیخی

وہ تو ویسے ہی ہاتھ پھسل گیا ماہین" وہ آئی برو کو ظالم جنبش دیتا ان سب کو چیرا رہا تھا

ماہین مٹھیاں بھینچ گئی بچپن کیطرح اسکے منہ پر کھینچ کر تھپڑ جو نہیں مار سکتی تھی

۔ مراد بھی چپ رہے

جبکہ شیلہ بولتی ہوئی وہاں سے چلی گئی

عذاب لا کر بیٹھا دیا ہے ہم لوگوں پر مراد تم نے عذاب" وہ چلانے لگیں جبکہ وہ

۔۔۔ تینوں چلے گئے اسکا کیا بگاڑ سکتے تھے تبھی چلے گئے جبکہ سہراب

۔ ٹیبل کی جانب دیکھتے ہاتھ سے ہی ایک دھن بنا رہا تھا

آنا یہ سب ہی دیکھ رہی تھی وہ کافی دیر ٹیبل کو بجاتا تھا رہا اور پھر جیسے ایکدم ہوش میں آیا اور سیدھی نگاہ آنا سے جا ملی

۔ وہ سٹپٹا گئی

ادھر ادھر دیکھنے لگی

"پاستہ

۔ سپاٹ انداز میں سہراب نے سوال کیا

"ج۔۔۔جی بس تیار ہو گیا ہے

وہ جلدی سے بول کر

پلیٹ میں نکال کر گرم گرم پاستہ اسکے سامنے رکھ گئ

سہراب نے وہ پاستہ اٹھایا اور اپنے روم میں جانے کا سوچا تو ایک بائیٹ فوک سے

۔۔۔۔ منہ میں لے گیا

۔ جیسے ہی اسنے بائیٹ لی

۔ ویسے ہی برا سا منہ بنالیا

"کیا بکواس ہے یہ

۔ وہ زرا برہم سا ہوا

" اس قدر بکواس چیزیں بناتی ہو تم

۔ وہ باول پھینک گیا

۔ تبھی وہاں مرتضی آگیا

" کیا بدتمیزی ہے یہ

وہ سختی سے بولا

اگر تمھیں ہمارے گھر کے ملازموں سے کام نہیں لینا تو اپنے لیے کوئی نئی لے آؤ

" خبردار جو تم کسی پر چیخے

مرتضی دروازے میں کھڑا تھا وہ ایسے بولا جیسے اس گھر پر اور ایک ایک فرد پر اسکا

۔ ہولڈ ہو اور وہ جو چاہے کر سکتا ہو

۔ سہراب ایڈیوں کے بل پلٹا

۔ بھوک اسے کافی لگی تھی تبھی وہ سب پر بھوکوں کیطرح جھپٹ رہا تھا

" مسٹر پرفیکٹ مجھے آرڈرز دینے کی ضرورت نہیں اپنے کام سے کام رکھو

وہ انگلی اٹھا کر اسپر طنز کرتا وہاں سے نکل گیا

جبکہ آنا کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں مرتضی کو غصہ تو بہت آیا مگر واقعی ان سب کو

اسے برداشت کرنا تھا کیونکہ کوئی دوسرا آپشن نہیں تھا

" یہ میں کھا لیتا ہوں

۔ مرتضی نرمی سے بولا

۔ آنا نے کچھ نہیں کہا

" مجھے پلیٹ میں ڈال دو

وہ بولا اور آنا نے اسکے حکم کے مطابق پلیٹ میں نکال کر کڑاہی میں سے اسے دے دیا

" اور یہ باول پھینک دو

اسنے سہراب کا جھوٹا پھینکنے کے لیے کہا آنا نے سر ہلا کر ویسا ہی کیا

۔ مرتضی اسے کھڑا کام کرتے دیکھتا رہا

" مجھے پانی بھی دے دو

۔ اسنے جلدی سے سر جھکائے پانی بھی دے دیا

۔ مرتضی نہ جانے اسے دیکھتا ہوا کیا سوچ رہا تھا

۔ اچانک ہی نوشین اگئی تو آنا کو تسلی ہوئی

اور کچھ ہی دیر میں وہ دونوں وہاں سے چلی گئیں

مرتضی کا دماغ حرکت میں آچکا تھا

اسکے پاس زیادہ وقت نہیں تھا ایک ماہ کا وقت تھا اور اس ایک ماہ میں زیادہ نہیں تو

۔ کم از کم وہ پلاٹ تو اسے اپنے نام کروانا ہی تھا

جس کے لیے وہ کھڑے کھڑے پلین ترتیب دے چکا تھا

۔ مگر اسے یہ لڑکی خوبصورت لگی تھی

پہلی بار کیونکہ کبھی وہ لڑکیوں سے متاثر نہیں ہوا تھا

۔ لیکن وہ اسکے سٹینڈرڈ کی نہیں تھی تبھی وہ دماغ جھٹک کر اپنے روم میں چلا گیا

۔ اور پاستہ مزے دار تھا

۔ مگر سہراب کو کوئی پنگا ہی تھا

۔ وہ سارا دن بھوکا ہی رہا تھا اور یہ پہلی بار تھا

وہ صبح جلدی اٹھ گیا تھا بھوک کی وجہ سے ہی اسنے بلیک جینز پر وائیٹ شرٹ پہنی

۔ ہوئی تھی

وہ خود ہی کچن میں اکر اپنے لیے کھانے کو کچھ بنا چکا تھا اسنے باہر ڈائننگ پر اپنا ناشتہ

رکھا اور کھانے لگا سچ تو یہ تھا اسے علینہ کی یاد ارہی تھی شاید وہ اسکے ہاتھ کے علاوہ

کسی کا پاستہ پسند نہیں کرتا تھا مگر اس سے وہ بات نہیں کرنا چاہتا تھا کتنا وقت گزر

۔ چکا تھا اسنے اسے ایک کال یہ مسیج نہیں کیا تھا

۔ وہ یہ ہی سوچتا کھانا کھا رہا تھا

۔ کہ شیلہ جلدی سے باہر آئی

سہراب نے آنکھ اٹھا کر بھی اپنی ماں کیطرف نہیں دیکھا سہراب کو اب محسوس ہوا

۔ کہ گھر میں ہلچل ہے بر حال جو بھی ہو

۔ اسکا کام پر جانے کا ارادہ نہیں تھا جب تک علینہ خود چل کر اس تک نہ آتی

۔ وہ آرام سے کھاتا رہا

جبکہ شیلہ ایک نظر اسے دیکھ کر اگنور کیے وہاں ملازموں سے کام کرا رہا تھی

۔ سہراب نے گلاس کو ہاتھ مارا اور پانی کا گلاس زمین پر جا گیرہ

۔ اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی

شیلہ نے مڑ کر دیکھا وہ اب بھی سر جھکائے کھا رہا تھا

مگر لبوں کی تراش میں جان لیوا مسکراہٹ تھی

شیلہ نے ملازمہ سے کہہ کر سارا صاف کروایا فاطمہ درانی اور انکی فیملی نے آج آنا تھا وہ کوئی بدمزگی نہیں چاہتی تھی تبھی خاموشی سے اپنا کام کروا چکی تھی سہراب نے جوس کا گلاس پیا اور آدھا گلاس دوبارہ پھینک کر اٹھ گیا

"تم ہمیشہ سے جاہل ہی تھے اور جاہل ہی رہو گے

" جاہل ماں کا بیٹا ہوں جاہل ہی رہو گا

وہ ترکی با ترکی بولا

" شیٹ آپ میں جاہل نہیں ہوں

وہ پھنکارہ

"تو آپ میری ماں ہیں

۔ وہ دانت پر دانت چڑھائے سوال کر بیٹھا شیلہ ایکدم چپ ہو گئ

میں تو نہیں مانتا کسی جاہل گوار عورت کا بیٹا ہوں میں آپ جیسی ہائی اپر سٹینڈرڈ کا ۔۔۔۔ نہیں" وہ مزے سے بولا تھا

" سہراب اپنے کام سے کام رکھو

"مام آپکے کس کام میں گھسا ہوں میں

وہ معصومیت سے سوال کرنے لگا

" تم کچھ کرتے کیوں نہیں ہو چلے جاؤ اس گھر سے

۔ وہ چیڑ گئ

مجھ سے بات کر کے تو دیکھو

"تم نے اپنا سر نہ پھاڑ لیا تو پھر کہنا

ایک آنکھ دبا کر وہ ایک اور پلیٹ پھینک کر چلا گیا جبکہ شیلہ کا واقعی بس نہیں چلا وہ سر پھاڑ لے وہ چلائ تھی

" مراد

سہراب کا قہقہہ ابھرا

درانی کی فیملی کے لیے ساری تیاری پوری ہو چکی تھی سہراب گھر پر ہی تھا۔وہ کافی دیر سے اپنے روم میں تھاعلینہ نے اس سے رابطہ نہیں کیا تھا تبھی اسنے بھی علینہ سے کوئی رابطہ نہیں کیا ۔

جبکہ نیچے ساری تیاری مکمل تھی مرتضی آفس سے آیا تو۔اسکے سیل پر آنے والے میسج نے اسے پریشان کر دیا یہ میسج قاسم کا تھا۔جس سے اسنے پیسے لیے تھے اپنا بیزنیس کھڑا کرنے کے لیے ۔

وہ پریشان ہو چکا تھا اسکا میسج دیکھ کر ہی

اسے اتنا بڑا کام نہیں لگا تھا یہ سہراب سے پیسے لینے کا مگر اب ڈیڈ اس کام کو بڑا بنا رہے تھے اور ہر گزرتے دن کے ساتھ اسکی جان پر بنتی جا رہی تھی۔وہ پریشانی سے گھر میں داخل ہوا تو مام نے بتایا فاطمہ اور اسکی فیملی منگنی کی ڈیٹ فکس کرنے ارہی ہے پہلے تو وہ چیڑ گیا پھر خود کو کمپوز کرتا سر ہلا گیا

وہ آج ڈیڈ سے کہنے والا تھا کہ سہراب سے دوٹوک بات کی جائے اس سے یہ پہلیاں مزید نہیں سلجھائی جائیں گی ۔

تبھی وہ تھوڑا ریلکس ہواااور فریش ہونے چلا گیا ۔

۔ جبکہ گھر کی چمک دھمک دیکھنے لائق تھی

ماہین بھی تیار ہو کر اگئی تھی اور شیلہ اور آج مراد خان بھی تیار تھے انکے بیٹے کی منگنی کی تاریخ رکھی جانی تھی مرتضی خان کی منگنی ہونی تھی اور یہ منگنی دنیا کی شاندار منگنی ہونے والی تھی

وہ ایسی منگنی کرنا چاہتا تھا اگر سہراب نامی وبال اتر جاتا سر سے بس

۔ سب تیار تھے

۔ اچانک مراد خان کی نظر نوشین کی بیٹی پر گئی جو کام کرتی پھر رہی تھی اپنی ماں کے ساتھ ہی آتی تھی وہ جانتے تھے

"اے لڑکی

وہ بولے تو سب انکی جانب متوجہ ہوئے

جاؤ سہراب کو کہو اپکے ڈیڈ کہہ رہے ہیں کہ ریڈی ہو کر نیچے اجائیں مرتضی کی تاریخ پکی ہونی ہے"

۔ وہ بولے تو۔آنا وہیں جم گئی

۔ اسنے دوپٹہ سر پر لیا ہوا تھا

۔ وہ حیرانگی سے۔ مراد خان کو دیکھنے لگی

وہ اپنے دوپٹے کے معاملے میں بے توجگی برت رہی تھی مراد خان بھی چند لمحے

اسے عجیب نظروں سے دیکھتے رہے تو آنا خود ہی گھبرا گئی

شیلہ نے زرا غصے سے انکا ہاتھ جھٹکا

" بیٹے کی تاریخ رکھی جارہی ہے شاید اور یہاں آپکی بیٹی بھی کھڑی ہے

وہ ہبو لیں

جبکہ مراد خان نظر پھیر گئے

کیا ضرورت ہے سہراب کو بلانے کی مجھے یقین ہے وہ مرتضی کو پریشان ہی کرے

گا وہ کچھ بھی نارمل نہیں کرتا ہے مراد اسکی ہمیں ضرورت نہیں ہے ہماری فیملی

"پوری ہے بس معاذ آجائے

۔ شیلہ نے بیٹی کے منگیتر کا ذکر کیا

"۔ نہیں اسے ہونا چاہیے

۔ مراد خان اپنی بات پر اڑے رہے شیلہ نے انھیں بڑے غصے میں دیکھا تھا

۔ جبکہ مراد خان نے پھر سے آنا کیطرف دیکھا

" میں نے تمھیں کچھ کہا ہے سنائی نہیں دیتا

وہ اب تلخی سے بولے بھلے وہ لڑکی جو انکے سامنے کھڑی تھی حیران کن حد تک خوبصورت ہو سکتی تھی مگر پھر بھی وہ انکی ملازمہ تھی اور۔ مراد خان میں سٹیٹس کا بخار حد سے زیادہ تھا بلکل جس طرح مرتضی خان میں اور انکی پوری فیملی میں تھا سوائے سہراب کے وہ سٹیٹس تو کیا عام ہونے کو بھی اہمیت نہیں دیتا تھا

آنا نے گھبرا کر سر ہلایا اور کچن میں اپنی ماں کے پاس آ گئی

" بڑے صاحب کہہ رہے ہیں چھوٹے صاحب کو بلا کر لاؤ

۔ وہ تقریبا رو دینے کو تھی

تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے چھوٹے بابا بلکل مرتضی صاحب اور مراد صاحب

۔ جیسے نہیں ہیں

" ۔ اور انھیں صاحب مت کہنا

نوشین مصروف سی بیٹی سے بولی الگ الگ کھانے کی ڈیشیز تیار کر رہی تھی وہ اور ساری کھانے پکانے کی ذمہ داری چونکہ اسپر تھی تبھی وہ بہت مصروف تھی

" پھر کیا کہوں

وہ ماں کا شانہ بچوں کیطرح ہلا کر بولی

ارے آنا بڑی ہو گئ ہو۔۔۔اب جاؤ کہہ کر جلدی نیچے آؤ ویسے بھی میری طبعیت

"نہیں ٹھیک

نوشین چیڑ سی گئیں

" ہٹ جائیں امی میں کر دیتی ہوں

وہ ماں کی فکر کرتی بولی

" مراد صاحب خفا ہوں گے جاؤ پہلے سہراب بابا کو کہہ او

وہ اسکا گال تھپتھپا کر بولی آنا کے لیے یہ گھڑی کافی مشکل تھی اسکا دل بری طرح دھڑک رہا تھا وجہ یہ تھی کہ اکثر وہ مراد صاحب کے کام کرتی تھی۔ مگر انکی نظروں میں جو آج تھا وہ آج سے پہلے نہیں دیکھا تھا یہ اسکی بے توجگی ہی تو تھی جو وہ ان سب کے سامنے بے پردہ ہوئ تھی اسنے اچھے سے دوپٹے کا گھونگھٹ نکال لیا اسکے ہاتھ پاؤں ڈھنڈے پڑ رہے تھے نہ جانے کیوں لیکن شاید وہ وجہ جانتی تھی اور وجہ سہراب خود ہی تو تھا ایک تو وہ بہت بڑا تھا۔۔اس سے بہت بڑا دیکھتا تھا اور بہت طاقت ور اور اسکے بعد۔ آخری ملاقات کچھ خاص اچھی نہیں تھی اسنے کیسے

باؤل پھینک دیا تھا حالانکہ اسنے پاستہ اچھا بنایا تھا مگر اسے پسند نہیں آیا تھا مگر وہ ہی

۔۔۔ پاستہ مرتضی صاحب کو پسند آیا تھا۔ وہ

۔ سوچتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی

سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئی تو۔ یہاں قدرے خاموشی تھی

اسکا دل کیا دوبارہ پلٹ جائے اس گھر میں ہزار نوکر تھے کوئی بھی اسے پیغام پہنچا

سکتا تھا وہ ہی کیوں مگر۔۔۔ مراد صاحب نیچے ہی تھے اور وہ اسے اوپر جاتا ہوا دیکھ

بھی چکے تھے یہ تو کچھ بات نہیں ہوئی اس وجہ سے کہ معاذ صاحب اور اسکی فیملی ا

۔ گئی تھی گہما گھمی بڑھ گئی تھی کچھ ہی دیر میں درانی کی فیملی بھی بس آ ہی جاتی

۔ اندر سے کافی تیز آواز آرہی تھی گویا کسی بھاری چیز کو مارا جا رہا ہے

وہ دروازے کو کانپتے ہاتھوں سے چھوتی اندر داخل ہوئی تو اتنا اچھے موسم میں بھی

کمرہ کافی سرد تھا یعنی اسنے اے سی اون کیا ہوا تھا ہلکا سا میوزک چل رہا تھا جبکہ وہ

پنچینگ بیگ کے سامنے کھڑا ٹراؤزر اور پسینے سے بھیگے سیاہ بنیان میں پنچینگ بیگ

۔۔ کو ایسے مار رہا تھا جیسے اس پینچینگ بیگ سے کوئی ذاتی دشمنی ہو

اچانک وہ ہانپتا کانپتا سا رک گیا

اچھلتے پنچینگ بیگ کو ہاتھ سے تھام کر روک دیا اسنے چہرہ موڑ کر دیکھا آنا کو لگا وہ بے ہوش ہو کر خوف سے گیر جائے گی مگر وہ کپکپاتی ٹانگوں سے یوں ہی کھڑی رہی دوپٹے نے اسکا آدھا چہرہ ڈھنپا ہوا تھا اور اسکے ہونٹ جو کہ خوف سے شاید نیلے پڑ گئے تھے اور چمکتی سفید ٹھوڑی دیکھائی دی تھی سہراب کو ۔ اس حلیے میں گھر کے ملازم ہی ہو سکتے تھے سہراب پہچان گیا تھا مگر یہاں آنے کا مقصد

اسنے اپنے ہاتھ سے گلوز اتارے اور بیڈ پر پھینک کر وہ ٹانگیں پھیلا کر چیئر پر بیٹھ گیا آنا صرف دو شبد ہی تو بولنے آئی تھی مگر وہ دو لفظ اس سے بولے نہیں جا رہے تھے اسے لگا وہ ابھی یہاں سے دوڑ لگا کر بھاگ جائے گی مگر اسکے قدم زمین نے جکڑ لیے تھے اور سہراب اسے اوپر سے نیچے تک دیکھ رہا تھا۔ بلکہ دیکھ نہیں گھور رہا تھا

"یہ گھونگھٹ کیوں ڈالا ہے تم نے

۔ وہ ماتھے پر بل ڈالے سوال کر رہا تھا۔ مگر اس سوال میں نہ سمجھی بھی تھی

آنا قدم پیچھے لینے لگی اس سے کچھ نہیں بولا جانا تھا یہ سچ تھا

اسکے سامنے کھڑے ہو کر ویسے بھی۔زمین میں گڑھنے سے بہتر تھا وہ کچھ کہے بنا بھاگ جاتی اس سے پہلے وہاں سے نکلتی سہراب ایکدم بولا

باہر جانا ہے تو جواب دو ورنہ نیچے سے کھینچ کر دوبارہ اوپر لے آوں گا اور یہ ہی سوال پوچھو گا۔اور اتنا تو تمھیں پتہ ہو گا کہ مجھے یہاں کوئی روکنے والا نہیں" اسکا لہجہ سخت تھا۔

وہ وہ مراد۔۔مراد صاحب۔۔۔م۔مراد صاحب نے ک۔۔کہا ہے۔

م۔۔مرتضی۔۔مرتضی صاحب۔کی ت۔۔۔تاریخ۔تاریخ کی۔۔رسم

"ہ۔۔۔ہے تو۔۔نیچے۔۔نیچے اجائیں

وہ دروازے سے چپکی گھبراہٹ کے مارے اٹک اٹک کر بولا رہی تھی

"تم تو تلی ہو

سہراب حیرانگی سے اسکی شکل دیکھنے لگا وہ بولی ہی ایسے تھی ایک لفظ کو چھ حصوں میں۔۔ایک تو یہ چہرہ چھپایا کیوں جارہا تھا یہ سمجھ نہیں ارہا تھا وہ جانتا تھا اس لڑکی کو تو اب کس بات پر چہرہ چھپا رہی تھی وہ اپنی جگہ سے اٹھا آنا نے دروازہ کھولنا چاہا۔ مگر دروازے کو نہ جانے کیسے لاک لگ گیا تھا

وہ دروازہ کھولنے کی تگ ودو میں لگ گئی تھی جبکہ سہراب اسکے نزدیک آیا۔اور اسکا دوپٹہ چہرے سے الٹ دیا۔صاف شفاف چہرہ اسکے سامنے تھا جو ہلکی سی سرخی لیے ہوئے تھے

اسنے غور سے دیکھا

ت

" ۔ اتنی بھی حسین نہیں ہو

اسنے۔سر جھٹک کر کہا۔جیسے وہ اس سیسپینس کو ختم کرنے کے بعد جیسے ہلکا پھلکا ہو گیا تھا

آنا کا ہاتھ ایکدم رک گیا۔چوری چوری نظروں سے اس بدتمیز کو دیکھا تھا

۔ ہاں اسنے کب کہا تھا کہ وہ حسین ہے مگر اسطرح کسی کو کہا تو نہیں جاتا

نکلو یہاں سے " وہ کڑک لہجے میں بولا۔اور وہ تو ایسا ہی تھا جہاں اسکے لیے مزاہ نہیں وہاں وہ سیدھا منہ رہ بات مارتا تھا

۔ وہ بولا بےزاریت سے

" یہ۔۔یہ کھل نہیں رہا

۔ وہ رونے لگی

سہراب جو وہ رہا سہا بنیان بھی اتار رہا تھا جو اسکے وجود پر تھا۔ایکطرف پھینک کر اسکی جانب مڑ گیا

آنا نے نظریں پھیر لیں۔اسکی بے شرمی پر

۔ اسکا وجود اسکے سامنے تھا۔وہ بنا کچھ بولے اسکے نزدیک آیا

دونوں ایک دوسرے کے قریب کھڑے تھے۔آنا اسکے وجود سے گھبرا رہی تھی کیونکہ وہ بہت نزدیک تھا اور اگر وہ ہلکا سا بھی ہلتی تو ضرور اسکی بیلی کو انا کا ہاتھ چھوتا۔وہ سختی سے مٹھیاں بھینچے کھڑی تھی

سہراب نے دروازے کو جھٹکا مارا نہ جانے دروازے نے کیا ضد باندھ لی تھی کھل نہیں رہا تھا

۔ اسنے ہینڈل کو زور سے جھٹکا دیا تالا ٹوٹ کر اسکے ہاتھ میں اگیا

سہراب نے وہ لاک آنا کی کلائی پکڑ کر اسکی کلائی پر رکھ دیا اور خود پلٹ گیا

آنا کبھی اس تالے کو تو کبھی اس عجیب و غریب سے شخص کو دیکھنے لگی جس میں اتنی طاقت تھی کہ اسنے دروازے کا لاج ہی توڑ دیا تھا۔اسنے روکا ہوا سانس ہلاک میں اتارا۔اور حلق کو تر کرنے کی کوشش کی مگر ایسا ہو نہیں پا رہا تھا

" جب کھل گیا ہے تو یہاں کیوں کھڑی ہو

۔ وہ تقریبا چیڑ ہی گیا

اسے دنیا میں شاید ہر جزبے سے چیڑ ہو گئ تھی اور اوپر سے ایک ہی دوست تھی وہ بھی۔نہ جانے کس اٹیٹیوڈ میں تھی۔اسی وجہ سے طبعیت میں چرچراہٹ ارہی تھی جو وہ آنا پر نکال چکا تھا

بد تمیز" اسکی بد تمیزی پر۔۔وہ زرا گھور کر نہ جانے کیسے کہہ گئ حالانکہ کہنا اس میں یہ کہنے کی ہمت نہیں تھی مگر وہ کہہ گئ تھی اور آواز اتنی تھی کہ سہراب تک بھی پہنچی تھی مگر سہراب کے مڑنے سے پہلے ہی وہ تیر کیطرح۔وہاں سے فرار ہو گئ۔ اتنی سپیڈ میں نکلی تھی کہ پلٹ کر دیکھتی تو وہ اسے پکڑ لیتا۔ایک جن کی طرح ہی تو تھا وہ دیو کیطرح کتنا بڑا تھا اور وہ اسکے سامنے بلکل چھوٹی بچی لگ رہی تھی۔دوسری طرف

سہراب کوئی ریسپونس لیتا کہ اسکا سیل فون بجنے لگا علینہ کا فون تھا

۔ غصے میں کال پک کی

۔ کیا تکلیف ہے کیوں فون کیا ہے" وہ بھرا ہوا تھا تبھی بگڑ کر بولا

تو نواب زادے سہراب خان ابھی تک غصے میں ہیں ویسے ایک بات بتادو سہراب

۔ تمھاری انا کو مجھے جھکا کر کون سی تسکین ملتی ہے" وہ بھی غصے سے بولی

تم جانتی ہو۔ میں اس ٹائیپ کا آدمی نہیں ہوں فالتو مت بولو میں کہاں کسی کو جھکا کر خوش ہو سکتا ہوں میں خود جھکا ہوا ہوں۔" وہ کچھ نارمل ہوا وہ واقعی اسے دوست سمجھتا تھا ایسا دوست جو اسکی پرواہ کرتا تھا۔ مگر علینہ اسکے لیے کسی اور طرح کے جزبے رکھتی تھی

مگر سہراب میں ان جذبوں کی کسی کے لیے گنجائش نہیں تھی بھلے اسکے ساتھ

۔ پیچھلے سات سال سے رہنے والی وہ لڑکی علینہ ہی کیوں نہ ہو

۔ پھر تم کس ٹائیپ کے آدمی ہو" علینہ ہلکا سا مسکرائی

کبھی اکیلے میں ملوا پنی ٹائیپ سے تمھیں آگاہ کرتا ہوں اور ضرور وہ تمھارے لیے

۔ جان لیوا ہو گی" وہ بولا لہجہ سنجید گی لیے ہوئے تھا

۔ کیا واقعی" وہ ہنسی روک کر بولی

۔ بے شرمی سے ڈوب مرو" سہراب خفا ہوا

" ہاں تمھیں اگئ اتنی شرم دیکھا ہے میں نے تمھیں بھی۔اس دن جو تم

۔ وہ ایکدم رک گئ

جبکہ سہراب کا قہقہ نکلا۔وہ دونوں اس دن کی بات کو یاد کر چکے تھے۔جب وہ شاور لینے چلا گیا تھا بنا دروازہ بند کیے

۔معلوم ہے تم میں کتنی شرم وحیا ہے اپنی ویز۔تم اج نہیں آئے تو میں نے بھانا بنا دیا ہے بٹ بہت ضروری ہے سہراب یہ پروجکٹ نیکسٹ ٹائم ایسا مت کرنا" وہ

۔ اسے ایسے سمجھا رہی تھی گویا ہر بات اسکی وہ مان جائے۔گا

" ہمم بائے اب بور کر رہی ہو

۔ اسنے بنا اسکی سنے فون بند کر دیا تھا

اچانک اسکے دماغ میں ابھی یہاں کھڑی لڑکی اگئ وہ کس طرح اسے بد تمیز کہہ سکتی تھی بلکہ کہہ چکی تھی چھٹانک بھر کی لڑکی اسپر بد تمیزی کا ٹائیٹل مار کر نکل گئ تھی

۔۔۔

وہ اٹھا اور واشروم میں چلا گیا ہمیشہ کی طرح شاور کھول کر اسنے دونوں ہاتھ دیوار پر رکھے اور سر اوپر کر کے پانی کو چہرے پر پڑنے دیا۔ وہ شاور کے نیچے ویسے ہی کھڑا تھا کمرے کا دروازہ کھلا تھا کوئ بھی اسکتا تھا اسے پرواہ نہیں تھی

۔ کیونکہ اسکے پاس کسی نے آنا ہی نہیں تھا یہ بات تو وہ جانتا تھا

۔۔۔۔ کچھ دیر پانی کے نیچے کھڑے ہو کر اسے اچھا لگا

وہ باہر نکلا اور ڈریسپ ہو کر آئینے کے سامنے آگیا

اسکے چہرے کا نشان آج بھی اسے وہ دن یاد دلا دیتا تھا۔ اسنے اپنا چہرہ آئینے میں گور سے دیکھنا چھوڑ دیا تھا اور اس وقت بھی زحمت نہیں کی تھی وہ

خود پر مہنگا پرفیوم سپرے کر کے بالوں کو سیٹ کر کے وہ نیچے آیا تو سامنے مہمان موجود تھے اسنے مہمانوں کی جانب نہیں دیکھا جبکہ اسکی آمد کی خبر وہاں بیٹھے ایک ایک فرد کو ہو گئ تیز پرفیوم کی خوشبو جب حال میں پھیلی تو۔ سب کو مسحور کن لگی جبکہ وہ کچن میں آگیا۔ وہاں صرف نوشین آنٹی تھی انکی بد تمیز بیٹی نہیں تھی اسنے نوشین آنٹی کی جانب دیکھا

" کیا کر رہی ہیں آپ

وہ بچپن کیطرح ہی پوچھنے لگ مگر اب فرق آآگیا تھا اب وہ بڑا ہو گیا تھا

وہ مسکرادیں بس اب تو سب وہ گیا یہ ڈیکوریشن آنا کر رہی تھی اب نہ جانے یہ جھلی 'کہاں چلی گئ

وہ سر پر ہاتھ مارتی۔پریشانی سے بولی جبکہ سہراب جو کھانے میں انگلی مارنے ہی والا تھا اس نام پر ایک دم چونک کر تھم گیا

۔ اسنے نوشین آنٹی کیطرف دیکھا

"کیا کہا ہے ابھی آپ نے کیا نام لیا ہے

وہ ماتھے پر بل ڈالے۔پوچھ رہا تھا

" آنا وہ میری بیٹی ہے نہ بیٹا پریشان کیا ہے اسنے آپکو

وہ فکر مند ہوئیں۔سہراب جبکہ بے یقین تھا اسکے نزدیک یہ نام اسنے ایجاد کیا تھا اور دنیا میں کسی کا یہ دو لفظی نام کیسے ہو سکتا تھا وہ علینہ کو بھی کہہ دیتا تھا وجہ یہ تھی

۔ اسے یہ نام پسند تھا

لیکن آج کسی کا حقیقت میں نام سن کر اسے عجیب سا احساس ہوا تھا اور یہ احساس

۔ پہلی بار ہی تھی

۔ وہ کچھ کہتا کہ ۔مراد خان کچن میں آ۔گئے

سہراب باہر آؤ مہمان بلا رہے ہیں" وہ خوشامدی لہجے میں بولے تھے

۔ کون سے مہمان" وہ بدمزاہ سا ہوا تھا انکے انٹرپٹ کرنے پر

"بیٹا وہ باہر تمھارے بھائی کے سسرالی آئیں ہیں

ایک تو یہ خوشامدی لہجے میں مجھ سے بات مت کیا کریں" وہ بدلحاظی سے بولا

مراد خان ایکدم خاموش ہو گئے

اور دوسرا میرا کوئی بھائی نہیں ہے میں فلحال بات کر رہا ہوں کسی سے آپ جا سکتے

" ہیں

اسنے بے رخی سے کہا اور چہرہ موڑ گیا مراد خان کے باہر قدم لینا مشکل ہو گئے وہ

۔ نوشین کو اور کبھی سہراب کو دیکھنے لگا نوشین کا تو دم نکل گیا تھا

۔ سہراب کو البتہ پرواہ نہیں تھی

نوشین سر جھکا گی اور مراد خان خون کا گھونٹ بھر کر باہر نکل گئے

۔ میرے لیے کافی بنا دیں زرا" وہ بولا اور چیئر کھینچ کر بیٹھ گیا

۔ نوشین نے سر ہلایا

"امی۔ باہر دیکھیں بارش ہونے کو ہے

اچانک آنا اندر آئی اور پر جوش لہجے میں اپنی ماں سے بولی اسنے سہراب کو نہیں دیکھا تھا

سہراب کیطرف پیٹھ تھی اسکے لہجے کے جوش پر سہراب اسکی جانب دیکھنے لگا اسکے خوبصورت چہرے پر بارش کی آمد پر کیسی خوشی سی ابھر آئی تھی

تو کیا ہوا آنا بچی ہو بھلا تم جاؤ اب کام کرو میں کب سے دیکھ رہی ہوں ابھی میڈیم

" جی اکر کہہ دیں گی کہ کھانا لگاؤ

۔ نوشین بولی تو آنا چپ ہو گئی

امی بڑے لوگ بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں کہیں مرتضی صاحب کے رشتے ہو

" رہے ہیں اور کہیں انکے اکڑو بھائی کو حوش بھی نہیں

آنا" وہ بولے جا رہی تھی نوشین نے جلدی سے اسے روکنا چاہا سہراب اسی کی جانب متوجہ تھا

ہاں نہ۔ مرتضی صاحب کتنے اچھے ہیں اور اور باہر بیٹھے بھی کتنے اچھے لگ رہے

"ہیں

وہ بولی تو نوشین نے اسکا شانا ہلایا

"کیا ہو گ

۔ مڑتے ہی سیدھا سہراب کی نظروں سے نظریں جا ٹکرائی اور آناسن ہو گئ

" معاف کرنا بابا بولتی رہتی ہے جھلی ہے

۔ وہ پھیکا سا مسکرائیں

جبکہ سہراب کے لیے کافی بنا چکیں تھیں سہراب نہ جانے کیوں اسپر سے نظریں ہٹا نہیں سکا البتہ انا اپنی ماں کے پیچھے چھپنے کی اور خود کو دوبارہ دوپٹے سے ڈھانکنے کی بھرپور کوشش میں تھی ۔

وہ بنا کچھ بولے کافی کا مگ لبوں سے لگائے باہر نکل آیا

"پاگل ہو گئ ہو تم

نوشین نے گھورا

"مجھے کیا پتہ تھا وہ پیچھے بیٹھے ہیں

وہ شرمندہ سی ہوئی

ہزار بار کہا ہے احتیاط سے کام لو مگر تم مان جاؤ میری بہت بڑی بات ہے" وہ خفا ہو گئیں تھی

جبکہ آنا۔ سر جھکا گئی۔ ڈانٹ تو پڑنی ہی تھی دوسری طرف سہراب کی نظر مرتضی پر گئی وہ بلیک سوٹ میں تھا۔ نیک سیک سے تیار اپنے ان لاز کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھا۔ اسنے سب کیطرف ایک نظر دیکھا اور۔ کافی کا گھونٹ بھر کر دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا

۔ سب کی نظر اسکی جانب اٹھی اور فاطمہ ایکدم چیخ مارتی اٹھ گئی

سہراب کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں آیا تھا باقی سب البتہ گھبرا گئے تھے

۔ کیا ہوا ہے بیٹا" مراد خان کھڑے ہو گئے

"س۔۔۔ سہراب۔۔

فاطمہ کے منہ سے نکلا۔ سہراب بلکل اس لڑکی کو نہیں جانتا تھا مگر کافی کے سیپ لیتے ہوئے نظریں اسی پر تھی

" م۔۔۔میر سہراب علی خان اگر میں غلط نہیں ہوں تو

۔ فاطمہ اسکے قریب آنے لگی

سہراب کو کچھ کچھ اندازا ہو گیا تھا ہو گی وہ اسکی پرانی البم کی کوئ دیوانی۔وہ بدمزاہ سا

" ہوا تھا۔ بلکل انٹرسٹ نہیں تھا اسے اپنے بھائ کے ان لاز میں

جی بیٹا یہ میرا چھوٹا بیٹا ہے آپ کیسے جانتی ہوں اس کو" مراد خان بڑے بیٹے کی

۔ غیر ہوتی حالت دیکھ کر معملہ سنبھالتے ہوئے بولے

" اوہ مائے گاڈ۔لائیک سیریسلی انکل سہراب علی خان آپکا بیٹا ہے

فاطمہ نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا سہراب معاملے کی نوعیت سمجھتا انجوائے

کرنے لگا جبکہ۔مرتضی ایسا ہو گیا تھا جیسے اپنی جگہ جم گیا ہو فاطمہ یعنی وہ لڑکی جو

اسکی انقریب منگیتر بننے والی تھی اس کے بھائ نکارہ کے ساتھ تھی اور کھلے عام

۔ سب نہ سمجھی سے اسے دیکھ رہے تھے

۔ سر میں آپکی بہت بڑی فین ہو۔۔" فاطمہ سہراب کے سامنے اگئ

سہراب نے بس سر ہلایا مگر پوزیشن اب بھی نہ بدلی انداز کی لاپرواہی قابل
۔ تعریف تھی

کیاآپ مجھے آٹو گراف دیں گے میں نے آپکاسراالبم دیکھا تھاانفیکٹ میری
وارڈروپ آپکے پروانے البم کے ڈریسز سے بھری ہوئی ہے اسکے بعد آپ نے کام
نہیں کیابٹ آپکی فین فالونگ اور خاص کر لڑکیوں میں تو آپ بہت مشہور ہیں
"آپ جانتے ہوں گے

وہ سہراب کاہاتھ تھام گئ تھی

۔ وہاں کھڑے ایک ایک انسان کو جھٹکا لگا تھا۔یعنی کرنٹ لگا تھا

کیابکواس کیے جارہی ہو" مرتضی کی برداشت سے باہر ہواتووہ فاطمہ کیطرف
بڑھااوراسکاہاتھ پکڑ کر پیچھے کھینچاکے سہراب کے ہاتھوں سے فاطمہ کاہاتھ نکل گیا

۔ سہراب ہنس دیا

کیاہو گیاہے آپ لوگوں کو آپ لوگ تو ایسے بیہیو کر رہے ہیں جیسے میر سہراب کو
جانتے ہی نہیں

برینڈ لانسر ہیں یہ بہت بڑے ماڈل اور انکی تین سال پرانی البم کی آج تک دھوم ہے

" سمجھ مجھے یہ نہیں آئی سر آپ نے کام کیوں نہیں کیا بعد میں

وہ ان کے بیچ چپ کلش کو جانتی نہیں تھی تبھی وہ ان سب کے سروں پر بم پھاڑ کر بلکل سکون سے سہراب سے بات کر رہی تھی

موڈ نہیں ہوا" سہراب نے شانے آچکا دیے۔اور خود بھی پر سکون سا بولا

اوہ" وہ سہراب کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے ہا پنی آنکھوں پر یقین نہ ہو

مرتضی مراد خان شیلہ اور ماہین کے قدم زمین نے جکڑ لیے تھا ایک انپر فیکٹ چہرہ ۔ اور دنیا میں اتنا مشہور۔۔۔۔یہ شاید نہ قابل ہضم بات تھی

۔ سہراب مزید ان لوگوں کے آڑے ہوئے رنگوں کو دیکھنا نہیں چاہتا تھا تبھی وہاں سے پلٹنے لگا

سر سر پلیز ایک آٹو گراف میری دوستیں تو پاگل ہیں آپکے پیچھے بس ایک سگنیچر تا

" کہ انھیں یقین اجائے میں واقعی آپ سے ملی تھی

فاطمہ نے کہا۔تو سہراب نے ان سب کے سامنے ایکدم فاطمہ کی کمر میں بازو

۔ حائل کیا

اور اسے جھٹکے سے خود سے نزدیک کھینچتا وہ اسکی گردن پر جھکا اور ایک خوبصورت

۔ مہر اسکی گردن پر ایک ادا سے دے کر اسنے لمحوں میں اسے آزاد کر دیا

آٹو گراف کے لیے مجھے پن کی ضرورت نہیں امید ہے تمھارے ہونے والے

" منگیتر نے مائینڈ نہیں کیا ہو گا

معنی خیز ہنسی ہنستا وہ ان سب کے بیچ سے نکل گیا۔اور پیچھے فاطمہ شرما ہی اٹھی

۔ جبکہ باقی سب پر ایسا عالم تھا جیسے

۔ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں

سہراب تو جا چکا تھا فاطمہ کے والد نے مرتضی کی جانب دیکھا جو بلکل سپاٹ چہرہ

۔ لیے کھڑا تھا اور بس ایک منٹ لگا تھا وہ وہاں سے چلا گیا

۔ انھوں نے بیٹی کا ہاتھ تھام لیا

غصہ تو بہت چڑھا تھا اپنے منگیتر کے سامنے انکی بیٹی یہ کیا حرکات کر رہی تھی مگر اس وقت شاید کوئی کچھ بولنے کی پوزیشن میں نہیں تھا

ہم چلتے ہیں۔ڈیٹ میں آپکو فون پر بتادوں گا" درانی صاحب بولے اور زبردستی

۔ اپنی بیٹی کو کھینچ کر اپنی بیوی کے ساتھ وہ وہاں سے نکل گئے

دوسری طرف مراد خان ایکدم صوفے پر ڈھے گئے تھے۔ماہین شیلہ بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہیں تھیں

۔ انکے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا سہراب کا کوئی کام بھی ہوگا وہ بھی ایسا کام

۔ سب شاکڈ ہی تھے کوئی کسی سے کچھ بول نہیں پار ہا تھا

اچانک مرتضی کے کمرے سے چیزوں کے ٹوٹنے کی آواز پر وہ سب بے ساختہ بھاگے تھے

مرتضی کے روم کی جانب

" مجھے یقین تھا یہ آئے گا تو میرا بیٹے کو پاگل ہی کرے گا

۔ شیلہ مراد پر چلائی

حرکت دیکھی ہے اسکی تم نے مراد" وہ جیسے شوہر کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہیں تھیں

اسے یہ تمیز نہیں کے بھائی کی منگیتر ہے کتنا ہی اونچا آدمی نہ بن جائے وہ رہے گا

"میری نظروں میں پیچ ہی

۔ وہ بھڑ کیں

اور مرتضی کے روم میں چلی گئیں اسنے اپنے کمرے کو تباہ کر لیا تھا

مرتضی" وہ پریشانی سے اسکیطرف بڑھیں

۔ دور رہیں مجھ سے وہ سرخ نظروں سے گویا پھاڑ کھانے والا تھا سب کو

"اس بے عزتی کا بدلہ میں میر سہراب سے ایسا لوں گا اسکی روح تک تڑپے گی

۔ وہ دھاڑا

مرتضی ایزی ہو جاؤ تمھاری طبعیت خراب ہو سکتی ہے بیٹا پلیز

ہاں مرتضی مام ٹھیک کہہ رہی ہیں تمھیں اس بات سے فرق نہیں پڑنا چاہیے یہ

" فاطمہ اپنے گھر بیٹھے اگر اتنی ہی سہراب کی دیوانی ہے

ماہین غصے سے بولی

نہیں ماہین اسنے میری چیز کو جھوٹا کیا ہے۔اسنے یہ ثابت کیا ہے مجھ پر جتایا ہے کہ وہ کیا ہے جان بوجھ کر ہم لوگوں۔کو لاعلم رکھا کہ وہ کیا کرتا ہے تاکہ وقت انے ہر ہم لوگ یہ ری ایکشن دیں اور میری منگیتر مرتضی خان کی منگیتر کو چھوا ہے اسنے "۔۔میں اسے زندہ گاڑ دوں گا

اسنے مہنگا ترین واس اٹھا کر زمین پر دے مارا جو کئ ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا

پلیز مرتضی تم نے جو کرنا ہے کر و اسکے ساتھ مگر۔ابھی فلحال ریلکس ہو جاؤ پلیز "مرتضی

۔ماں کی تو جان جا رہی تھی

۔مرتضی نے سب کو اپنے کمرے سے باہر نکال دیا

۔وہی سب ہی مرتضی کے لیے پریشان تھے

۔اور وجہ ایک ہی شخص تھا وہ سہراب خان تھا

بس نہیں چل رہا تھا شیلہ کا اسکی جان لے لے اور وہ بنا کچھ دیکھے اور سوچے سمجھے

۔سہراب کے کمرے کی جانب بڑھ گئ

مراد خان اسکے پیچھے لپکے

شیلہ " وہ اسے روکنا چاہتے تھے مگر ماہین اور شیلہ سہراب کے کمرے میں ایکدم

۔ داخل ہوئیں وہ بیڈ پر لیٹا تھا

۔ فون پر کچھ دیکھ رہا تھا

۔ ان دونوں کو اندر آتے دیکھ۔ بھی اسی پوزیشن میں لیٹا رہا

" دفع ہو جاؤ میرے گھر سے

۔ شیلہ نے اسے وہاں سے نکل جانے کا اشارہ کیا

۔ سہراب سیدھا ہو گیا

انکے چہرے پر بڑے بیٹے کی تکلیف پر تکلیف تھی اور پیچھلے سات سالوں میں وہ کس کس قرب سے گزرتا آیا ہے کسی کو اس بات کی پرواہ نہیں تھی اور سہراب کو بھی نہیں تھی مگر خیال تو اہی گیا تھا

سہراب کچھ نہیں بولا

میں نے کہا ہے چلے جاؤ یہاں سے یہ گھر مرتضی کا ہے تم کتنے بڑے آدمی بن جاؤ میری نظروں میں تمھاری کوئی اوقات نہیں ہے سہراب علی خان تمھیں میری

ہی گود میں پیدا ہونے کی کیا ضرورت تھی مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتا تمھارے ہونے

۔ کی ہی کیا ضرورت تھی میرے لیے تو میرے دو بچے کافی تھے

مگر تم ہو گئے اور۔ میری ایک بات یاد رکھو جو تم نے فاطمہ کے ساتھ کیا ہے صرف

" مرتضی کو جلانے کے لیے انجام اچھا نہیں ہو گا اسکا

کہہ دیا" سپاٹ انداز میں وہ ترچھی نظروں سے ماں کو دیکھنے لگا

میری زندگی میں۔ کچھ اچھا ہے بھی نہیں تو اپنے جزبات کو مسز مراد خان کنٹرول

" رکھیں

اسنے اپنے گریبان پر سے شیلہ کے ہاتھ جھٹکے

اور یہاں سے چلتی پھیرتی نظر آئیں اور آپ کون ہوتی ہیں مجھے یہاں سے نکالنے

والی۔ میں جانتا ہوں اس گھر میں میرا حصہ ہے اور اور یہاں سے مجھے کوئی نہیں

نکال سکتا میرا جب دل کرے گا میں یہاں آؤ گا رہو گا اور جب میرا دل نہیں ہو گا

مجھ آپ لوگوں کی شکلیں دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے تو بہتر ہو گا مجھ پر چلانے

"کے بجائے اپنے لال کو جا کر سنبھالیں جو کسی جگہ پر منہ چھپا کر رو رہا ہے

۔ وہ طنزیہ ہنسی ہنستا۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتا کھڑا ہو گیا

پیچھے سے مراد خان شیلہ کو باہر کھینچ رہے تھے تبھی وہاں مرتضی بھی اگیا ۔

سہراب ایک آئی بروآچکا کر ان سب کو دیکھنے لگا بچپن میں بھی اسکے نام کی عدالت یوں ہی لگتی تھی مگر وہ کمزور تھا تبھی اپنے لیے لڑ نہیں پاتا تھااور آج وقت بدل گیا تھا ۔

اسے ان لوگوں سے نہ ہی ڈر لگتا تھااور فکر یہ بھی نہیں تھی کہ وہ اس سے پیار کریں اسے دنیا میں کوئی بھی پیار نہ کرتا اسے ایک پرسنٹ بھی فرق نہیں پڑتا تھا وہ بس اتنا ہی ظاہر کرتا تھا سب پر کہ اسے کوئی غرض نہیں وہ لاپرواہی ہے سب سے بے زار ہے مگر شاید سینے میں کہیں دل تھا جو ہر شے کی تمنا آج بھی رکھتا تھا جسے روز وہ اپنی مٹھی میں جکڑ کر اس طرح دباتا تھا کہ اسکی آہ کی بھی آواز کسی اور تک نہ پہنچے ۔

"میں تمھیں بخشوں گا نہیں سہراب

مرتضی دانت پیستا اسکے بلکل نزدیک جاتا اسکا گریبان جکڑتا بہت مدھم آواز میں بولا تھا

جو تم نے میرا اکھاڑنا ہے مرتضی اکھاڑلو میری طرف سے کھلا چیلینج ہے۔ لیکن ایک بات یادرکھنا میں تمھاری گردن دھڑ سے جدا کردوں گا۔اب اپنے کسی بھی " نقصان پر

وہ بھی اتنی ہی آواز میں اسکے دونوں ہاتھوں۔ کو اپنے سخت طاقت ور ہاتھوں میں ۔ جکڑتا بولا

اچھا۔تو یہ چیلینج ہے میں بھی دیکھتا ہوں کس طرح تم میری گردن دھڑ سے جدا "کرو۔گے لوزر

بس یہ کہنے کی دیر تھی کہ سہراب نے ایک کھینچ۔کر پنچ اسکے منہ پر مارا تھا کہ ۔ مرتضی کا ہونٹ پھٹ گیا

شیلہ مراد اور ماہین ایکدم مرتضی کی طرف چیختے ہوئے بڑھے مرتضی زمین پر گیرا ۔ تھا سہراب نے اسکی شرٹ جکڑی اور۔۔ایک ٹانگ فولڈ کر کہ وہ اسپر جھکا

تم سہراب خان کے پاگل پن سے نہ آشنا ہو مرتضی خان سہراب خان پاگل ہے پاگل مجھ سے مت لڑنے کی کوشش کرو۔ تمھاری ان نازک ہڈیوں کے لیے اچھا ۔ نہیں ہو گا۔" وہ اسے دور جھٹک کر اسپر سے ہٹا

۔ شیلہ اسکے شانے پر مکے مار رہی تھی

۔ مگر وہ سب کو جھٹکتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

اسکے دماغ کی نسیں پھول رہیں تھیں اسے لگ رہا تھا اسکا دماغ پھٹ جائے گا۔

عجیب زندگی لکھی تھی اسکی قسمت میں نہ یہ رشتے اسکے سوتیلے تھے اور نہ ہی وہ باہر

۔ سے اٹھا کر لایا گیا تھا

پھر بھی ان سب کی نفرتوں نے اسے۔ جانور بنا دیا تھا۔ علینہ کی گاڑی وہیں کھڑی

تھی مگر۔ اسنے مرتضی کی گاڑی میں لگی چابی کو گھما کر دروازہ کھولا اور وہ وہ گاڑی

۔ لے کر چلا گیا

اسکے اکاؤنٹ میں اتنے پیسے تھے کہ وہ ایسی دو چار خرید سکتا تھا مگر نہ اسکو خود سکون ا

رہا تھا اور نہ کسی اور کو سکون دے سکتا تھا وہ

تبھی وہ گاڑی لے کر جو شاید اس گھر میں سب سے مہنگی گاڑی تھی لے کر نکل گیا

۔ تھا

دوسری طرف مرتضی کو پھر سے فیڈز پڑنے لگے تھے اور گھر والے پریشان ہو

۔ چکے تھے

نہ اسکی فائیٹ تھی نہ ہی اسکا نام نکلا تھا مگر وہ سید ھا میدان میں کود چکا تھا دیکھے بنا کہ ڈیتھ فائیٹ ہے یہ نہیں اسنے دونوں لڑتے آدمیوں کو اس بری طرح پیٹنا شروع کیا کہ وہ دونوں خونم خون ہو چکے تھے ۔

وہاں کے اونر نے عادل کو کال کر دی تھی۔۔۔یہ رولز کے خلاف تھا اور وہ اپنے جنون میں سارے رولز توڑ رہا تھا ۔

اوران آدمیوں کو بری طرح مارنے کے ساتھ اسنے وہاں کھڑے اسے روکنے والوں کو بھی پیٹ ڈالا تھا ۔

جبکہ عادل دوڑتا ہوا آیا تھا

"سہراب سہراب

اسنے بپھرے ہوئے سہراب کو۔ پکڑنا چاہا ۔

مگر سہراب قابو میں نہیں ارہا تھا ۔

ہٹ جاؤ" وہ دھاڑا ۔

اوراس جگہ سے باہر نکل گیادونوں ادمیوں کے چہرے اس حد تک زخمی ہو چکے تھے کہ شناخت نہیں ہو پا رہی تھی وہ باہر نکلااور ایکطرف پڑالوہے کاراڈاٹھاکر اسنے ساری گاڑی توڑڈالی گاڑی کے شیشے گاڑی کے دروازے۔ہیڈلائٹس سب تباہ کر دیا تھا ۔

سکون تھا کہ سینے میں محسوس ہی نہیں وہ رہا تھادماغ تھا کہ بس لاوے کیطرح پھٹ رہا تھا ۔

اسے مرتضی یہ کسی بھی انسان کا غم نہیں تھا کہ وہ لوگ اسے کیسے ٹریٹ کر رہے تھے اسے غم تھاتو خود کا آج بھی اسکادل ان رشتوں کو قبول کرنے پر آمادہ ہو رہا تھا یہ اسکادل ہی تھا۔کیسادل تھایہ

جس نے اسے زلیل کرا کے رکھ دیا تھا

ان سب کی نفرت کھلی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود وہ کس چیز کی طلب کر رہا تھا ۔

وہ ٹوٹی پھوٹی گاڑی سے ہی ٹیک لگا کر بیٹھتا چلا گیا ۔

اسنے جلتی ہوئ آنکھیں بند کر لیں ۔

اسکی ماں کے ہاتھ اسکے شانے پر اب بھی محسوس ہو رہے تھے انکے الفاظ کانوں میں جیسے زہر انڈیل رہے تھے ایسا نہیں تھا کہ وہ ان کمزور ہاتھوں کے مکوں سے تکلیف میں تھا نہیں۔تکلیف اسکی روح کو ہو رہی تھی خود کو ڈھانپ کر چلتے چلتے

۔ تھکاوٹ کیوں ہو رہی تھی اسے

وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا

اچانک سامنے سے بھاگ کر اتی علینہ کو دیکھ کر اسنے گھیرہ سانس بھرا اپنی جگہ سے اٹھا اور شاید اسے خود بھی اندازا نہیں ہوا تھا کسی بھی چیز کا

۔ اسنے اسے اپنی بانہوں میں سختی سے جکڑ لیا

۔ علینہ ششدر رہ گئ

س۔۔سہراب" بہت مدھم آواز نکلی تھی اسکی جبکہ وہ اسکے ناتواں وجود کو سختی سے خود میں پیوست کر لینا چاہتا تھا

۔ علینہ خاموش ہو گئ

۔ وہ کچھ نہیں بولی

۔ کچھ دیر وہ آنکھیں بند کیے یوں ہی کھڑا رہا

۔ اور پھر اس سے جدا ہو گیا

"سوری

وہ بولا اور۔ پیچھلے جزبوں سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا

یہ سب کیا کیا ہے تم نے کس کی گاڑی ہے یہ" وہ سہراب کا چہرہ دیکھتی خود کو

۔ سمبھالتی پوچھنے لگی تھی جبکہ۔ اسکے دل کی حالت میں جو زیر و بم تھا وہ شاید بیان

۔ نہیں کیا جا سکتا تھا

"کیسا لگا ہے تمھیں یہ ڈیزائین

وہ مدھم مسکراہٹ سے بولا

سہراب" علینہ حیرانگی سے اس گاڑی کی بری حالت دیکھنے لگی

"۔ جان من یہ میرے بڑے بھائی کی موسٹ ایکسپینسیو گاڑی ہے

۔ وہ جلدی سے اسکے بونٹ پر چڑھ کر بیٹھ گیا

۔ جبکہ علینہ کی آنکھیں اب بھی پھٹی ہوئ تھیں

۔ سہراب ہنس دیا

۔ علینہ نفی میں سر ہلانے لگی

تم کیوں نہیں سدھر رہے مجھے تو یہ فکر ہو رہی ہے جب یہ سب تمھارا بھائی دیکھے

" گا تو کیا ری ایکشن دے گا سہر اب پہلے ہی وہ لوگ تم سے

" نفرت کرتے ہیں

اسنے بات مکمل کی

اور میں چاہتا ہوں کہ دنیا کا ہر شخص مجھ سمیت مجھ سے اتنی نفرت کرے کے

" میرے دل کو کسی کی محبت کی طلب نہ رہے

۔ وہ سختی سے کہہ کر

۔ گاڑی سے اترا

۔ علینہ اسکی جانب۔دیکھنے لگی اسکا لہجہ بکھرا بکھرا تھا

" شاید کوئی اور بھی ہے جو تم سے محبت کرتا ہے

وہ کہے بنا نہ رہ سکی

اچھا یار بس کرو کیا فضول محبت محبت۔یہ کچھ نہیں ہوتا محبت کے بنا انسان زیادہ

" خوش رہ سکتا ہے کم از کم جزبے تو نہیں پیدا ہوتے

۔ وہ سر جھٹک کر لاپرواہی سے بولا

اتنے لاپرواہ مت بنو سہراب محبت سے اتنی بدگمانی اچھی نہیں محبت خوبصورت جزبہ ہے یہ جتنا بے چین رکھتا ہے اتنا ہی چین میسر کرتا "

مجھے سبق مت دو۔ پورے دو دن بعد دیکھائی دی ہو اور فالتو بولے جا رہی ہو میرا دماغ الریڈی"

اچانک پولیس سائرن کی آواز پر دونوں چونک کر اس جانب دیکھنے لگے

بھاگو سہراب یہاں سے۔ یہاں کے اونر نے تمھارے خلاف ایف آئی آر درج کرا دی ہے جسٹ گو بھاگو "

عادل نے جلدی سے اکر دونوں کو جھنجھوڑا سہراب۔ نے گاڑی کا دروازہ لمحوں میں کھولا علینہ جو ابھی کچھ کہتی اسے اندر دھکیل کر اسنے پولیس کی گاڑی اپنے تک پہنچنے سے پہلے ہی وہاں سے دوڑ لگا دی تھی ا

۔ اسکی گاڑی ہواؤں کو باتیں کرتی وہاں سے دور بہت دور نکل گئ تھی

۔ وہ بہت تیز ڈرائیو کر رہا تھا دونوں بار بار پیچھے دیکھ رہے تھے

سہراب دل کھول کر ہنسا۔۔ اسکا قہقہ گاڑی میں گونج گیا علینہ نے جب کہ اسکا شانہ بری طرح اپنے کمزور مکوں سے پیٹ ڈالا

"بہت بڑے پاگل ہو تم

وہ غصے میں بولی گھبراہٹ سے پیشانی پر پسینے کی بوندیں تھی سہراب نے گویا یہ ٹائیٹل قبول کیا تھا

صرف پاگل ہی نہیں ہوں

"تنہا ہوں آزاد ہوں۔اور شاید قابل نفرت بھی

ہلکے پھلکے انداز میں وہ ایک آنکھ دباتا بولا علینہ کا بس نہیں چلا اسکی ساری تھکاوٹ۔ خود میں سمیٹ لے

" اوور یار تمھیں ایک بات تو بتانا بھول ہی گیا

۔ وہ ماتھے پر ہاتھ مارتا ڈرائیو کرتا بولا

علینہ نے اسکی طرف دیکھا

یار آنا نام کی لڑکی دنیا میں اگیزیکٹ کرتی ہے آئی کانٹ بلیو یہ نام تو مجھے لگتا تھا میں نے تمھارے لیے چنا ہے بٹ اس نام کی ایک لڑکی دنیا میں موجود ہے دنیا کیا

" میرے گھر میں ہے۔نوشین انٹی کی بیٹی ہے۔سچ آ بیٹیفل گرل

وہ اسکی جانب دیکھتا بول رہا تھا کچھ دیر پہلے والے جذبے اسکا ساتھ پاتے ہی ختم ہو گئے تھے مگر اسکا لاپرواہی انداز علینہ کا دم خشک کر چکا تھا وہ حیران نظروں سے سہراب کو دیکھنے لگی ۔

مگر اس سے سوال کیا کرتی اسے کہتی کیا

"تمھیں اچھی لگی

وہ ہلکا سا مسکرائی

"نہ

وہ نفی میں سر ہلانے لگا ۔

بس متوجہ ہوا تھا اسکا نام یونیک ہے سچ کہو تو یہ نام مجھے لگتا تھا میں نے تمھیں دیا ہے

" مگر یقین نہیں ہوتا کوئ مجھے اسی نام کا ٹکرائے گا

وہ شانے اچکاتے موڑ کاٹتا بولا ۔

علینہ سے کچھ کہا نہیں گیا وہ سمجھا ہی نہیں تھا کہ وہ اسکے سامنے کسی لڑکی کا ذکر کر رہا تھا کتنی آوارگی سے ۔

مگر اسے پہلے کب پرواہ تھی اسکی ۔

۔ اسنے سر ہلایا

"تو کیا کرتی ہے وہ

۔ علینہ نے ہمت کر کے اسکے بارے میں جاننا چاہا

"۔ کام کرتی ہے گھر کے

وہ بولا

"اور تمھارے بھی

علینہ کا لہجہ بے چینی لیے ہوئے تھا چہرہ اتر گیا تھا مگر ڈرائیو کرتے لاپرواہ لڑکے کو
۔ ہوش بھی نہیں تھا

" ام م ہاں

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا

علینہ نے سر ہلایا اور ۔سیدھی ہو کر بیٹھ گئ

تقریبا پانچ منٹ کی خاموشی دونوں کے مابین اگئ سہراب کو برداشت نہیں ہو
رہا تھا

"مجھے ڈنر آفر نہیں کرو گی

۔ وہ ماتھے پر تیوری ڈالے بولا

" اپنی نئ آنا کے ہاتھ کا ڈنر کرنا

۔ وہ زرا خفگی سے بولی اور سہراب اب سمجھ گیا تھا وہ قہقہ لگا اٹھا

یار یو آر سچ کا جیلس کیٹن " وہ اسکے گال پر چٹکی کاٹتا بولا۔ جبکہ گاڑی مزید تیز کر دی

۔ علینہ نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔ سہراب اسکے بار بار گال کو چھوتے تنگ کرتا

علینہ ہنس پڑی اسکے ساتھ وہ یوں ہی خوش رہتی تھی اگر وہ انسانوں والا رویہ رکھتا

۔ اچانک اسکی مسکراہٹ رضا کی کال سے سمٹ گئ

اسنے کال صرف سہراب کے لیے۔ نہیں اٹھائ تھی اور دونوں وہاں سے ڈنر کے

لیے نکل گئے علینہ چوری کر رہی تھی اپنے رشتے کے ساتھ بے ایمانی کر رہی تھی

یہ احساس اسے تھا مگر نہ جانے کیوں اسکا اختیار اپنے دل پر نہیں تھا اور وہ یہ سوچ

اب روز سوچنے لگی تھی کہ رضا سے شادی کر کے اسنے رضا کے ساتھ زیادتی کی

تھی ۔

۔ شاید وہ ساری دنیا کے ساتھ بے ایمانی کر سکتی تھی سوائے سہراب کے

وہ اسے جیسا بھی سمجھتا لالچی یہ اپنی غرض والا۔ وہ ایک دن بھی اس سے محبت کرنا ترک نہیں کر سکتی تھی۔

وہ صبح کے قریب گھر واپس لوٹا تھا اس وقت گھر میں کوئی نہیں تھا اور۔ سہراب وہ گاڑی وہیں چھوڑ کر خود اپنے کمرے میں چلا گیا مرتضی کے ری ایکشن کا شدت سے منتظر تھا۔

ہاں اسکا دماغ پھر گیا تھا مزید وہ کچھ اپنے بارے میں کہنا نہیں چاہتا تھا وہ اس گھر کے ایک ایک شخص کی ناک میں دم دے دینا چاہتا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ جبکہ علینہ اپنے گھر آئی تو آج بہت بوجھ تھا۔

بہت بوجھ تھا اسکے دل پر رضا کی کال اٹینڈ نہ کرکے وہ۔

رضا کو کال کرنے لگی مگر رضا نے کال پک نہیں کی۔

اسنے گھیرے گھیرے سانس بھرے۔

ابھی تھوڑی بہت نیند لینے کے بعد اسے نکلنا تھا کام پر۔

۔ وہ فریش ہونے چلی گئ

۔ جب وہ نائیٹ ڈریس میں باہر نکلی تو

رضا کا میسیج تھا

اسنے لکھا تھا کہ وہ کل رات واپس لوٹ رہا ہے

۔ علینہ حیران ہوئ

۔ اسنے تو شاید پندرہ بیس دن وہاں گزارنے تھے پھر تین دن میں واپسی کیوں

وہ پریشانی سے لیٹ گئ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی آج اسے سہراب سے

۔ شکواہ ہو رہا تھا

کاش وہ انکار نہ کرتا تو وہ رضا سے کبھی غصے میں اکر شادی نہ کرتی وہ۔ اسکے پیچھے

سب ہار چکی تھی اور کیا کرتی وہ اسکے لیے اور اب بھی وہ اسے صرف اچھی دوست

۔ سمجھتا تھا

مرتضی کی طبعیت بہتر ہوئ تو آفس جانے کے لیے وہ تیار ہو گیا مگر آفس سجانے سے پہلے اسکے پاس ایک اور اہم کام تھا وہ باہر نکل کر انیکسی کی جانب بڑھتا کہ

۔ پورچ میں اپنی گاڑی کی ابتر حالت دیکھ کر

۔ اسکی آنکھیں حیران رہ گئ

۔ حیرانگی کے ساتھ ساتھ اسے لگا اسکا دل ڈوب ہی گیا ہو

اسکی اتنی مہنگی اور قیمتی گاڑی کے بونٹ پر بے شمار نشان تھے اور شیشے ٹوٹے ہوئے

۔۔ تھے

لائٹس ٹوٹیں ہوئیں تھیں گاڑی کا دروازہ بھی ایک گیرا ہوا تھا پیچھے سے گاڑی کا

سارا حصہ کھلا ہوا تھا

مرتضی سے اگلی سانس نکالنا محال تھا وہ جانتا تھا سہراب کے علاوہ یہ کوئ نہیں کر

۔ سکتا

اسنے مٹھیاں بھینچ لیں تھیں سہراب پر چلانے کا ارادہ بعد میں ڈال کر وہ۔ نوشین آنٹی کے گھر کی جانب چل دیا

مرتضی انیکسی میں داخل ہوا تو نوشین آنٹی چارپائی پر لیٹی تھی جبکہ انکی بیٹی کام کر رہی تھی وہ کچھ دیر میں انکے گھر کے کاموں کے لیے آنے والی ہی تھی

۔ نوشین مرتضی کو اپنے گھر پر دیکھ کر حیران ہوتی اٹھی

مرتضی کبھی انکے گھر نہیں آیا تھا اور نہ ہی اسنے کبھی ڈھنگ سے ان سے بات کی تھی

۔

وہ ہمیشہ ان سے بدتمیزی ہی کرتا رہا تھا

مرتضی کا اس گھر میں داخل ہوتے ہی دم گھٹنے لگا حالانکہ یہ انکے گھر کی انیکسی تھی

۔

وہ پھر بھی مطلب کی وجہ سے گھر میں آیا نوشین اٹھ بیٹھی

" ۔ مجھے آپ سے کام نہیں

مرتضی نے سپاٹ تیوروں میں کہا تو نوشین نے اسکی جانب ایسے دیکھا گویا پوچھ رہی ہو پھر کس سے کام ہے

" آپکی بیٹی کہاں ہے

۔ وہ پوچھنے لگا تبھی آنا بھی اگئ

وہ اس وقت قدرت مختلف لگ رہی تھی دوپٹہ اسپر بلکل نہیں تھا اور بالوں کا جوڑا بنائے وہ سرخ چہرہ لیے مرتضی کو دیکھ رہی تھی مرتضی اسکی خوبصورتی سے

۔ کھڑے کھڑے متاثر نظر ارہا تھا

" مجھے تم سے کام ہے باہر آؤ

وہ اسکے ملازم تھے انکی خوشامدی کرنا یہ انکے ساتھ نرم رویہ رکھنے کا وہ محتمل نہیں تھا اور نہ ہی اسنے ایسی کوشش کی

۔ مرتضی کی تیز نظروں سے سٹپٹا کر جلدی سے آنا نے خود کو ڈھانپ لیا

۔ وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا تھا اور پھر باہر نکل گیا

۔ نوشین اور آنا ایک دوسرے کیطرف دیکھنے لگا

۔ جاؤ پہلے پتہ کرو کام کیا ہے" نوشین نے کہا

"مگر امی

" آنا تم مرتضی صاحب کو جانتی تو ہو کتنے سخت مزاج کے ہیں

"امی اس گھر میں سب ہی کڑوے مزاج کے ہیں

۔ وہ خفگی سے کہتی باہر نکل آئ

اسنے مرتضی کو سامنے درخت کے پاس پیٹھ موڑے دیکھا وہ اسکے پیچھے جا کھڑی ہوئی مرتضی فون پر کسی سے بات کر رہا تھا مڑ کر اسکی جانب دیکھنے لگا تھا جو زرا

۔ کنفیوز سی ہو رہی تھی

مرتضی نے جب تک کال پر بات کی اسکی جانب یوں ہی دیکھتا رہا اور اسکے بعد فون

۔ بند کر کے اسنے گھیرہ سانس بھرا

یہ جگہ بات کرنے کے لیے مناسب نہیں تمھیں میرے ساتھ باہر چلنا ہو گا"

۔ مرتضی گھڑی میں وقت دیکھتا بولا

۔ مگر صاحب کام کرنا ہے مجھے تو" آنا نے بچنے کے لیے بھانا لگایا

کوئ فرق نہیں پڑتا تمھاری ماں کر لے گی چلو" وہ لاپرواہی سے بولتا آگے بڑھا اور

۔ آنا کو چار نچار اسکے ساتھ چلنا پڑا تھا

مرتضی اپنی گاڑی سے نظر چرا کر ڈیڈ کی گاڑی میں بیٹھ گیا جبکہ آنا سمجھ نہیں پا رہی

۔ تھی وہ کرے تو کیا کرے

وہ باہر کھڑی رہی

بیٹھو" مرتضی نے گاگلز لگائے اور حکم دیا وہ اندر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئ پہلی بار ہی بیٹھی تھی اسطرح گاڑی میں۔

وہ ڈر بھی رہی تھی نہ جانے کیا ہونے والا ہے

مرتضی البتہ خاموشی سے ڈرائیو کرتا ایک کیفے کے آگے گاڑی روک گیا وہ باہر نکلا اور پیچھے آنا بھی نکل ائ۔

دونوں چلتے ہوئے اندر آئے اور مرتضی نے اپنے شیان شان ایک سیٹ ریزرو کرائ یہ سب آنا کو بہت اچھا لگ رہا تھا نہ جانے وہ کسی سوچ رہی تھی کہ مرتضی کیا کہنے والا ہے مرتضی نے اسکے فیس ایکسپریشن دیکھے جو پہلے تو گھبراہٹ زدہ تھے مگر اب کافی مختلف تھا ایک طنزیہ ہنسی منہ پر اگئ

"کیا لوگی

اسنے پوچھا لیا وہ کسی سے اتنا پولائیٹ نہیں تھا وہ صرف اپنا مطلب نکلوانے کے لیے یہاں موجود تھا۔

آنا نے اسکی جانب دیکھا وہ سمجھ نہیں پائ کیا کہے کچھ کہتی کہ مرتضی نے روک دیا

افکورس میں سمجھ گیا ہوں تمھارا تو پہلی بار یہاں آنے کا اتفاق ہوا ہے مجھے یقین ہے

" تمھیں کہاں کسی بھی چیز کی تمیز ہو گی

۔ اسنے اسکی انسلٹ کرتے ویٹر کو پکارہ جبکہ آنا چپ ہو گئ

۔ اور اسکے لیے آئسکریم آرڈر کر کے اپنے لیے جوس منگا لیا

دوسری طرف آنا اسکے مدعے کی منتظر تھی جیسے ہی ویٹر انکا آرڈر رکھ کر گیا ویسے

۔ ہی مرتضی نے گھیرہ سانس بھر کر اسکیطرف دیکھا

دیکھو آنا ہمارا اور تمھارا تعلق کافی پرانا ہے اہے تمھاری ماں ہمارے ہاں کافی وقت

"سے ملازمت کر رہی ہے اور تمھارے باپ دادا بھی ہمارے ملازم رہے ہیں

۔ وہ اپنی برتری شاید ثابت کر رہا تھا

۔ آنا چپ ہی رہی

اب سوال یہ ہے کہ کیا ساری زندگی تم بھی ہماری ملازمت ہی کرتی رہو گی کیا

تمھیں آگے نہیں بڑھانا کیا تمھیں وہ سب کچھ نہیں چاہیے جو ہم لوگوں کے پاس

" ہے یہ جو ماہین کے پاس ہے

وہ اسکا دماغ ٹریپ کر رہا تھا

آنا نے اسکی جانب دیکھا اگر یہ سچ تھا کہ ہاں اسے وہ سب چاہیے تھا جو ان لوگوں کے پاس تھا تو اس میں اسے شرمندگی نہیں تھی کیونکہ ہر انسان کی خواہش میں سے ہی تو ہے یہ خواہش۔

آنا اسکی جانب دیکھ رہی تھی لیکن آنکھوں کی چمک نے مرتضی جیسے تیز آدمی کو یہ ثابت کر دیا تھا وہ خواہش مند ہے ان سب چیزوں کی ۔

تمھاری خاموشی مجھے اطلاع دیتی ہے کہ تم چاہتی ہو یہ سب اور بلکل جائز ہے تمھارا حق ہے۔ہر اس چیز کو پالینے کا جس کی تم خواہش کرو مگر۔آنا۔ہر چیز دنیا میں یوں ہی منہ اٹھا کر نہیں مل جاتی "

وہ اب اسکے چہرے پر نا سمجھی دیکھ رہا تھا ۔

جو چاہا وہ پانے کے لیے۔بہت کچھ کرنا پڑتا ہے بہت محنت لگتی ہے ایک مقام پر آنے کے لیے"

وہ بولا۔آنا اب بھی نہیں سمجھی ۔

میرا مطلب صاف ہے۔شاید میں اپنے اصولوں پر جیتا ہوں۔جو آپکے راستے میں آئے اسے مسل دو۔اور کامیابی یوں ہی نہیں ملتی چھیننی پڑتی ہے۔دوسرے کو

ختم کر دینا چاہیے اگر خود ابھرنا ہے تو۔ کسی کا خیال کسی کا احساس نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ دنیا ہے یہاں ہزاروں لوگ بھیک مانگتے ہیں کس لیے کیونکہ وہ کسی کا خیال یہ احساس دل میں رکھتے ہیں تبھی ہاتھ پھیلاتے ہیں یہ ہی لوگ چھیننے کا

" تصور رکھیں تو ہاتھ نہ پھیلانے پڑیں

وہ بولا اور کچھ سیکنڈز کے لیے خاموش ہو گیا

۔ مگر یہ غلط ہے کسی سے کچھ چھین کر اپنا کر لینا

"کیسے غلط ہے

۔ وہ بھڑ کا آنا ایکدم رک کر اسے دیکھنے لگی جبکہ مرتضی نے گہرہ سانس بھرا

آنا یہ غلط نہیں ہوتا ہم جن چیزوں پر اپنا حق سمجھتے ہیں وہ ہمارے پاس ہی ہونی چاہیے" وہ بولا تو آنا۔ نے اسکی جانب دیکھا

"صاحب آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں

وہ خود ہی اسکا اصل مدعا پوچھ بیٹھی

۔ ہمم ٹھیک سوال کیا ہے

میں نے سنا ہے نوشین آنٹی کو گردوں کا مسلہ ہے۔اور انکا اوپریشن ہونا ہے اور تم لوگوں کو پیسوں کی ضرورت ہے شاید اتنے کہ تم دن رات بھی محنت کرتی رہو گی "میرے گھر میں تب بھی اتنے کما نہیں سکتی

۔ وہ ہلکی سی طنز بھری مسکان سے بولا

آنا کے لیے یہ حیران کن نہیں تھا وہ گھر کے مالک تھے اور آنا بس ملازم شاید انکے گھر کی خبریں ان سے زیادہ سامنے بیٹھے شخص کو پتہ ہوں گی جنھیں سن کر بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہو گا

آنا نے بس سر ہلا دیا

توتم اپنی بوڑھی ماں کے لیے کچھ نہیں کرنا چاہتی" وہ پوچھنے لگا

" میں کیا کر سکتی ہوں

انا کا لہجہ نم ہو۔ گیا

"بہت کچھ کر سکتی ہو ماں باپ کے لیے تو اپنا آپ بھی بیچ دینا چاہیے

۔ اسنے ایسے کہا جیسے خود بھی ایسا وقت آنے پر کر گزرے گا

آنا نے سر جھکا لیا

دیکھو آنا سر جھکانے سے اور گھبرانے سے کچھ نہیں ہوتا تم اپنا حق دنیا سے چھین لو

"۔

وہ بولا۔ آنا کے لیے یہ ساری باتیں نا سمجھی کی تھی۔

" آپ

وہ ہنس پڑا میں کہنا کیا چاہتا ہوں۔

۔ ٹھیک ہے میں مدعے پر آتا ہوں

در حقیقت میں تمھیں تمھاری ماں کے علاج کے پیسے دے سکتا ہوں بلکہ یوں

" سمجھو اس سے بھی زیادہ کے تم۔ خوش ہو جاؤ گی

آنا نے اسکی طرف حیرانگی سے دیکھا ایکدم جسم و جاں میں امید کی روشنی سی اٹھی

اسکی ماں راتوں کو تڑپتی تھی کیسے وہ اسکی تڑپ بھری آواز پر خاموش رہتی تھی

کیونکہ انکے پاس اتنے پیسے نہیں تھے باپ تو بچپن میں ہی مر گیا تھا ایک ماں ہی

۔ تھی۔ جو بس یہاں ملازمت کر کے اسکا اور اپنا پیٹ پال رہی تھی

" بہت شکریہ صاحب بہت شکریہ میں اپکا یہ احسان شاید کبھی نہ اتار پاؤں

۔ اسکی آنکھیں اب باقائدہ بھیگ گئیں مرتضی مسکرا دیا

" کیوں نہیں اتار سکتی اتار سکتی ہو تم ابھی ابھی بیٹھے بیٹھے ہی

۔ وہ مسکرایا انا نے چونک کر اسکی طرف دیکھا

دیکھو آنا میں کسی پر نہ بھیک خرچ کرتا اور نہ ہمدردی رکھتا کسی سے تو کچھ لو اور کچھ

" دو کا سلسلہ ہے میں تمھیں یہ پیسے دوں گا تمھیں میرا ایک اہم کام کرنا ہو گا

وہ سکون سے اب ٹیک لگا کر پیچھے بیٹھ گیا

" ۔ جی بتائیں کیا کام کرنے ہیں

وہ سمجھ گھر کے کاموں کی بات کر رہا ہے اسے پیسے مل رہے تھے اس سے بڑھ کر

۔ کیا بات تھی اسکی ماں کا علاج ہو جائے گا

۔ اور انکے حالات بہتر ہو جائیں۔گے

" گڈ۔تو کام کچھ یوں ہے کہ۔میر سہراب کو تو جانتی ہو

آنا نے گردن اثبات میں ہلا دی

ہمم تو یہ جو تمھاری مٹھی ہے نہ " اسنے آنا کا ہاتھ بند کیا۔مٹھی کی صورت میں

مجھے میر سہراب اس مٹھی میں چاہیے۔" وہ بولا آنا ششدر سی اسے دیکھنے لگی

زیادہ حیرانگی والی بات نہیں ہے تم خوبصورت ہو بس اپنی خوبصورتی کو کیش کرنا ہے تم نے۔ تم نے اسکے قریب جانا ہے اور ان دو فائلوں پر اسکے سائین لینے ہیں۔

۔ " اسنے وہ فائلیں اسکے آگے پھینکی

آنا ان فائلوں کو تو کبھی مرتضی کو دیکھتی

۔ مگر یہ دھوکا

میں نے کہا نہ اپنا حق چھین لینا چاہیے " وہ اب آنکھیں نکال کر بولا آنا۔ چپ ہو گئ

۔

دیکھو تمھارے پاس زیادہ وقت نہیں تمھارے پاس ایک ہی اوپشن ہے وہ یہ کہ تم میرا کام کرواور پیسے لو۔ اگر تم اس کام سے انکار کرتی ہو تو۔ میں تمھیں اور تمھاری " ماں کو گھر سے باہر نکال دوں گا

۔ وہ شانے آچکا کر لاپرواہی سے بولا

۔ آنا پریشان ہو گئ

توجواب اثبات میں چاہیے مجھے۔سب کچھ تمھیں میں بتاؤ گا تم نے کیا کیا کرنا ہے۔
تمھیں پیسہ مل رہے ہیں یار اور کیا چاہیے اور ہو سکتا ہے اس لوزر کو تم سے محبت ہو
" جائے ساری زندگی اسکے ساتھ رہنا

۔ وہ یوں کہہ رہا تھا جیسے یہ سب کھیل تماشہ ہو

آنا۔ کی پیشانی بھیگ گئ تھی

"میں نے کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا

۔ وہ گردن جھکا گئ

ہاہاہا تم لوگ کسی کو دھوکا تو کیا اپنا بخار بھی نہیں دے سکتے بھلا پوچھو دھوکا کیسے دو گے دینے کے لئے بھی سٹینڈرڈ ہوتا ہے آنا۔اور تم نسلی ملازم ہو۔ خیر میں تمھیں
" یہ چانس دے رہا ہوں کے ساری زندگی کی ملازمت سے نکل آؤ

وہ بولا تو آنا۔ کے دل پر اسکی باتیں لگی تھیں یہ تو سچ تھا وہ ساری زندگی تو یہ کرنے سے رہی تھی بیٹھے بیٹھے ہی مرتضی نے اسکے دماغ کو کافی کنڑول کر لیا تھا چھوٹی عمر کا دماغ تھا۔ خواہشوں سے دور تھا سسک سسک کر ایک خواہش پوری ہوتی تھی تبھی وہ اسکی باتوں میں جلدی آ گئ

" مگر سہراب بابا سے ڈر لگتا ہے

۔ اسنے اپنا مسلہ رکھا

"خالی سہراب

۔ مرتضی کو سہراب کے نام پر اتنی عزت پسند نہیں آئ انگلی اٹھا کر بولا

آنا چپ ہو گئ۔

ڈرنے کی ضرورت نہیں وہ ایک نمبر کا گدھا ہے میں جانتا ہوں وہ کتنا ہی خول چڑھا

"لے اسکا دل نرم ہی رہے گا

۔ وہ شیطانی ہنسی ہنسا

جبکہ آنا۔ سمجھی نہیں

" ایک بات

" ہاں پوچھو

۔ مرتضی نے اسے مہلت دی

"آپ خود کرالیں ان پر سائین ان سے

وہ جھجھکتے ہوئے بولی

" توتمھیں یہاں لا کر بات کرنے کا مجھے بہت شوق تھا

وہ بولا تو آنا شرمندہ ہو گئ

تم جانتی ہو مجھے سہراب سے کتنی سخت نفرت ہے۔شاید دنیا کی کوئ طاقت میری

" نفرت سے اس کو بچا نہیں سکتی

وہ کھلے عام بولا تھا

۔ آنا اسے غصے سے کھولتا ہوا دیکھ رہی تھی

۔ جبکہ مرتضی نے گھیرہ سانس بھرا

" اب میری بات کان کھول کر سنو

وہ بولا تو آنا جو اسکی خوبصورتی اسکے پیسے سے متاثر ہو چکی تھی اسکی جانب متوجہ ہو

۔ گئ

رضا واپس لوٹ آیا تھا اور سیدھا گھر آیا تھا

۔ وہ تھکا ہوا تھا

۔ علینہ فریش ہو کر ابھی نکلنے ہی لگی تھی

آج اسنے جینز شرٹ کے علاوہ ڈریسنگ کی تھی یہ بلیک ڈریس تھا۔جو اسکی چمکتی

۔ رنگت گرے بلو آنکھوں اور۔ سنہری بالوں پر آفت کیطرح لگ رہا تھا

۔ اسپر اسکا رضا کو دیکھ کر پریشان چہرہ

وہ گھبرائ گھبرائ سی لگ رہی تھی

رضا نے اچانک ہی اسے پیچھے سے پکڑ لیا

۔ علینہ نے ٹیبل تھام لی

۔ جب دل ودماغ میں کوئ اور تھا تو وہ کیسے اسے اپنا آپ دے سکتی تھی

"میرے پاس تمھارے لیے ایک شاندار سرپرائز ہے علینہ

رضا اسکے کان میں بولا۔

۔ علینہ نے بمشکل سانس حلق میں اتارا

۔ ک۔۔کیا" وہ مسکرانے کی کوشش کر رہی تھی مگر مسکرا نہیں پائ تھی

" وہ ابھی کیسے بتا دوں رات تک پتہ چل جائے گا آج تم کہیں نہیں جاؤ

رضا نے اسکے شولڈر سے بیگ اتارا اور۔اسکا ہاتھ تھام لیا ٹھنڈی اکتوبر کی ہوا نے

۔ علینہ کے چہرے کو بڑے پیار سے چھوا تھا کہ اسکے بال لہرا گئے

"ویسے تم نے یہ چھٹیاں کہاں گزاری

۔ رضا پوچھنے لگا

"وہ میں

علینہ سے کوئی بات نہیں بن سکی۔

"سہراب کے ساتھ نہ

۔ رضا ہنسا

۔ علینہ پریشان ہو رہی تھی رضا کی وجہ سے۔ شرمندگی الگ تھی سر جھکا گئی

میری تمھاری شادی آج سے چھ ماہ پہلے ہوئی تھی علینہ اور ان چھ ماہ میں ایک بار

" بھی میرے حقوق کو پورا کرنے کا نہیں سوچا تم نے

وہ ہلکا سا مسکرایا جبکہ علینہ شدید شرمندگی سے۔ سر جھکائے کھڑی تھی

میں جانتا ہوں تم نے پہلی رات ہی مجھے کہہ دیا تھا کہ تم مجھے شاید محبت کبھی نہ

" دے سکو۔ کیونکہ تمھیں اپنے عاشق کو پالنا تھا

وہ کھل کر ہنسا

علینہ اب بھی چپ رہی

ہاں یہ بھی سچ ہے ہماری شادی میں زیادہ فورس میرا تھا مگر رضامندی تو تمھاری بھی تھی اب وہ سہراب علی خان پر غصہ لے لو یہ کچھ اور مگر تم نے مجھ سے شادی ۔ کرلی۔اور شادی کے بعد بس سہراب سہراب سہراب

" میں نے اسکے علاوہ سنا ہی کیا ہے

۔ وہ اسکے گال پر ہاتھ پھیرتا بولا

" رضا

علینہ نے کچھ کہنا چاہا۔

۔ ششششش" رضا نے روک دیا

"تم آج رات تک کچھ نہیں بولو گی

۔ وہ مسکرایا

۔ سہراب علی خان" اسنے یہ لفظ دانتوں میں جیسے چبا لیا تھا

" اگر میرے بس اور اختیار میں ہو میں اسکے کئی ٹکڑے کر دوں

وہ بولا

رضا" علینہ بے ساختہ حیرانگی سے بولی تھی

" میرے لیے تو کبھی یہ کنسرن نہیں دیکھائی

۔ وہ شانے آچکا گیا

میں میں چاہ کر بھی

۔ نونو سوئیٹ ہارٹ میں تمھیں بلیم نہیں کر رہا

"خیر چھوڑو ان تلخ باتوں کو آؤ ناشتہ کرتے ہیں

۔ اسنے کہا اور علینہ کا سیل فون اٹھا کر آف کر دیا

علینہ ایک لفظ نہیں بولی تھی جیسا وہ کہہ رہا تھا ویسا کرنے لگی تھی مگر کسی انہونی کی

۔ دل ع دماغ میں گھنٹیاں بجتی محسوس ہو رہیں تھیں جیسے کچھ ٹھیک نہ ہو

سہراب سویا ہی کب تھا جو اٹھنے کی ضرور پڑتی مگر تیار ہو کر نیچے ضرور اگیا تھا

ڈائیریکٹر نے اسکے اکاؤنٹ میں پیسے ڈلوا دیے تھے جس کی وجہ سے اسنے اپنے لئے

گاڑی کا انتظام کرنے کا سوچا تھا فلحال تو علینہ کی گاڑی میں ہی وہ وہاں سے نکلا مگر
۔ مرتضی کی گاڑی دیکھ کر ضرور مسکرایا تھا
۔ وہ وہاں سے نکلا راستے میں علینہ کو کال کی جس نے کال پیک نہیں کی تھی
۔ ایسا ناممکن تھا وہ اسکی کال نہ اٹھاتی
تبھی وہ بار بار کرتا رہا۔
اور آخر کار غصے سے سیل فون پھینک دیا پہلے سوچا اسکے گھر چلا جائے مگر نہیں اسکے
۔ بعد سب ارادے ترک کر کے۔ وہ وہاں خود ہی شوٹ پر چلا گیا
عجیب خالی پن تھا یہاں اسکے بنا۔ وہ آگے پیچھے ہوتی تھی ہر ایک منٹ بعد۔ اسے
۔ ایسے دیکھتی تھی جیسے وہ کوئی معجزہ ہو۔ جیسے وہ آخری بار اسے دیکھ رہی ہو
مگر سہر اب وہ شخص تھا جو کسی کو محبت نہیں دے سکتا تھا۔ تبھی ہمیشہ اسے اگنور ہی
کیا تھا۔
مگر عادت تھی سات سالوں کی۔ عادت تھی روز کی جو کہ فلحال برداشت نہیں ہو
۔ رہی تھی

اسنے خاموشی سے جیسے تیسے کر کے یہ دن اسکے بنا گزارا تھا دماغ خراب ہو رہا تھا

۔ بھوک لگ رہی تھی پارہ ہائی تھا

اور کچھ سوچ نہیں رہا تھا کالز پر کالز کیے جا رہا تھا مگر کوئی ریسپونس نہیں تھا

۔۔۔۔۔

۔ اسنے بھڑک کر کافی دنوں بعد آج بار کی راہ لے لی

۔ اور جتنا دل کیا جب تک دل کیا اسنے ڈرنک کی

نشہ چڑھ گیا تھا مگر ڈرائیو کر کے وہ تقریبا تین بجے کے قریب گھر لوٹا تھا

گھر میں آتے ہی سب سے پہلے اسنے دروازے کے پاس پڑا واس ہی زیادہ برا لگا تھا

اسنے لات مار کر گیرہ دیا

مراد خان جو اسی کے لیے جاگ رہے تھے باہر نکل آئے

" کہاں تھے تم ساری رات سے

۔ وہ غصے سے پوچھنے لگے نوشین کے سامنے اپنی بے عزتی بھولے نہیں تھے

۔ اسنے سرخ نظروں سے باپ کو دیکھا اور صوفے پر بیٹھ گیا

۔ " ہو گا کسی کوٹھے پر۔ یہ وہ معشوقہ اسکی۔ اسکے ساتھ رات رنگین

" تم

مرتضی کو دیکھتے ہوئے سخت تیوروں میں بس اتنا ہی بولا

ناک پھٹ گئی ہونٹ پھٹ گیا سکون نہیں مل رہا شاید۔مزید کچھ پھٹوانا چاہتے ہو

"

۔ وہ ویسے ہی بیٹھا بول رہا تھا

۔ نشئی" مرتضی نے بھڑک کر اسکا گریبان جکڑ لیا

سہراب ہنسنے لگا شاید مرتضی سے برداشت نہیں ہوا تھا کیسے سہراب نے ایک لمحے

۔ میں اسکی بے عزتی کر دی تھی

" ہٹ جاؤ مرتضی

۔ مراد خان نے دونوں کو الگ کیا

" آج کے بعد اتنی دیر سے لوٹے تو گھر میں داخل

نہیں ہونے دیں گے۔ مراد خان مجھے اس گھر میں داخل نہیں ہونے دیں گے

۔ تو پھر" کیا ہو جائے گا۔کیا فرق پڑے گا

۔ ارے یہ آپ جیسے لوگوں کے چونچلے ہیں۔اچھا گھر مہنگی گاڑی

میں تو کہیں بھی رہ لوں گا کیوں کے اسکیطرح لڑکیوں جیسے ہاتھ تھوڑی ہیں میرے

" ۔مظبوط مرد کا ہاتھ ہے

وہ آنکھ مار کر اٹھا

" ڈیڈ میں اسکی جان لے لوں گا

مرتضی باپ سے بولا

" چوہیں پہلے باپ کی گود سے نکل پھر میری جان لینے کا سوچنا

اسے دور دھکیل کر وہ اوپر چلا گیا

مرتضی مزید تپ میں اگیا تھا

" کیوں تم بات کرتے ہو اس سے

۔ مراد خان بولے

" بس زیادہ مت بولیں اسے پیدا نہ کرتے تو آج اتنے مسائل نہ کھڑے ہوتے

۔ مرتضی انھیں بھی جھڑک کر چلا گیا

جبکہ وہ حیرانگی سے مرتضی کا انداز دیکھ رہے تھے

رضا ," اسکے لب پھڑپھڑانے جبکہ رضا نے مسکرا کر اسکی آنکھوں پر پٹی باندھ لی
کل کا سارا دن ان دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ گزارا تھا رضا اس سے کئ باتیں کرتا رہا تھا علینہ بس اسے سن رہی تھی وہ جانتی تھی پورے دن اسکو سہراب نے کالز کی ہو گی مگر رضا نے سیل اپنے پاس رکھا ہوا تھا اور وہ ایک منٹ بھی اسکے سر پر سے ہٹا نہیں تھا علینہ اگلی صبح اٹھی تو رضا پہلے سے ہی اٹھا ہوا تھا ۔

وہ فریش ہوئ دونوں نے ناشتہ کیا اکٹھے اور اسکے بعد ابھی علینہ یہ کہتی ہی کہ وہ آفس جائے گی کہ رضا نے پیچھے سے آ کر اسکی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ۔

علینہ نے گھبرا کر پٹی پر ہاتھ رکھا اور رضا کو پکارہ

" میں یہیں ہوں یار کیا ہو گیا اب تم اپنا سرپرائز نہیں دیکھنا چاہو گی

وہ بولا تو لہجہ مسکراتا ہوا تھا ۔

۔ علینہ کے دل کو دھڑکا سا لگا تھا

پتہ نہیں کیوں وہ رضا کیطرف سے آج مطمئین نہیں تھی پیچھلے چھ ماہ میں ایسا رویہ نہیں تھا جو آج تھا۔

وہ چپ ہو گئ پتہ نہیں کیوں دل ایک بار سہراب کو دیکھنے کو اکسانے لگا تھا خود بخود ۔ دل میں خواہش سی ابھر رہی تھی جیسے وہ آج کے بعد اس سے مل نہ سکے

وہ خود کے وہم جھٹکتی رضا کے بتائے گئے راستوں پر چلنے لگی رضا اسے لے کر گاڑی میں سوار ہوا اور اسے یوں ہی پٹی باندھیں فرنٹ سیٹ پر بیٹھا کر ڈرائیو کرنے لگا

۔

علینہ خاموش ہی رہی تھی

رضا نے تقریبا آدھے گھنٹے ڈرائیو کی تھی اور پھر گاڑی روک دی

علینہ کو ارد گرد سے کافی شور سنائی دے رہا تھا

اسنے رضا کو پکارہ تو رضا نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا

تھوڑی صبر کرلو تمھیں ابھی کچھ ہی دیر میں سب پتہ چل جائے گا۔" وہ مسکرایا

۔ علینہ نے اپنی آنکھوں پر سے پٹی ہٹانا چاہی مگر رضا نے ہاتھ سختی سے جکڑ لیا

۔ علینہ تھم گئ

کچھ ٹھیک نہیں تھا کہیں تو کچھ غلط تھا وہ چھ مہینوں میں ایسا رویہ نہیں رکھے ہوئے

۔ تھا جو وہ کل سے اب تک کر رہا تھا

رضا نے اسکی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور اسے باہر نکال لیا

علینہ باہر اگئ وہ اس وقت کھلے ٹروزر اور کرتے میں تھی سفید رنگ کے دور سے ہی

۔ کئ لوگوں نے اسکو دیکھا تھا

رضا نے اسکا ہاتھ تھاما

" اب جہاں میں تمھیں کہتا ہوں وہاں چلتی رہو

وہ بولا تو علینہ کچھ گھبرائ ہوئے تھی پہلے سے ہی اسکے بتائے گئے راستے پر چلنے لگی

دل میں بار بار صرف سہراب کا خیال اٹھ رہا تھا اس شخص کا نہیں جو اسکے ساتھ

چل رہا تھا اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا

وہ کچھ سٹیپس چڑھ کر اوپر آئ اسکے کانوں میں چیما گویاں سنائ دینے لگی

ارے یہ تو بہت ہی خوبصورت ہے واہ کتنی حسین لڑکی لایا ہے" ایسے کئ فقرے

" تھے جو اسکے کانوں سے ٹکرائے رضا تم مجھے کہاں لائے ہو

۔ علینہ کا دم سا نکل رہا تھا وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی وہ کہاں آئی ہے

میں تمھیں اس جگہ پر لایا ہوں جو تمھارا اصل مقام ہے علینہ یقین مانو تمھاری

" جیسی عورت کے لیے یہ جگہ بہترین ہے

کہتے ساتھ ہی اسنے علینہ کی آنکھوں پر سے پٹی کھینچ کر اتاری علینہ کو ایکدم روشنی کا

احساس ہوا تو ایک دو لمحے تو آنکھیں بند کئے وہ خود کو سنبھالتی رہی اور اسکے بعد اسنے

۔ اپنی گیرے براؤن آنکھوں سے ارد گرد دیکھا

۔ تو پہلی بار سے اپنے قدموں سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی تھی

رض۔۔۔رضا" اسنے مڑ کر رضا کو دیکھا تھا یہ جگہ اسنے اپنی زندگی میں کبھی نہیں

۔ دیکھی تھی

ہاں اسنے کئی شورٹ ڈائریکٹ کیے بہت سے لوگوں کو انٹر ڈیوز کرایا اسکا کام تھا

اسنے پڑھا ہی فیشن اور آرٹس ہی تھا تو وہ اپنا کام تبھی یہ ہی کرتی تھی اسکا بہت سے

لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا تھا اسکا ایک نام تھا مگر ان سب کے باوجود بھی وہ کبھی اس

جگہ سے آشنا نہیں تھی

۔ یہ کوٹھا تھا

اور کئی لڑکیاں کھڑی اسے ہی مسکراتی نظروں سے دیکھ رہیں تھیں جبکہ سامنے ۔ ایک عورت تخت پر بیٹھی تھی

وہ پان کھا رہی تھی اسنے ساڑھی پہنی تھی جس کا گلہ گہرہ تھا جبکہ بالوں میں گھرا لگائے تیز لپ سٹک وہ پہچان گئی تھی وہ اس جگہ کو پہچان گئی تھی وہ مڑی اور رضا کے بازوں تھام لیے

" یہاں کیوں آئے ہیں ہم

کیونکہ اب بس وہ ہی تو تھا جو اس وقت اسکا آسرا تھا وہ گھبرا کر اسکیطرف لپکی کہ ۔ رضا نے اسے جھٹک کر دور پھینکا

۔ ارے ہٹو ڈرامے باز عورت " وہ پھنکارہ

کیا ہوا یہ عورتیں تمہاری جیسی ہی ہیں تمھیں کیا مسلہ ہو گیا کس بات پر ڈرامے کا کر رہی ہو۔ تم بھی تو ایسی ہی ہو علینہ ۔۔ میڈیم میں تو بس تمھیں تمھارے اصل

" مقام تک لے آیا ہوں

وہ مسکرایا

علینہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں

"۔ رضا یہ کیا کہہ رہے ہو تم

وہ کپکپاتے لبوں سے خود کو سمٹتی کھڑی ہو گئی

وہی جو تم سن رہی ہو علینہ دیکھو یہ ہی تمھاری اصل جگہ ہے میرا گھر نہیں یہاں پر ہر عورت یہ ہی کام کرتی ہے کبھی اس مرد سے اور کبھی اس مرد سے تو تمھارے میں اوران میں فرق ہی کیا ہے تم اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے کسی کی خواہشیں

" پوری کرتی ہو

رضا" وہ ایکدم سخت نظروں سے چیخی۔۔۔

جبکہ رضا نے کھینچ کر اسکے منہ پر تھپڑ مارا

بکواس بند کرواور اگر چیخنے کی کوشش بھی کی تو یہاں اتنے کتے ہیں علینہ اور تم انکے لئے وہ تازہ بھنا ہوا گوشت ہو جو کسی بھی بھوکے کتے کو ملے تو وہ ایک سانس میں کھا

"۔۔۔ جائے

وہ ہنسا جبکہ ارد گرد بھی ہنسی کی آواز ابھری علینہ خوفزدہ نظروں سے ارد گرد دیکھتی ہمت کرتی ایک بار پھر کھڑی ہوئی

ر۔۔رضام۔۔میرے ساتھ یہ مت کرو۔پلیز۔م۔۔میں ہر غلطی مان لوں گی

" اپنی

" ارے اچار ڈالوں تمھاری غلطی کا جب تمھارے دل میں وہ کمینا ہی رہے گا ہاں

۔ وہ چیخا جبکہ اچانک آواز آنے پر رک گیا

وہ عورت بولی تھی تبھی رضا خاموش ہو گیا

علینہ کو زندگی میں پہلی بار اپنے وجود میں لرزش محسوس ہوئی تھی جیسے وہ لرز رہی

۔ ہو جیسے وہ کانپ اٹھی ہو

اسکی پیشانی پر تیزی سے پسینے کی بوند جمع ہونے لگی اسکی آنکھیں سرخ ہو چکیں

۔ تھیں اسے جیسے ابھی وہ شدت سے دھاڑے مار مار کر روئے گی

کیوں چیخ کر تماشہ لگا رہا ہے رضا۔ تیرا کام ختم تو نے اسے یہاں لانا تھا بس اب تو جا

"

وہ بولی تو رضا نے سر ہلایا

"نہیں

علینہ کانپتے ہی لہجے میں سہی مگر چلائی تھی

"ت۔۔۔ تم مجھے تباہ نہیں کر سکتے تم مجھے یہاں چھوڑ کر نہیں جا سکتے

وہ رضا کا گریبان جکڑ گئ

میں یہ کر چکا ہوں اب اپنے عاشق کو یہاں بلا اور ایک طوائف بن کر اس سے

عاشقی کر ۔۔۔ "

وہ طنزیہ ہنسی ہنسا علینہ کی آنکھیں پھٹ گئیں

" ات۔۔اتنی بڑی سزا مت دو

اسکی آواز بھی نہیں نکل رہی تھی ۔۔

میں تمھیں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں۔۔۔۔

ہاں ہاں کر دیا میں نے تمھیں آزاد لیکن دیکھو تمھیں کسی کے قابل نہیں چھوڑا

جب تم میری نہیں ہو سکتی تو میں تمھیں اس سہراب کے لیے چھوڑ دیتا یہ ساری

زندگی تمھارے دل میں سہراب کی محبت کو پالتا کیوں کہ وہ تو تم سے کبھی شادی

نہیں کرے گا ہا افسوس کہ تم نہ یہاں کی رہی نہ وہاں کی "

وہ ہنسا جبکہ وہ عورت بھی ہنس پڑی تھی ۔

علینہ کا دماغ ماؤف ہو گیا تھا اگر کوئی کہتا کہ قیامت کسے کہتے ہیں اس وقت یہاں کھڑے علینہ کو قیامت کا احساس ہو رہا تھا

اسکو لگ رہا تھا کہ وہ اتنا کانپ رہی ہے کہ اسکے اپنے ہاتھ ہی اسکے کنڑول سے باہر ہیں وہ ایک عقل شعور رکھنے والی بولڈ لڑکی تھی اسنے زندگی میں ایک ہی انسان سے محبت کی تھی جس محبت کو وہ سات سالوں سے دل و دماغ میں پالتی ارہی تھی اور اس محبت کی حفاظت خود سے زیادہ کرتی آرہی تھی اسی محبت کا ہر جانہ اسے کس طرح بھرنا پڑا تھا اسکی زندگی کی غلطی رضا سے شادی تھی تو ایک وہ ناسور کی صورت اسکے سامنے اکھڑی ہوئی تھی ۔

رضا نے علینہ کے لرزتے کانپتے ہاتھ خود پر سے دور کیے

گڈ بائے علینہ پیپر اور کاغذات تمھیں یہیں بھجوادوں گی اب تم آزاد ہو جس مرد سے چاہے عاشقی لڑاؤ "

سخت سرد تیوروں میں کہہ کر وہ آخری طنزیہ مسکان اسپر اچھالتا قدم لینے لگا کہ علینہ کو کچھ سجھائی نہیں دیا تو وہ اسکے قدموں میں سر رکھ گئی یہ عمل تھا جو اس جیسی لڑکی کبھی نہ کرتی مگر اسکی حالت موت سے بھی بدتر تھی

نہیں رضا مجھے مجھے یہاں چھوڑ کر مت جاؤ خدا کے لیے رضا

۔۔۔ پلیز پلیز جو بھی ہوا ہے اتنی بڑی بڑی سزا مت دو

۔۔۔ مجھ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے رضا رضا پلیز مجھ مجھ میں ہمت نہیں

"سہراب

وہ اسکے کان کے نزدیک ایسے بولا جیسے پکار رہا ہو

سب تماشائی وہاں کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے کوئی نہیں بڑھا تھا آگے اسکو بچانے کے لیے جبکہ رضا ہنسنے لگا

سہراب سہراب کہاں ہو تم تمھاری علینہ کے ساتھ دیکھو کیا ہو رہا ہے سہراب

"سہراب

وہ چلا رہا تھا علینہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی مگر سر اپنا اسکے قدموں سے نہیں اٹھایا۔۔

ارے یہ کیا سہراب تو ایک آیا ہی نہیں

سہراب تو تمھارے پاس آیا ہی نہیں علینہ سات سات اسکی عوض کرنے کے باوجود بھی تمھیں یہ دکھ اسی کی بدولت ملا ہے اب اس کوٹھے پر مار نا پیٹو میری

۔۔۔ جان

تم میری طرف سے آزاد ہو اور میں ہر اس عورت پر جو تمھارے جیسا کردار رکھتی ہے تھوکتا ہوں اور تمہارے ساتھ یہ کرنے پر خود کو جائز سمجھتا ہوں کیونکہ " درحقیقت تم یہ ہی ہوں تو آرام سے اپنا کاروبار یہاں آباد کرو

وہ اپنے پاؤں سے ہی اسے دور جھٹک کر بولا

علینہ روتی چیخنی

نہیں نہیں۔۔۔رضا

وہ چلاتی وہی اسکے پیچھے لپکی

" رضا مت کرو میرے ساتھ ایسا۔۔۔رضا پلیز رضا

وہ چلانے لگی جبکہ اس عورت کے ایک اشارے پر تڑپتی ہوئی علینہ کو وہاں کی ملازموں نے جکڑ لیا تھا

چھوڑو مجھے وہ خود کو چھڑانے لگی رضا" وہ حلق کے بل چلائی تھی

پلیز چھوڑو مجھے پلیز میں ویسی نہیں ہوں مجھے چھوڑ دو میں یہاں نہیں رہو گی مجھے "مجھے جانے دو میں سچ میں میں ایسی نہیں ہوں مجھے۔ سہراب

۔ لب پھڑ پھڑانے تھے

یہ ہی تو وہ قیمتی نام تھا جس کی بلی وہ چڑھ چکی تھی

علینہ کو سختی سے ان لڑکیوں نے جکڑ لیا مگر وہ کسی کے قابو نہیں ارہی تھی وہ خود کو چھڑا کر بھاگ جانا چاہتی تھی

وہ بھاگ جانا چاہتی تھی علینہ کیسے کیسے ایک کوٹھے پر جہاں جہاں کیا ہوتا ہے ساری دنیا جانتی تھی وہ وہ طوائف نہیں تھی محبت کو گندہ نہیں کہا جا سکتا اسنے سچی محبت کی تھی مگر وہ مان تو رہی تھی اسکی غلطی تھی کہ اس محبت کو نبھاتے نبھاتے وہ رضا کو بھول گئ جس کے ساتھ رشتے میں تو وہ بندھی ہوئی تھی مگر اسکا مطلب یہ نہیں تھا اسے اتنی بڑی سزا دی جاتی

وہ چلا رہی تھی خود کو چھڑا رہی تھی اس عورت نے ایک انجکشن نکالا

" نہیں

علینہ کی خوف سے آنکھیں پھٹ رہیں تھیں یہاں علینہ کو دیکھ کر کتنی حوس بھری ۔ نظروں نے اسے اپنانے کی آرزو کر ڈالی تھی صرف کھڑے کھڑے ہی علینہ کی گردن میں کھینچ کر بنا کسی احساس کے اس عورت نے جانوروں کیطرح وہ ٹیکا گھسا دیا تھا علینہ تڑپ ہی اٹھی آنسو اسکے گالوں سے بہنے لگے اسکے روئ جیسے

سفید گال سرخی مائل ہو گئ اُسکی سفید گردن لال سرخ ہو گئ۔۔علینہ نے پھر بھی ۔ تگ ودو جاری رکھی مگر جیسے ہی اسپر نشہ چڑھنا شروع ہوا وہ وہیں ڈھیر ہو گئ اسکے لبوں پر آخری سانس بھرتے بھی سہراب کا نام تھا بس یہ ہی لفظ تھا جسے وہ پکار رہی تھی ۔

۔۔ وہ عورت مسکرادی تھی

" لے جاؤ

اسنے اپنے ملازموں سے اسے اٹھوایا وہ ایسے لوگ تھے اگر علینہ ہوش میں ہوتی تو شاید مر ہی جاتی کن نظروں سے وہ اسکے وجود کو دیکھ رہے تھے

وہ عورت مسکرااٹھی

" اگر تم میں سے کسی نے اسے چھوا بھی تو ہاتھ کوئلے کی بھٹی میں ڈلوادوں گی

وہ پھنکاری تو وہ آدمی سیدھا اسے کمرے میں لے گئے جو علینہ کے لیے ہی تھا اور اسے وہاں چھوڑا تو اس عورت نے وہاں پر تالا ڈال دیا

یہ چیخے چلائے دروازہ پیٹے یہ کچھ بھی کرے کسی نے اس دروازے کو نہیں کھولنا یہ

" میرا حکم ہے ورنہ تم سب جانتی ہو انجام کیا ہو گا

وہ غصے سے بولتی دھمکا گئی جبکہ وہاں سب اسکے آگے چل بھی کیسے سکتے تھے

"۔ نگو بائی کیا ریٹ لگاتی ہو اسکا

ایک امیر زادے نے آگے بڑھ کر سوال کیا تو نگو بائی طنزیہ مسکرائی ابھی اسکا کوئی ریٹ نہیں کل اسکی بولی لگے گی جسے یہ مال چاہیے وہ اجائے مگر ایک رات کا پندرہ لاکھ سے کم نہیں لے گی" نگو بائی

وہ پان کھاتے ہوئے پیک ایک طرف پھینکتی بولی اور اتارتی ہوئی چلی گئی جبکہ ۔ کمرے میں بند ایک وجود اپنے لاشعور میں بھی فقط ایک ہی شخص کو پکار رہا تھا

" کام ہو گیا

رضا ڈرائیو سٹارٹ کرنے سے پہلے ہی بتا دینا چاہتا تھا اسے جس نے اسے ہوش دلایا تھا کہ وہ آخر کس قدر کرپٹ لڑکی کے ساتھ ہے اور اسے مہلت دے کر وہ خود کے لیے کیا کر رہا ہے وہ مطمئین تھا اپنے عمل سے اور مقابل شخص کا مشکور تھا کہ اسنے اسے اس بات کا احساس دلایا تھا ورنہ علینہ کو مہلت دے کر تو وہ اپنی ۔ آستین میں سانپ پال رہا تھا

گڈ" مسکراتے لہجے میں کہا گیا جبکہ رضا نے فون بند کر دیا

اسے یہ کام بہت پہلے کر لینا چاہیے تھا مگر اسکی محبت آڑے آئی ہوئی تھی لیکن اب

۔ اسے کسی چیز کا پاس نہیں تھا نہ محبت کا اور نہ ہی علینہ کی عزت کا

جب وہ سہراب کے ساتھ یہ سب کر سکتی ہے تو کسی بھی مرد کے ساتھ کر سکتی ہے

اسے انگلینڈ سے یہ کہہ کر ہی بلایا گیا تھا کہ علینہ سہراب کے ساتھ کس حد تک انولو

ہے اور سہراب اور علینہ کو گلے لگے دیکھ اسکا پارہ ہائی ہو گیا اور اسنے اس اجنبی جو

۔ بھی تھا وہ رضا نہیں جانتا تھا اسکو ذ سکی بات ماننے کا فیصلہ کر لیا تھا

۔ اور جو بھی اسنے کیا بلکل ٹھیک کیا تھا

جس عورت کو یہ احساس نہیں کہ وہ اسکے نکاح میں ہو کر نا محرم کے گلے لگے

کھڑی ہے تو اسکی جگہ اور سزا بلکل ٹھیک بنوائی تھی اس آدمی نے رضا سے آج

۔ علینہ کا قصہ ہمیشہ کے لئے اسکی زندگی سے ختم ہو گیا تھا وہ گاڑی آگے بڑھا گیا

سہراب اس وقت شوٹ پر موجود تھا علینہ کی لاپرواہی پر وہ خون کے گھونٹ بھر رہا

تھا وہ شخص جو ایک منٹ بھی کھانے کے بنا نہیں رہ سکتا وہ صبح سے بھوکا تھا یہاں

تک کے شام ہونے کو آئ تھی اسنے سارے سیٹ پر تباہی مچائی ہوئ تھی جو چیز
۔ اسے پسند نہیں آتی وہ اٹھا کر اس چیز کو پھینک دیتا
ڈائریکٹر پر بھڑکتا تو کبھی میکپ آرٹسٹ کو سنا دیتا
یہاں تک کے ڈائریکٹر اپنی ٹیم سے کہہ چکا تھا کہ علینہ کو کانٹیکٹ کرو مگر علینہ کا نمبر بند جا رہا تھا اور یہ ہی سہراب خان کے ساتھ ہو رہا تھا کہ جب وہ اسکا نمبر ٹرائے کرتا تو لڑکی اسے پاور آف کا جواب دے دیتی
شدید غصہ تھا علینہ پر اسے وہ یوں تو اس سے لاپرواہی نہیں ہوئ تھی کہ نہ سیٹ پر آ رہی تھی نہ اس سے فون پر بات کر رہی تھی آخر مسلہ کیا تھا اسنے ارادہ کر لیا تھا وہ اسکے گھر جائے گا اور اسکے دو تھپڑ لگا دے گا۔۔۔ ٹھیک ہے کہ سہراب خان اس سے پیار نہیں کرتا مگر سہراب خان اسکے بنا بھی تو کچھ نہیں تھا تو اسے یہ بات سمجھ نہیں آتی اور وہ تو اس سے پیسے کیش کرنا چاہتی تھی تو اب کہاں گئ اُسکی پیسے بنانے کی تڑپ جتنا وہ سمجھ رہا تھا اتنا ہی سوچ رہا تھا
شوٹ انکا ختم ہوا تو اسکی پاٹنر نے اسکو کہا
" جس طرح تم نے آج میری کمر جکڑی ہوئی تھی تمھاری بیوی توبہ کرے گی

وہ فرینڈلی بولی تھی

جبکہ سہراب نے توجہ نہیں دی

کیونکہ یہ بیوی ویوی کا کوئی کیس نہیں تھا اسکی زندگی میں وہ اپنی زندگی میں کسی کو شامل نہیں کرنا چاہتا تھا مگر جو اسکا تھا وہ اسی کا رہتا نہ وہ بھی جان چھڑا رہا تھا

سہراب وہاں سے اٹھ کر سیدھا علینہ کے گھر کے راستے پر تھا اور جیسے ہی وہاں پہنچا وہاں بڑا سا را تالا اسکا منہ چڑا رہا تھا

وہ تالے کو گھورنے لگا وہاں صرف واچ مین تھا

" کہاں ہے انا

۔ شاید اسکی یاد ارہی تھی تبھی وہ اسے اس نام سے پکار گیا

میڈیم صاحب تو جی صاحب کے پاس کل ہی چلی گئیں تھیں انگلینڈ جا چکی ہیں وہ

"

واچ مین نے بتایا تو اسکا سٹیرنگ کو سختی سے جکڑے ہاتھ چھوڑ گیا

" آنا انگلینڈ چلی گئ

بے ساختہ منہ سے نکلا تھا

اسے بتائے بنا اسے کچھ کہے بنا ابھی تو تین دن پہلے وہ ملے تھے اسنے ایسا کچھ نہیں کہا تھا وہ کیسے جا سکتی ہے وہ باہر نکلا اور واچ مین کا گریبان جکڑ کر تقریبا اسے دیوار سے لگا کر زمین سے دو فٹ اوپر کر لیا بکواس بند کرو اور سچ بتاؤ

"کہاں ہے علینہ

۔ اب غصہ چڑھ چکا تھا تبھی نام بھی بدل گیا تھا

" جی میں میں تو یہ ہی جانتا ہوں انگلینڈ چلی گئی ہیں

سہراب نے واچمین کو دور جھٹک دیا

غصے سے اسکے دماغ کی رگیں پھٹنے کو تھیں وہ بے یقین تھا علینہ اسے بتائے بنا چلی گئی ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مراد تم نے کیا سوچا ہے اگے کے بارے میں" شیلہ نے مراد کو فائلوں سے سر کھپاتے ہوئے دیکھا تو سوال کیا۔ وہ ابھی باہر سے ہی آئی تھی

اور مرتضیٰ نے فاطمہ کے لیے صاف انکار کر دیا تھا وہ اس استعمال شدہ لڑکی کو کبھی بھی اپنی بیوی نہیں بنائے گا بیوی تو کیا منگیتر بھی بنانا پسند نہیں کرے گا جبکہ مرتضیٰ کی طبعیت سے بھی وہ پریشان تھیں اور سہراب کے آجانے کے بعد تو اور بھی فکر لاحق تھی۔

تبھی مراد سے ہی سوال کر لیا۔

" کس بارے میں بات کر رہی ہو

وہ ایک فائل بند کر کے دوسری کھولتے حیران ہی تھا یہ سب اسکے باپ نے کب کیا اسے کانوں کان خبر نہ ہو سکی مرتضیٰ اور مراد کے حصے میں تو صرف ایک ایک پلاٹ تھا جبکہ سہراب کے۔نام اسکا باپ اپنی تقریباً ساری جائیداد اسکے نام کر چکا تھا۔

اور یہ بات اسکے وکیل نے جب اسکے سامنے رکھی تو مراد کی پیشانی بھیگ گئی اُسکی کوشش تھی کہ کسی بھی طرح سہراب تک یہ خبر نہ پہنچے وہ فائلیں پھینک کر۔سر تھام کر بیٹھ گیا۔

مزید اسے کیا کرنا تھا۔

سو فیصدا نھیں ان فائلوں میں سہراب کے سگنیچر کی ضرورت تھی اگر یہ سگنیچر

۔ وہ نہ کرتا اور۔اسے اندازا ہو جاتا تو ضرور وہ سب اس گھر سے باہر ہوتے

۔ اسی بارے میں کہ یہ سہراب نامی کانٹا ہمارے بیچ سے کب نکلے گا

او پلیز شیلہ " وہ بھڑک اٹھے۔

یہاں میرے ہاتھوں میں کچھ نہیں رہا اور تمھیں اپنی ہی اولاد کانٹے کی طرح چبھ

رہی ہے اسکے ساتھ تعلقات استوار کر و یہ ہی ہم سب کے حق میں بہتر ہے نہ

میرے پاس کچھ بھی ہے اور نہ ہی مرتضی کے پاس ساری جائیداد کا ستر پرسنٹ بابا

سہراب کے نام کر گئے ہیں اور تیس پر سنٹ ہم دونوں کے جس میں سے پندرہ

پندرہ پرسنٹ ہم دونوں کے پاس آئے گا۔" وہ بھڑک کر بتانے لگے

۔ اسی لیے مجھے تمھارا باپ بے حد برا لگتا تھا" شیلہ تپ گئ

" چپ ہو جاو میرا دماغ پھٹ جائے گا۔۔چپ ہو جاؤ

۔ وہ غصے سے بولے تو شیلہ اپنی جگہ سے اٹھ گئ

میں کسی صورت بھی اس سے تعلقات استوار نہیں کروں گی

کیوں نہیں کرو گی کیا پرو بلم ہی کیا ہے مجھے یہ بتاؤ بیٹا ہے وہ ہمارا کون سی دقت ہے اس کے ساتھ نرمی کرنے میں" وہ شیلہ کو جھنجھوڑ کر بولے

میں نہیں جانتی میں اپنی اولاد سے ہی کیوں اتنی نفرت کرتی ہوں مجھے نہیں معلوم مجھے سمجھ نہیں اتا اس سے اتنی نفرت کیوں اور در حقیقت اس سے نفرت تم نے کروائی ہے۔ مراد تم نے تم نے ہی یہ ثابت کیا وہ زندگی میں کبھی کچھ نہیں کر سکتا ایک نمبر کا لوزر ہے اور جس طرح تم ٹریٹ کرتے تھے اسے۔۔اسی طرح ہم سب سے ٹریٹ کراتے تھے مرتضی کو اہمیت زیادہ دیتے تھے۔اپنے گریبان میں جھانکو پھر مجھے کچھ کہنا۔" وہ اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں سے ہٹا کر وہاں سے چلی گئ

جبکہ مراد نے گھیرے گھیرے سانس بھرے آج بھی بیٹے کے جزبات اور احساسات کا خیال چھو کر نہیں گزرا تھا آج بھی لالچ نے جگہ بنائ ہوئ تھی۔وہ سمجھ نہیں پارہے تھے آخر ایسا کیا کریں کے یہ سب انکے اور مرتضی کے نام ہو جائے وہ سب سہراب کو حقیقی دشمن سمجھنے لگے تھے یہ فرق ہی سمجھ بوجھ سے نکل گیا تھا کہ وہ انکا حصہ ہے

بس اکڑ نے اور پیسوں کی لالچ نے ان سب کے دل سے نرمی اور رحم اٹھالیا تھا اور کہتے ہیں زیادہ پیسہ بھی کسی عزاب سے کم نہیں تو یہاں ثابت ہو رہا تھا کہ زیادہ پیسہ کیا ویلیو رکھتا ہے۔

مراد اپنے کمرے سے نکلے اور مرتضی کے پاس۔آ گئے۔

مرتضی تیار ہو رہا تھا۔

صبح صبح اپنے باپ کو کمرے میں دیکھ کر وہ مڑا۔

یہ فائلیں دیکھیں ہیں تم نے" مراد نے وہ فائلیں بیڈ پر پھینکیں

ہاں دیکھ چکا ہوں" مرتضی تلخی سے بولا۔

اسی لیے اسکے ساتھ مٹھا پیارا ہونا پڑے گا تا کہ وہ اس جال میں پھنس کر یہ سب ہمارے نام کر دے "

میں مرتضی خان کبھی بھی اسکے ساتھ مٹھا پیارا نہیں ہو سکتا۔توڈیڈ مجھے یہ سبق نہ ہی دیں تو اچھا ہے"

وہ نفی کرتا

بولا

تو کیا کرنے والے ہو تم" وہ جانتے تھے مرتضی اتنے سکون سے تو بیٹھنے سے رہا
۔ تبھی اس سے پوچھا۔مرتضی مسکرا دیا

۔ سہراب سیدھا کچن میں آیا تھا
اسکا شوٹ تھا مگر طبعیت اچھی نہیں تھی وہ چپ تھا۔کل سے ہی دماغ میں بس
ایک سوال تھا کہ علینہ اسے بنا بتائے کیسے جا سکتی ہے۔اور اسکا جواب بھی اسکے پاس
۔ نہیں تھا
اسے فیور ہو رہا تھا مگر اس بخار کا علاج تو کبھی کسی نے نہیں کیا تھا تبھی وہ خود ہی کچن
۔ میں اگیا۔کچن میں۔نوشین آنٹی پہلے سے موجود تھیں
آنا ابھی ابھی باہر پودوں کو پانی دینے گئی تھی جو کے کچن کے بلکل ساتھ ہی قطار
۔ میں رکھے تھے

سہراب نے نوشین آنٹی سے کافی کا کہا۔ تو وہ مڑ کر اسے مسکرا کر دیکھتی کہ اسکی سرخ نظروں سے پریشان ہو گئیں اسکے نزدیک آئیں اور۔ اسکی پیشانی کو جیسے ہی چھوا تو گھبرا گئیں۔

"بابا تم کو تو بخار ہو رہا ہے

ہمم کافی دے دیں" وہ بولا۔ کل سے وہ کچھ خاص کھانے کے لیے بھی تیار نہیں تھا ۔

ارے کافی سے کب ٹھیک ہوتا ہے گلے بھی خراب ہوں گے ایک قہوا بناتی ہے آنا اس سے بنواتی ہوں ۔

"کیا آپ اپنی بیٹی کا نام کچھ اور نہیں رکھ سکتی تھیں

بار بار آنا کی پکار سے اسکے کانوں میں درد ہو رہا تھا ۔

"کیوں اپکو میرے نام سے کیا دقت ہے

وہ کچن کے دروازے میں کھڑی سوال کرنے لگی ۔

نوشین نے اور سہراب نے بیقوقت دیکھا تھا آج وہ کچھ تیار سی لگی تھی ہاں وہ بلاشبہ خوبصورت تھی مگر آج نظر کا ٹھراو چھین رہی تھی ۔

" سہراب چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ جبکہ نوشین نے بیٹی کو گھورا تمیز سے بات کرو

۔

۔ امی میں نے تو سوال کیا ہے" وہ معصومیت سے بولی

۔ سہراب نے جواب نہیں دیا

اسنے نوشین آنٹی کی جانب دیکھا

"مجھے کافی چاہیے

۔ وہ بولا

"ہٹیں۔امی میں بنا دیتی ہوں آپکی طبعیت ویسے بھی ٹھیک نہیں

۔ آنا نے ماں کو ہٹایا کل سے ہی وہ تکلیف میں تھیں

۔ نوشین سر ہلا کر ابھی ہٹتی کہ سہراب کے صاف الفاظ پر آنا کو مجبوراً پلٹنا پڑا

" مجھے آپکے ہاتھ کی پینی ہے

۔ وہ آنا کیطرف دیکھے بنا ہی بولا تھا نوشین آنٹی ایکدم اٹھ گئیں

آنا البتہ اسکو دیکھتے ہوئے ایکطرف کھڑی ہو گئ وہ وہیں بیٹھا رہا جب تک کافی نہیں بن گئ اور کافی بنی تو گرم گرم کافی کا گھونٹ پی کر اسے بلکل اچھا احساس تو نہیں ہوا تھا مگر پہلے سے کچھ بہتر تھا

۔ وہ اپنے کام میں مگن تھا آنا اسی کیطرف دیکھ رہی تھی وہ بھی مسلسل

۔ اسنے فرینک ہونے کی کوشش کی تھی مگر

۔ سہراب تو بلکل تیار نہیں تھا

اسے منہ لگانے کو

جبکہ مرتضی نے اسے بہت کچھ سیکھایا تھا اور سہراب کے بارے میں بھی بہت کچھ بتایا تھا۔ اور وہ اپنی خواہشوں اور ماں کے علاج کی خاطر تیار ہو گئ تھی۔ پھر

۔ سہراب کچھ کچھ اسے اچھا بھی لگتا تھا

۔ اسکا اسکے بہت نزدیک انا اس دن آنا کے دل میں ابھی بھی کہیں چھپا ہوا تھا

اور جب وہ سوچتی تو اسے کچھ کچھ محسوس ہوتا تھا

سہراب کافی پی کر اٹھ گیا

بیٹا دوائ لے لو" نوشین آنٹی بولی

" ہمم لے لوں گا

وہ کہہ کر وہاں سے جانے لگا۔ کہ نوشین آنٹی نے افسوس سے کہا

کتنے دکھ کی بات ہے کتنا جوان جہان خوبرو بیٹا ہے۔ مراد صاحب اور شیلہ میڈیم کا

مگر اسے ایسے نظر انداز کیا ہوا ہے جیسے وہ سوتیلی ہو بچپن سے ہی۔ بس بہت زیادتی

"کرتے ہیں۔ سہراب بابا کے ساتھ چلو جاؤ اب یہ دوائ تم دے او وہ پی لیں گے

۔ نوشین آنٹی نے اسے دوائ نکال کر دی

۔ آنا ہلکا سا مسکرائی اور۔ سر ہلا دیا

ٹھیک ہے میں دے آتی ہوں۔ ویسے امی آپکو پتہ ہے آپکے سہراب بابا کو کھانے

"میں کیا کیا پسند ہے

۔۔ وہ پوچھنے لگی

ارے" وہ ہنسی

وہ تو بچپن سے ہی کھانے کے بے حد شوقین ہیں۔ انھیں مزے دار چیزیں پاستہ تو

"بہت ہی پسند ہے ابھی فلحال یہ دے آؤ جاؤ اور جلدی آنا ابھی بہت کام پڑا ہے

نوشین نے آج کا مینیو دیکھتے کہا شیلہ رات میں ہی اگلے دن کا کھانے کا مینیو دے جاتی تھی وہ دیکھنے لگی کہ آج کتنی ڈیشیز بنیں گی۔۔۔اور ڈشیز کی تعداد دیکھ کر گھیرا سانس بھر گئ۔ کہیں بے شمار پیسے نے۔لوگوں کے دلوں سے خدا کا خوف اڑا دیا تھا ۔ ۔اور کہیں پیسے کی بے حد قلت لوگوں کو ترسا رہی تھی

وہ کام میں لگ گئیں جبکہ آنا باہر نکلی۔اور اوپر جانے لگی تبھی رضا کی آواز پر ایکدم ۔ رک گئ

وہ مڑی

"کہاں جا رہی ہو

رضا نے پوچھا اسوقت وہاں کوئ نہیں تھا کوئ نظر نہیں آرہا تھا اور اگر دیکھائی بھی دیتا تو اسے کوئ فرق نہیں پڑ رہا تھس وہ صرف ایک غریب لڑکی کو۔فقت اپنے ۔ مطلب کے لیے کیش کر رہا تھا

وہ مرتضی صاحب میں سہراب صاحب کے کمرے میں جا رہی ہوں یہ دوائ دینے

"

وہ اسے دوائ دیکھانے لگی

کس لیے دوائی دے رہی ہو" مرتضی نے آنکھیں گھما کر دیکھا

" وہ انکو بخار چڑھا ہوا ہے

۔ آنا بولی تو مرتضی نے سختی سے اسکے ہاتھ سے دوائی کھینچ لی

تمھیں میں نے اس سے ہمدردی کا نہیں کہا۔اپنے حسن کے جال میں اسے پھنساو

میرے پاس زیادہ دن نہیں ہے آنا اور تم جانتی ہو تمھیں پیسے اسی وقت ملیں گے

جب یہ دو فائلیں سائین ہو جائیں گی۔۔ جتنا لیٹ تم کرو گی وہ تمھاری بوڑھی ماں

"۔اتنی زیادہ بیمار ہوتی رہے گی

۔ وہ بولا لہجے بے حد سخت تھا

۔ آنا چپ ہو گئی تھی۔اسے پیسے تو ہر صورت چاہیے تھے اسکی ماں کا معملہ تھا

جی" اسنے بس اتنا ہی کہا

جاؤ اب اور مجھے آج کے دن کی رپورٹ ساری

" رات میں دے کر جانا

وہ بولا اور وہاں سے چلا گیا

قاسم کی کالزپر کالزا رہی تھی ایک مہینہ ختم ہونے کو تھااوراب تک وہ کرہی کیا سکا

تھاوہ بس ہتھیلی پر سرسوں جمالیناچاہتا تھا

تبھی اسنے چن کر لڑکی اٹھائ تھی کہ سہراب جیسے لڑکیوں میں انولو ہوتا ہے تو

۔ ضرور آنامیں بھی ہو گا

اورایسے مرد ایک رات میں ہی سیدھے ہو جاتے ہیں۔وہ آنا کے حسن کے آگے

۔ ایسی سوفائلیں بھی سائین۔کرا سکتا تھا

۔ تبھی مرتضی نے آنا کو چنا تھا

اوراگروہ اسکو قابو نہیں کر سکی تومرتضی کے پاس آخری ایسا حل تھا کہ آنا کے

قدموں میں سہراب کوڈھیر ہوناہی پڑتاا گر قاسم فورس نہ کرے اسے تووہ یہ

۔ سارے کھیل سکون سے کھیل سکتا تھا

۔ وہ باہر نکل گیا جبکہ دوائ کو دوراچھال دیا

۔ اچھاہے بیمار ہو کر اسے مرجاناچاہیےاسکی تمداری کا کیا حق بنتا تھا

۔ آناکادل تو کیاکہ اسکے لیے دوائ لے جائے مگرمرتضی سے خوف محسوس ہوا تھا

کہ اگراسے پتہ چل گیاتو

مگر اسے بتائے گا کون تبھی وہ دوبارہ کچن میں آئی اور۔دوسرے ڈبے میں سے دوائی نکال کر۔وہ وہاں سے نکل گئ اسکی ماں باہر تھی نہ جانے کیا کر رہی تھی وہ باہر ۔ آئی اور سڑھیاں چڑھنے لگی کچھ ڈر بھی رہی تھی

اسکے کمرے کے سامنے کھڑے ہو کر اسنے کافی بار یہ بات سوچی تھی پھر ہمت کر ۔ کے وہ نوک کرتی اندر آ گئ

۔ وہ لیٹا ہوا تھا نڈھال تھا چہرے سے ہی تھکا تھکا سا لگ رہا تھا

۔ آنکھیں بند تھیں سہراب کو اندازا ہو گیا تھا کہ کمرے میں کوئی آیا ہے

آنا کو اسکی جانب دیکھتے کچھ کچھ گھبراہٹ محسوس ہوئی تھی وہ تھا ہی ایسا۔اگر خالی ۔ کمرے میں بھی ہو تب بھی اسکا اثر چاروجانب ہوتا تھا

۔ وہ جب کچھ نہ بولی تو سہراب نے ہی سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا

اسکی آنکھیں سرخ تھیں

"وہ وہ امی نے دوائی بھیجی ہے آپ یہ لے لیں تو بہتر محسوس کریں گے

۔ آنا بولی۔سہراب اٹھ کر بیٹھ گیا اسکا ٹھیک ہونا زیادہ ضروری تھا

کیونکہ اسے کام پر جانا تھا۔وہ خود میں عجیب سی خفگی محسوس کر رہا تھا ایک سناٹا سا محسوس کر رہا تھا۔

اسنے بنا کوئی بات کیے اس سے دوائی لے لی کافی کا کپ وہ لے چکا تھا اور دوائی پینے کے بعد ۔

اسنے وقت دیکھا اور اٹھا۔آنا نے محسوس کیا وہ اسے ایسے اگنور کر رہا تھا جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔وہ کچھ جز بز کا شکار تھی ۔

ابھی مرتضی اسے کتنی باتیں سنا چکا تھا ۔

وہ شاور لینے جانا چاہتا تھا اپنی الماری کھول کر اسنے کئ کپڑے باہر پھینکے اور ایک اٹھا کر وہ آنا سے بلکل لاپرواہ واشروم میں چلا گیا

آنا نے گھیرہ سانس بھرا یہ کام اسکے لیے نہایت مشکل تھا۔اتنا مشکل کے وہ سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی اسے دیکھے یہ اس سے بات کرے ۔

وہ چلا گیا تو وہ وہیں رہی اور اسنے اسکا پھیلا یا ہوا سامان سمیٹ دیا

تقریبا پندرہ منٹ بعد وہ باہر نکلا تھا۔اس وقت وہ صرف ٹراؤزر میں تھا اسے سامنے دیکھ کر اسکے ماتھے پر کچھ بل سے پڑے

" تم اب تک یہاں ہو

وہ بولا لہجہ سپاٹ تھا

" جی وہ مجھے لگا آپکو کسی چیز کی ضرورت نہ ہو

آنا کچھ جھجھکتے ہوئے بولی

آج بڑی زبان چل رہی ہے تمھاری

اور تمھیں کس نے کہا میں اپنی ضرورتیں تمھارے جیسے لوگوں سے پوری کرتا

" ہوں

وہ ہاتھ سینے پر باندھ کر۔ اسکی صورت دیکھنے لگا جو ٹھٹکا دینے کی حد تک خوبصورت تھی اور کچھ میکپ نے بھی اسے مزید چمکا دیا تھا

آنا ایکدم اسکی بات پر

دنگ رہ گی خوف سے اسکا چہرہ پیلا پڑ گیا اسے لگا جیسے سہر اب اسکے بارے میں سب جان گیا ہو۔ جو اسنے کہا ہے کہ وہ اسکے جیسے لوگوں سے اپنی ضرورتیں پوری کرے گا ۔

" نہیں۔ وہ

۔ وہ دوبارہ سے کانپ اٹھی

" تم اپنا کام کرو جا کر مجھ پر دھیان نہ دو

وہ خفگی سے بولا۔ تھا

۔ خود سے ہی خفا ہو گیا تھا جیسے

"کیوں آپکو دھیان کی ضرورت نہیں

۔ آنا نے جواب دیا

۔ سہراب نے مڑ کر اسکی شکل دیکھی

ایک ہی تھی دھیان دینے والی وہ بھی جا چکی ہے سہراب کو اب کسی کی ضرورت نہیں" سہراب نے سر جھٹکا

" اب چلتی پھیرتی نظر آنا کبھی تمھیں اٹھا کر باہر پھینک دوں

۔ وہ کڑک لہجے میں بولا

" نہیں اسکی ضرورت نہیں پڑے گی میں چلی جاتی ہوں مگر

۔ وہ رک گئ

۔ سہراب نے مڑ کر دیکھا

۔ مگر کیا" سہراب کو اب غصہ ارہا تھا

کچھ نہیں میں چلتی ہوں" وہ جانے لگی سہراب کے لیے یہ بات سب سے زیادہ بھڑکانے والی تھی کہ بات کو ادھورا چھوڑ دیا جائے اور اسنے بھڑک کر آنا کا ہاتھ جکڑ لیا

" کیا اگر مگر لگایا ہوا ہے اور تم کیوں مجھ سے بات کر رہی ہو

۔ وہ آنکھیں نکال کر بولا

آپ کو اتنا غصہ کیوں آتا ہے۔اب کوئ غصے والی تو بات نہیں کی میں نے" وہ نرمی سے بولی

" جاؤ یہاں سے

۔ وہ گھور کر بولا۔آنا باہر نکل گئ جبکہ سہراب دروازے کو دیکھتا رہا

رہ رہ کر علینہ کا خیال دماغ کو تھام رہا تھا

ٹھیک ہے بھاڑ میں جاؤ میں کیوں سوچ رہا ہوں جب اسے ہی میرا خیال نہیں تھا

" جھنم میں جائے

۔ سر جھٹک کر اسنے سوچا اور وہ تیار ہونے لگا
مگر ماتھے پر پریشانی کی لکیریں واضح تھی

۔ وہ تیار ہو کر باہر آیا تو۔ آنا ہی لاونج میں کھڑی تھی اسکی نظر آنا پر گئ
اور۔ دونوں کی نظریں ملی۔ وہ اسکے سامنے جان بوجھ کر کھڑی تھی۔ تاکہ اسکی
۔ نظریں اسپر رہیں
۔ سہراب اسے دیکھ کر وہاں سے باہر نکل گیا
اسنے علینہ کی گاڑی استعمال نہیں کی تھی وہ گاڑی اسنے عادل کو کہہ کر علینہ کے گھر پہنچادی تھی اور اسنے اپنی گاڑی نکلوانے کے لیے بھی کہہ دیا تھا۔ عادل کو اس سے پہلے وہاں جتنی گاڑیاں کھڑی تھیں اسنے ان میں سے ایک گاڑی نکال لی تھی
۔ اور وہ سیدھا اپنے کام کو چلا گیا

۔ علینہ کو ہوش آیا تھا مگر ایک بار پھر اسے انجیکٹ کر دیا گیا تھا

اسے لگ رہا تھا اسکی سانسیں بھی بمشکل ارہیں ہیں وہ لوگ اسے ہوش میں نہیں انے دے رہے تھے مگر اس وقت یہاں کوئ نہیں تھا اور علینہ کو ہوش اگیا تھا وہ اٹھی تو سر چکرا گیا اس کمرے کو دیکھ کر عجیب متلی سی آئ تھی اسے اسنے آنکھیں بند کر لیں بس ایک دن

میں ہی اسکی آنکھوں کے گرد حلقے اگئے تھے اسکا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا وہ اٹھی اور دروازہ ابھی بجاتی کہ اسے محسوس ہوا کہ اسے دماغ سے کام لینا چاہیے۔وہ جلدی سے اس کمرے کو دیکھنے لگی کیا یہاں سے بھاگنے کا راستہ ہوگا۔واشروم کا دروازہ کھول کر۔ اسنے اندر جھانکا مگر یہاں سب اتنا گندہ اور عجیب تھا۔اور اتنی بدبو تھی کہ وہ ناک پر ہاتھ رکھ کر۔پریشان ہوتی دروازہ پیٹنے لگی رو رہی تھی چلا رہی تھی چیخ چیخ کر اسکا ۔ گلہ بیٹھ گیا تھا

اچانک دروازہ کھلا اور نگو بائ اندر داخل ہوئ

علینہ اسے دھکیل کر وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی مگر وہ نگو بائ تھی جو عرصے سے یہ کوٹھا چلا رہی تھی اور وہ بہت اچھی طرح علینہ جیسی لڑکیوں کو۔سدھارنا جانتی تھی

دو آدمیوں نے علینہ کو جکڑ لیا علینہ تڑپ اٹھی ان دو آدمیوں کی پکڑ پر اور نگو بائی

۔ نے علینہ کے دھکیلنے کا بدلا اسے بری طرح مار مار کر لیا تھا

۔ وہ اسکے منہ پر اسکے جسم پر اندھا دھن مار رہی تھی

جبکہ علینہ کے حلق سے آواز بھی نہیں نکل رہی تھی اور کچھ نہ کھانے کے باعث وہ

۔ ۔بے ہوش ہو گئی تھی

اسے اس کمرے میں لے جاؤ۔اور تب تک کوئی چھوئے گا نہیں جب تک ہوش

میں نہیں آئے گی اس کی ہمت کیسے ہوئی نگو بائی کو دھکیلے (گالی) وہ ہھنکارتی

۔ ہوئی وہاں سے چلی گئی جبکہ وہ آدمی علینہ پر تبصرے کر رہے تھے

۔ ہنس رہے تھے علینہ زمین پر پڑی تھی

۔ شاید کسی انجان کی منتظر

لیکن وقت ہر پل ایک سا نہیں رہتا۔

After 6 months

آنا سہراب کے لیے پاستہ بنانے کی کوشش کررہی تھی ابھی اسنے نیٹ سے بیسٹ ریسیپی دیکھی اور وہ اسے ہی ٹرائے کررہی تھی کہ اسے پسند آئے یہ پاستہ چھ ماہ میں کتنی بار اسنے اسکے لیے پاستہ بنایا مگر ایک بار بھی سہراب کو پسند نہیں آیا الٹا وہ کھاتا ہی نہیں تھا چھ ماہ گزر گئے تھے آنا اسے اپنے لیے رام نہیں کر سکی تھی حالانکہ وہ کہہ چکی تھی کہ وہ اسے پسند کرتی ہے ہاں یہ حقیقت تھی کہ نہ اسنے اسکا مذاق بنایا اور نہ یہ کہا کہ تم خود کو دیکھو اور پھر مجھے دیکھو میری میڈ ہو تم اور مجھ سے کیا بات کررہی ہو وہ صرف اسکی شکل دیکھ کر چپ ہو گیا تھا اس کے بعد اسنے کچھ نہیں کہا تھا مگر پہلے روز کیطرح نہیں تھا وہ ٹی وی پر آتا تھا آنا اسکا ہر شو دیکھتی تھی ان چھ مہینوں میں بہت تیزی سے اسنے ترقی کرلی تھی اسکا شوٹ بہت ہٹ گیا تھا ۔ اور اسی وجہ سے اسے ہالی ووڈ فلم آفر ہوئ تھی اور وہ ایک ماہ وہاں رہ کر بھی آیا تھا ایک ماہ میں آنا کو مرتضیٰ نے بہت کچھ سیکھایا تھا جو وہ نہیں کر پارہی تھی جو کچھ مرتضیٰ چاہتا تھا مگر اب آنا سب سمجھ گئ تھی اور وہ خود بھی تو یہ ہی چاہتی تھی کہ ۔ سہراب اسکیطرف متوجہ ہو اس کی طرف دیکھے اسکی تعریف کرے

مگر اب تک ایسا نہیں ہو پایا تھا وہ خود کی جانب اسے متوجہ کر کے بھی نہیں کر سکی تھی ۔

تبھی وہ پاستہ بنانے کی کوشش کر رہی تھی کہ اچانک اسے محسوس ہوا کہ کسی نے اسے کھینچا ہے اور گھسیٹتا ہوا کافی بے رحمی سے اسے وہاں سے لے جا رہا ہے

۔ اسنے جب مرتضی کی جانب دیکھا تو ڈر گئ

مرتضی اسے اپنے کمرے میں کھینچ کر لے آیا تھا اسکے منہ پر چوٹوں کے نشان تھے

آنا اس سے پہلے اپنی حیرانگی ثابت کرتی کہ مرتضی نے آنا کی گردن جکڑ لی

۔ اسکی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں

۔ کیونکہ مرتضی کی گرفت اسکی گردن پر سخت ہی اتنی تھی

" تجھ سے ایک کام نہیں ہو رہا

وہ پھنکارہ در حقیقت چھ ماہ گزر گئے تھے قاسم کو مزید پیسے دے دے کر وہ اب

تک ٹال رہا تھا اور اب جب اسکا بیزنیس بھی لوس میں جا رہا تھا تو قاسم اس سے

پیسوں کا مطالبہ کر رہا تھا اور اسکے پاس ان زمینوں کے علاوہ کوئ اوپشن نہیں تھا

۔ قاسم نے اسے آج جان سے مار دینے کی دھمکی دے دی تھی

مرتضی کچھ قاسم کی جانب سے خوف زدہ ہو چکا تھا اور قاسم کے بندوں نے اسے پکڑ کر مارا ابھی تھا تاکہ مرتضی اس دھمکی کو ہلکا نہ لے ۔

وہ ڈر کر گھر لوٹا تو پہلا اٹیک ہی آنا پر کیا جو گنگناتے ہوئے کچن میں پاستہ بنا رہی تھی ۔

صاحب صاحب میرا دم گھٹ رہا ہے

میں تجھے جان سے مار دوں گا چھ مہینے سے چنا لگا رہی ہے تو مجھے چھ مہینے میں ایک فائلز تو نے سائین نہیں کرائی "

وہ دھاڑا

صاحب میں " آنا ڈر گئی

چپ" وہ آنکھیں نکال کر اسکو مزید بولنے سے روک گیا

کچھ بھی کر کچھ بھی تیرے پاس صرف ایک ہفتہ ہے اس سے زیادہ ایک منٹ بھی نہیں دوں گا میں تجھے یہ فائلیں سائین کرا"

وہ بد تمیزی پر اترتا پاگل ہو رہا تھا اسنے چھ مہینوں میں ایسا رویہ نہیں رکھا تھا جیسا اس وقت تھا ۔

"صاحب میں کوشش کر رہی ہوں مگر وہ مجھ پر دھیان نہیں دیتے

۔ آنا جلدی جلدی بولی

۔ تو اسکا دھیان اپنی طرف کرا

تجھے کتنا کچھ سمجھایا تھا اپنے آپکو اسکے آگے پیش کرا اسکے ساتھ وقت گزار کوئی کچھ نہیں کہے گا یہاں تمھیں مگر یہ فائلیں کسی بھی صورت سائین ہونی چاہیے وہ

بھڑکا

" میں کیسے

آنا پیسے تو میں تمھیں نہیں دوں گا یہ تو طے ہے سو فیصد اور کام بھی میں تجھ ہی سے لوں گا اب خود کو اسکو بیچو یہ کچھ بھی کر مجھے یہ فائلیں سائین چاہیے ورنہ انیکسی

" میں جا کر تمھاری بوڑھی بیمار ماں کی گردن دبانے میں مجھے ایک منٹ لگے گا

وہ اسے دور دھکیلتا چیخا جبکہ آنا کے رنگ فق ہو گئے

"آپ نے کہا تھا آپ پیسے دیں گے

وہ اسکی جانب بڑھی

شکل دیکھی ہے تو نے اپنی تجھے پیسوں دوں گا میں

تم مرتضی سے پیسے نہیں لے سکتی سمجھی تم اور کام کرواپنا

پوراکام پوراکروا گراپنی ماں کو زندہ دیکھنا چاہتی ہو۔" وہ طنزیہ مسکرایا

۔ یہ ناانصافی ہے آپ نے جو کہا میں نے وہ سب کیا ہے چھ مہینے میں

تو تو نے اپنا آپ پیش نہیں کیا اب تک

اور یہ کام تبھی ہو گا۔۔ شرافت سے جا کر اسکے سامنے اپنا آپ رکھ دے تب شاید

" ترس کھا کر میں تیری ماں کا علاج تو کرا ہی دوں گا

وہ سر جھٹک کر بولا

صاحب ایسا نہیں کرو میری ماں بہت تکلیف میں ہے

"چل ہٹ

وہ بھڑکا اب نکل یہاں سے ابھی ایک ہفتہ دیا ہے کبھی ایک دن میں تیری ماں کا

کام تمام کر دوں" وہ غصے سے بولا تھا آنا رونے لگی تھی مرتضی کو بلکل اسکے

رونے سے فرق نہیں پڑتا تھا اور اسے کیا لگ رہا تھا مرتضی اسے ایک روپیہ بھی

۔ دے گا تو وہ بے وقوفی میں تھی

جبکہ وہ خود تو سہراب کو برباد کر دینے کے چکر میں سب کو برباد کر دینا چاہتا تھا مگر دال گل نہیں رہی تھی جتنی تیزی سے سہراب ترقی کر رہا تھا اتنا ہی مرتضی تیزی سے نیچے ارہا تھا

اور بیزنیس کا حال دیکھ کر تو مراد شیلہ ماہین سب ہی پریشان تھے اور سہراب کی شہرت دیکھ کر بھی حیران تھے الٹا حسد میں تھے اسکی جانب سے اور بھی نفرتوں میں اضافہ ہو گیا تھا مگر سہراب خان کے رویے میں واضح تبدیلی تھی جو پہلے ان سب کو سلگانے میں پیش پیش رہتا تھا اب وہ بلکل خاموش ہو چکا تھا نہ اسے گھر والوں سے غرض تھی اور نہ ہی وہ توجہ دیتا تھا کہ وہ لوگ کیا کر رہے ہیں اسنے توکئ بار کوشش بھی کی یہاں سے جانے کی مگر ایک دو بار فلیٹ میں جا کر اسکا دل مزید گھبراہٹ کا شکار وہ گیا تھا جسے وہ ہمیشہ کیطرح قابو نہیں کر پا رہا تھا تبھی وہ دوبارہ یہاں اگیا۔

دوسری طرف آنا نے بہت کوشش کی تھی مگر وہ بلکل اسکے جھانسے میں نہیں آیا تھا نہ جانے کیسا انسان تھا محبتوں سے دور جتنا پرکشش اندر سے اتنا ہی کٹھور تھا

اور جتنا مرتضی کو لگتا تھا کہ وہ لڑکیوں سے بہت جلد ایمپریس ہو جائے گا اسکے

۔ برعکس ہی ثابت ہو رہا تھا

آنا روتی روتی باہر جانے لگی

تجھے میں نے کہہ دیا ہے ایک ہفتے میں مجھے فائلز میرے ساتھ میں مل جائے ورنہ

"آگے کی زمہ دار تو خود ہو گی

۔ وہ آنکھیں نکال کر بولا

جبکہ دوسری طرف آنا باہر نکل گئی مرتضی کے رویے اور اسکی باتوں سے صاف

لگ رہا تھا کہ وہ اسکی ماں کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہے اس وقت وہ مرتضی کے

۔ جال میں پھنسنے پر پچھتانے لگی تھی

اور چھ ماہ سے اس لڑکی کو یہ احساس نہیں وہ رہا تھا جب وہ اپنی ماں سے چھپ چھپ

کر مرتضی کے کہنے پر سہراب کو ایمپریس کرنے کی کوششوں میں لگی ہوئی تھی

مگر مرتضی کی اج کی ساری بات نے اسکی اصلیت واضح کر دی تھی کہ وہ صرف آنا

کو کیش کر رہا ہے اور آنا خود کے لیے کیا کر سکتی تھی

۔ پاستہ وہیں چھوڑ کر وہ وہاں سے چلی گئی

جب وہ انیکسی ائ تو اپنی ماں کو تڑپتے ہوئے پایا وہ بری طرح تڑپ رہی تھی وہ ایکدم دوڑ کر اسکے نزدیک گئ

"امی کیا ہوا ہے

۔ وہ ہلا کر پوچھنے لگی

جبکہ وہ بری طرح کراہ رہیں تھیں آنا پریشانی سے باہر بھاگی مگر باہر کوئ نہیں تھا جو

۔ اسکی مدد کرتا

وہ اپنی ماں کا ہاتھ تھام کر وہیں بیٹھ گئ اور جو ہو سکتا تھا اس سے تدبیریں کر کے کوشش کرنے لگی کہ اپنی ماں کی تکلیف کو کم کر دے مگر اب ایسا نہیں ہو سکا تو بالآخر وہ خود بھی رونے لگی

کیا اسے وہ ہی کرنا چاہیے جو مرتضی نے کہا تھا کہ وہ اسکی ماں کا علاج کرا دے گا اسکی خواہشیں تو دور کی بات تھیں پوری

۔ ہوتی ماں کا علاج تو ہو جاتا

۔ اور یہ ہی سوچ سوچتے ہوئے وہ آنسو صاف کرتی اپنی جگہ سے اٹھ گئ

دو دن بعد اسنے اسلام آباد جانا تھا وہ اپنے سامان کی پیکنگ کرنے لگا تھا اس وقت شرٹ لیس تھا اور سامان پٹخ رہا تھا بیگ میں تبھی اسکے روم کا دروازہ بجا اور کوئ کھول کر اندر داخل ہو گیا اسے یہاں آئے ہوئے چھ سات ماہ تو ہو گئے تھے اور ان چھ سات ماہ میں اسکے کمرے میں صرف ایک لڑکی ہی بار بار آتی تھی جس میں اسے کوئ دلچسپی نہیں تھی اور وہ بھی دنیا کی لاکھوں لڑکیوں کیطرح اسکے عشق میں گرفتار تھی وہ سر جھٹک گیا کیونکہ جانتا تھا کہ کون آیا ہو گا اپنا بیگ وہ پیک کر رہا تھا تبھی اسے کمرے کا دروازہ لاک ہونے کی آواز آئ تو وہ مڑا۔

اور سامنے کا حیران کن منظر دیکھ کر شاید کسی بھی انسان کو جھٹکا لگ جاتا مگر میر سہراب نے زندگی میں اتنے جھٹکے کھائے تھے کہ فلحال سامنے جو بھی ہو رہا تھا وہ اسکو جھٹکا نہیں لگا سکا تھا

وہ ماتھے پر دو بل لیے آنا کو دیکھنے لگا جو ایک لمبے سے نائیٹ سوٹ میں تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے اسنے اس نائیٹ سوٹ کی ڈوریاں کھول دی سہراب کے سامنے ایسا منظر تھا کہ کوئ بھی مرد اس لڑکی کے سامنے اس وقت ڈھیر ہو جاتا اسکے قدموں میں گیر جاتا بے ایمان ہو جاتا ۔

اور سچ تو یہ تھا وہ بھی ایک لمحے کے لیے دنگ ہوا تھا بے پناہ حسن اور سر عام دعوت

لیکن وہ اپنی جگہ پر جمارہا

"تو اب بھی میری طرف نہیں بڑھو گے سہراب خان

۔ آنا ہلکا سا مسکرائی

۔ سہراب جیسے ہوش میں آیا تھا

۔ ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کر کے اسنے دوبارہ پیکنگ شروع کر دی

"کیا ڈرامہ ہے یہ

وہ بلکل عام سے لہجے میں بولا اب باری آنا کی تھی وہ سٹپٹا اٹھی حیران رہ گئی مرتضی نے ہی اسے یہ سب دیا تھا پہلے تو وہ شرمندہ ہوئی پھر آنکھیں بند کر کے اسنے وہ

۔ سب کر دینے کا سوچا جو اسے اور اسکی ماں کو ان حالات سے نکال سکے

اور کچھ دل کی رضامندی بھی شامل تھی تو بنا کچھ سوچے سمجھے مرتضی کے دماغ

۔ سے چلتی جا رہی تھی

۔ آنا آگے بڑھی اور اسکا رخ موڑ لیا

" آپکو کچھ محسوس نہیں ہو رہا

۔ وہ حیرانگی سے اسکیطرف دیکھنے لگی

پہلے تو یہ ہاتھ مجھ پر سے ہٹاؤ" اسنے آنا کے ہاتھ جھٹک دیے

اسکا رویہ اسکے ساتھ اتنا سخت تب بھی نہیں تھا جب وہ اعتراف محبت کر کے گئی تھی

۔

اور دوسری بات مجھے کیا محسوس ہو رہا ہے کیا نہیں یہ تمھارا مسلہ نہیں ہے اپنا لباس

" لو اور جاؤ یہاں سے

۔ وہ بولا اور دوبارہ نگاہ پھیر گیا

" سہراب میں آپ سے پیار

اوہ جسٹ شیٹ آپ۔۔۔مجھے نفرت ہے اس پیار ویات سے پتہ نہیں تم لڑکیوں میں یہ پیار کی حس کیسے پیدا ہو جاتی ہے اور تم لوگ کس طرح اپنا آپ عاریہ کر کے مرد کے سامنے پیش ہو جاتی ہو میں چاہو تو ابھی تمھیں اس بستر پر پھینک کر تمھیں احساس دلا دوں کہ میں کیا محسوس کر رہا ہوں مگر اسکے بعد تمھارا کیا ہو گا اور سچ بتاؤ مجھے تمھاری جیسی لڑکیوں کی کبھی فکر نہیں رہی جو اپنا آپ خود پیش کر

دیں اگر مجھے کسی کی پرواہ ہے تو وہ نوشین آنٹی کی ورنہ میں تمھارا آج وہ حال کرتا

"کہ دوبارہ کسی غیر محرم کے سامنے بے لباس ہونے کا سوچتی بھی نہ

۔ وہ چیخا جبکہ آنا کے رنگ اڑ گئے

صرف انکا خیال ارہا ہے مجھے اور انھیں کا احساس ہو رہا ہے کیونکہ میری زندگی میں

وہ واحد خاتون تھیں جن کیطرف سے میں نے نرمی پائی ہے اور میں بیچ گیرہ ہوا

آوارہ ہو سکتا ہوں مگر مجھے کسی کی احساس فراموشی کرنے کی عادت نہیں ہے تو

مس یہاں سے نو دو گیارہ ہو جاؤ کیونکہ ابھی میں پیار سے سمجھا رہا ہوں کبھی

" تمھاری عزت نہ کر دوں

۔ وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا

انا سہراب کی باتوں سے بے ساختہ شرمندگی سے زمین میں گڑھنے کو ہو رہی تھی

مگر مرتضی کے بارے میں سوچتی تو اسنے کیسی کیسی دھمکیاں دیں تھیں اور کس

طرح وہ کہہ رہا تھا کہ وہ اسکی ماں کو مار دے گا فائلیں آنا کہ پاس ہی تھیں

۔ اور وہ اپنی ماں کو کھونا نہیں چاہتی تھی اسنے خود کو سنبھالا

۔ اور مرتضی کا بتایا ہوا آخری حربہ اپنایا

میں شور کروں گی کہ آپ نے میری عزت لوٹی ہے۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی بولی ۔

سہراب بے ساختہ ہنس دیا

۔ اسکے بعد" وہ اب ہاتھ سینے پر باندھ کر پوچھنے لگا

" اسکے بعد سب

" او یہ بات میں سب کو بتادیتا ہوں

۔ اسنے بڑے غصے میں اسکا ہاتھ جکڑا اور اسے کھینچ کر باہر لے آیا

۔ آنا کو جیسے اس کی امید نہیں تھی لاونج میں سامنے ہی مرتضی چکر کاٹ رہا تھا

۔ آنا گھبرا کر پیچھے بھاگنے لگی کہ سہراب نے اسکی کلائی جکڑ لی

اور زور سے گرل اپنے ہاتھ میں موجود کیرنگ سے بجائی جیسے نیچے سب کسی بات کے منتظر ہی تھے چاروں طرف سے نکال کر سامنے آئے مرتضی نے مڑ کر دیکھا

۔ اور مراد خان نے بھی

۔ دونوں آنا کو دیکھتے رہ گئے تھے

سہراب نے ان دونوں کو اور زمین میں گڑھتی آنا کو دیکھا تو اسے لگا دماغ کی رگیں

۔ آج ضرور پھٹ جائیں گی اسنے آنا کی دوریاں خود بند کیں تھیں

۔ پھر کسی کو جواب نہیں دیا

" چلی جاؤ یہاں سے میں کچھ بہت غلط کر جاؤ گا

۔ وہ دھاڑا

جبکہ آنا سے مزید برداشت نہیں ہوا وہ آنسو بھری آنکھوں سے سہراب کی جانب

دیکھتی وہ ایک لفظ بولی تھی

"م۔۔۔مجھے مجھے یہ سب مرتضیٰ صاحب نے کرنے کے لیے کہا ہے

۔ وہ بری طرح رودی

وہ وہ میری ماں کو مار دیں گے وہ مجھے دھمکیاں دے رہے ہیں میری ماں بیمار ہے

" میں میں انکے کہنے پر یہ سب کر رہی ہوں

وہ سسکیوں سے رو دی تھی

جبکہ سہراب نے اسکے شانے پر سے ہاتھ ہٹا لیے وہ شاکڈ نہیں تھا مگر ایک بار

ناامیدی کی فضا پھیلی تھی اسے لگا تھا اب سب اپنی زندگی میں مصروف ہو گئے مگر

ان لوگوں کی سہراب کے لیے نفرت کبھی ختم نہیں ہو سکتی تھی آنا کو دور دھکیل کر

۔ وہ ابھی جاتا کہ مرتضی کی آواز پر رک گیا

" دیکھ رہے ہیں آپ ڈیڈ اپنے بیٹے کو

یہ آدمی یہاں رہنے کے قابل ہی نہیں ہے کیسے اسنے ہماری میڈ کی عزت لوٹنے کی کوشش کی ہے "

وہ غصے سے بازی پلٹنے کی کوشش کر رہا تھا

" اپنا منہ بند رکھ۔۔۔ کبھی تیری عزت نہ لوٹ لوں

۔ وہ بل کھا کر سرخ نظروں سے اسے دیکھتا پلٹا

۔ مرتضی ایکدم رک گیا

بس " انگلی اٹھا کر وہ بھڑکتا ہوا جیسے اندر ابلتے طوفان کو روک رہا تھا۔۔ بری طرح روک رہا تھا

چلی جاؤ یہاں سے " اسنے مرتضی کا منہ توڑا اور آنا کو وہاں سے چلے جانے کے لیے کہہ دیا اور آنا جسے ایسا لگ رہا تھا کہ اب اسکے پاؤں ٹوٹ گئے ہیں آگے کیا ہونے والا

تھاوہ نہیں جانتی تھی وہ باہر نکل گئی سہراب وہیں کھڑا رہا جب تک وہ چلی نہیں گئی

۔

۔ جبکہ اسکے جانے کے بعد وہ اپنے روم میں چلا گیا

۔ مرتضی سر تھام گیا

"اتنی بکواس بازی کھیلتے ہوئے تمھیں شرم آنی چاہیے

" مراد مرتضی پر بھڑ کا کیا کرو کیا کروں اور

۔ وہ چیخا

مراد مرتضی شیلہ ماہین سب مرتضی کی اس گیم میں شامل تھے مگر بازی ہار چکے تھے

۔ وہ فائلیں لو اس منحوس سے" مراد نے کہا جبکہ مرتضی اپنی جگہ سے اٹھا

۔ وہ اب آنا کو چھوڑنے والا نہیں تھا

سہراب کمرے میں آیا تو ٹیبل پر فائلز پڑی تھیں اسنے وہ فائل اٹھا کر دیکھی تو

۔ حیرانگی سے وہ ساری فائلیں پڑھتا جا رہا تھا

۔ اپنی بے ہوشی پر اسے سخت غصہ چڑھا تھا

اسنے وہ فائلیں اٹھا کر ہی پھینک دیا سب سمجھ آگیا تھا آنا پچھلے چھ ماہ سے اسکے پیچھے کیوں پڑی تھی اور اسے یہاں لانے کا مقصد کیا تھا اسے اپنے ہی گھر والوں سے گھن آنے لگی اسے ان سب چیزوں کی ضرورت نہیں تھی

۔ اور نہ ہی ان پنچ لوگوں کی کسی بھی چیز پر وہ اپنا حق سمجھتا تھا

لیکن ایک بات تو اسنے کھڑے کھڑے طے کر دی تھی مرتضی مر جائے یہ مراد وہ فائلیں سائین نہیں کرے گا وہ فائلوں کو پھینک کر ان پر اپنا جوتا رکھتا وہاں سے چلا گیا گیا شانے پر بیگ تھا

مراد خان نے اسکی جانب دیکھا ضرور مگر اس سے کچھ کہنے ہی ہمت نہیں ہوئ اندر بھاگ کر آتا مرتضی بھی اسے دیکھ کر وہیں رہ گیا آنا کو مار مار کر اسنے پوچھوایا تھا فائل کہاں ہے جو وہ وہیں چھوڑ آئے تھی مرتضی اسے دیکھنے لگا سہراب نے بھی اسکی جانب دیکھا اور دل کیا آج اپنے بھائ پر ہی تھوک دے مگر اسے دلچپسی نہیں تھی اور تبھی وہ وہاں سے نکل گیا۔۔۔انیکسی میں آیا

۔ آنا کی بڑی حالت تھی اسکی ماں تڑپ رہی تھی

سہراب کو اس لڑکی کی اس بیوقوفی پر افسوس ہی تھا مرتضی نے اسے بری طرح مارا تھا ۔

۔ سہراب نے اسکی جانب پیسے بڑھادیے

" اگر منہ کھول کر مجھ سے مانگ لیتی تو شاید اس طرح رسوانہ ہونا پڑتا

وہ سپاٹ انداز میں کہہ کر وہاں سے نکل گیا اب وہ جاتی یہ نہ جاتی نوشین آنٹی کے دو نرم بولوں کا وہ احسان چکاتا وہ نکل آیا تھا وہاں سے ۔

معلوم نہیں وہ واپس پلٹتا یہ نہیں

کراچی کے کوٹھے سے اسلام آباد کے مشہور کوٹھے میں اسے پہنچادیا گیا تھا اور پچھلے دو مہینے سے وہ یہاں تھی اگر کوئی اسکو دیکھتا تو پہچان نہیں سکتا تھا ۔

اسکے سر کے بالوں کو بری طرح کاٹ دیا گیا تھا اسکے سامنے روز اسکو اذیت پہچانے کے لیے ایسا تماشہ لگوایا جاتا کہ وہ پاگلوں کیطرح چیختی چلاتی نگو بائ اس ایک دھکے کی سزا اسے روز دیتی تھی ۔

اسنے کئ بار اسے مختلف لوگوں کے پاس زبردستی بھیجا مگر علینہ کی ذہنی حالت ایسی ہو گئ تھی کہ کوئ اسے چھوتا تو اسکی چیخوں سے گھبرا جاتا تبھی آج تک کسی نے اسے چھوا نہیں تھا اسکی خوبصورتی کہیں کھو سی گئ تھی اور نگو بائ نے اسے مردہ سا کر دیا تھا ۔

اسے ناچنے پر مجبور کرتی اسے مارتی کھانے کو نہ دیتی ۔

بڑی کڑی سزا تھی جو اسے ملی تھی کہ سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں بلکل ختم ہو چکیں تھیں ۔

۔۔۔۔ مگر اگر کوئ یاداشت میں تھا تو وہ ایک نام تھا میر سہراب علی خان

جس کی اس اسے ضرورت تھی ہر لمحے ہر پل تھی چھ مہینے سے وہ بڑی اذیت میں تھی ۔

اس وقت بھی وہ آنسو صاف کر کے خود میں سیمٹی چھپی ہوئ بیٹھی تھی اس کمرے میں جو کچھ ہو رہا تھا اسکے اندر دیکھنے کی ہمت نہیں تھی اسے ان آوازوں سے گھن ا رہی تھی اور بس کچھ ہی لمحے گزرے اسنے چلانا شروع کر دیا ۔

وہ اتنا چیخی اتنا چیخی کے دونوں وجود اسے پاگل سمجھ کر وہاں سے بھاگ گئے

اور جیسے ہی وہ بھاگے علینہ نے دوڑ کر دروازہ بند کر لیا ۔

اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے اسنے وہ بستر دیکھا وہ الماری کے پیچھے چھپی ہوئ تھی دنیا کا کون سا رخ تھا جو اسکی قسمت اسے دیکھا رہی تھی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی اتنا شاید پوری زندگی میں کبھی نہیں روئ تھی جتنا ان چھ ماہ میں وہ رو چکی تھی ۔

وہ خود میں سمٹ گی اُسے یہ بستر نہیں دیکھنا تھا ۔

اسنے ساری لائٹیں بند کر دیں اور سسکتی رہی جبکہ دروازہ زور زور سے بجنے لگا شاید باہر والے سمجھ گئے تھے اسنے یہ جان بوجھ کر کیا نگو بائ نے دروازہ پیٹا اسی کی وجہ سے تین ماہ سے وہ بھی یہیں پر تھی ۔

مگر علینہ نے دروازہ نہیں کھولا

انھیں حرکات کی وجہ سے وہ پٹتی تھی اور نگو بائی نے اسکے سر کے بال کاٹ دیے تھے ۔

۔ وہ کانوں پر ہاتھ رکھ گئی

۔ اتنی زور سے کہ کسی کی آواز اسکے کانوں میں نہ پہنچ سکے

یہ اللہ مدد ۔۔ یہ اللہ" وہ سسک اٹھی خوف اسکے رگوں میں سما گیا تھا وہ بولڈ کانفیڈینٹ لڑکی کہیں کھو گئی تھی

اس وقت خوف زدہ ڈری سہمی کمزور وجود کی لڑکی خود کو اپنے کانپتے ہاتھوں سے سنبھال رہی تھی مگر اپنا آپ سنبھل نہیں رہا تھا ۔۔۔

۔ چھ ماہ گزر گئے تھے اسنے ایک ایک بار بھی اسے نہیں ڈھونڈا کیا

۔ ایک بار بھی نہیں وہ سسکتے ہوئے سوچ رہی تھی

۔ یہ نہیں سوچا کہ اسکی آنا کہاں گئی" وہ سسک اٹھی مگر جواب نہیں تھا

اچانک دروازہ کھولا وہ ایکدم کھڑی ہو گئی اسکی ٹانگیں بھی کانپ رہیں تھیں اس میں بلکل ہمت نہیں تھی وہ خود کو بچائے کسی سے یہ پھر نگو بائی کے ہاتھ سے ہی اپنا چہرہ بچا لے وہ پیچھے ہٹنے لگی کہ نگو بائی نے ہمیشہ کی طرح دو آدمیوں سے کہا کہ اسکے

وجود کو جکڑ لیا اور وہ اپنے دل کی نہ جانے کون سی بھڑاس اسکے وجود پر اتارنے لگی

۔۔۔ اسے بری طرح مار مار کر اسکے بال نوچ نوچ کر

۔ علینہ میں چیخنے کی بھی ہمت نہیں تھی

مگر اسکی مار کی تکلیف سے وہ بے حال تھی

نگو بائی کی وحشت سے علینہ ایک لفظ نہ بول سکی

اور جب وہ تھک گی تو اسنے کہا کہ علینہ کو پھینک دیا جائے اور وہ دونوں آدمی نہ

۔ چاہتے ہوئے بھی روز کیطرح اسکے وجود سے نظریں چرا کر وہاں سے نکل گئے

۔ وہ اب بہت کمزور ہو چکی تھی

۔ علینہ اندھے منہ زمین پر پڑی رہی

ارے صاحب کیا بلا لا کر دے دی ہے مجال ہے جو اس مصیبت کا کہیں ریٹ لگ

" رہا ہو

۔ نگو بائی کسی سے بول رہی تھی اسکے سانس پھول رہے تھے

دروازہ ایک بار پھر سے کھل اٹھا کسی کے جوتے کی ٹک ٹک کی آواز اندر ارہی تھی

اور وہ جوتا علینہ کے چہرے کے بلکل قریب اگیا وہ نیچے کو بیٹھا اور علینہ کے چہرے

پر موبائل کی ٹارچ مار کر پورے چہرے پر چوٹوں کے نشان تھے سنہری بال بے ہنگمی سے کہیں کہیں سے کٹے ہوئے تھے جبکہ اسکے ہاتھوں پر بھی چوٹوں کے نشان تھے وہ سکون سے مسکرایا ۔

روشنی پڑنے کے باعث علینہ نے آنکھیں زور سے میچ لیں وہ اس شخص کو دیکھ نہیں پائی ۔

"ارے اتنی مہمان نوازی کر دی تم لوگ نے اسکی

وہ ہنسا ۔۔

علینہ نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں ۔

شاید سامنے والا بھی سمجھ گیا تھا کہ وہ اسے پہچان چکی ہے ایک خوفناک قہقہہ اس اندھیرے میں بلند ہوا ۔

علینہ نے اٹھنے کی کوشش کی مگر اس سے اٹھا نہیں گیا وہ بری طرح زخمی تھی

اور وہ شخص ایکدم کھڑا ہوا اور اسنے علینہ کے اسی زخمی ہاتھ پر اپنا جوتا رکھ دیا اتنی زور سے کہ وہ تلملا گئی ۔

بن پانی کی مچھلی کیطرح وہ تڑپ اٹھی ۔

"یہ سزا سہراب کے نام کی ملی ہے میری جان تمھیں

۔ خوبصورتی سے اسکے زخمی چہرے پر ایک سطر کھینچتا وہ بولا

آہ آہ" وہ رو رہی تھی تکلیف کے باعث

جبکہ اس ادمی نے لائٹیں کھولنے کے لیے کہا جبکہ ایکدم لائٹیں کھلیں تو مرتضی کا

۔ چہرہ علینہ کے سامنے تھا

۔ وہ بھیگی بھیگی نظروں سے مرتضی کو دیکھ رہی تھی

" اوہ مائے ڈائیر یہ تمھارا کیا حال ہو گیا

۔ وہ ہنسا

علینہ سانسیں بھر رہی تھی ہر سانس مشکل ہو گئی تھی۔

وہ سسکی بھرتی اور آنکھ سے آنسو گال پر پھسل جاتا مرتضی نے اسکے ہاتھ سے جوتا ہٹا

۔ لیا

۔ جبکہ علینہ اسکو دیکھنے کے بعد کچھ نہ بولی مرتضی اسکے پاس بیٹھ گیا

مجھے افسوس ہے تمھارے ساتھ جو بھی ہوا اسکا بہت افسوس ہے مگر میں کیا کرو

میں کیا کرو میں بلکل پرفیکٹ ہوں اور میں اپنے سے زیادہ کسی کو سمجھتا ہی نہیں

ہوں دیکھو میں نے جو بھی کیا اس میں واقعی قصور تمھارا نہیں تھا مگر اس لوزر کے ساتھ تم تھی تو اسے آگے بڑھا رہی تھی وہ مجھ سے زیادہ امیر ہو رہا تھا اور اسے یہ سب دینے والی تم تھی ہاں تمھارا گناہ چھوٹا تھا مگر مستقبل میں یہ میرے لیے وبال بن جاتا تبھی میں نے تمھیں راستے میں سے ہٹانے کے لیے تمھارے شوہر کو جگایا

۔

" اور وہ تو سمجھو تیار ہی بیٹھا تھا بڑی آرام سے مان گیا

وہ ہنسا

علینہ نے بڑی مشکل سے سانس لیا تھا ایسا لگا بہت تکلیف محسوس ہوئی ہو اس

۔ سانس میں

۔ پھر میں نے راستے میں سے تمھیں ہٹا دیا

۔ وہ مسکرایا

تو۔۔۔ وہ ہٹ۔۔۔۔ ہٹ گ۔۔ گیا تمھارے ر۔۔ راستے سے " وہ سوال کر

۔ رہی تھی مرتضی کے چہرے پر بے ساختہ تاریکی چھا گئ

علینہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے وجود پر لگے زخموں میں زرا تکلیف کا احساس کم ہوا ہو اس میں نہ مسکرانے کی ہمت تھی نہ وہ مسکرائی نہ اسپر طنز کیا مگر پھر بھی مرتضی نے غصے سے اسکے منہ پر تھپڑ دے مارا اسکی ناک سے خون بہنے لگا۔ اور انکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل گئے۔

م۔۔مت مار و م۔۔۔مجھے مت مار واب مجھے مت مار و میں میں یہ تکلیف نہیں سہہ پاؤ گی۔"

وہ ڈر کر خود کو چھپانے لگی اور بری طرح رو رہی تھی جبکہ دوسری طرف مرتضی اٹھا ایک لات غصے سے ماری جس پر علینہ کی چیخ نکلی

تجھے اس تک اور اسے تجھ تک کبھی پہنچنے نہیں دوں گا میں میں ہر اس شخص کو جان سے مار دوں گا جو سہراب علی خان کو کچھ دینے کی کوشش کرے گا"

وہ دھاڑا۔

جبکہ وہ ڈر کر چھپنے کی کوشش کرنے لگی اسکی ذہنی صلاحیتوں نے جیسے دم توڑ دیا تھا۔ مرتضی باہر نکلا

"میں نے کہا تھا اسے کسی وحشی کتے کے آگے ڈال دو

وہ نگو بائ پر بھڑ کا

" ارے صاحب جی میں آج ہی یہ کام کر دیتی ہوں

وہ مسکرائ

۔ تو مرتضی نے سر ہلایا

۔۔۔ وہ پہلی بار آیا تھا یہاں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس دن کے بعد آج تیسرا دن تھا سہر اب نہیں آیا تھا اسنے آنا کا بھی حشر بگاڑ دینا

۔ چاہا مگر اسکی ماں نے روک دیا

اور شیلہ کی وجہ سے وہ چپ ہو گیا کیونکہ نوشین نے شیلہ کے پاؤں پکڑ لیے تھے

انکے پاس اس جگہ کے علاؤہ کوئ ٹھکانہ نہیں تھا اور پھر شیلہ وہ آنا کی غلطی بھی نہ

لگی وہ ایک ملازم پیشہ لوگ تھے بھلا یہ اتنا بڑا کام کیسے کر سکتے تھے یہ کام تو کسی

ایکسپیرینس لڑکی سے کروانا چاہیے تھا تبھی مرتضی کو ٹھنڈا کر رہا اور آنا سے کہا کہ

۔ وہ دوبارہ اپنا منہ ڈھانپ لے اور کبھی مرتضی کے سامنے اپنی شکل نہ دیکھائے

اور پھر جب فائلز سائین نہ ہوئی تو مرتضی جان بوجھ کر اپنی آنا کی تسکین کی خاطر سہراب کے عزیز ترین رشتے کو دیکھنے کے لیے آیا کہ فائلیں تو وہ سائین کرا ہی لے گا۔

۔ آخر دیکھے تو سہی سہراب کے ساتھ اسنے کیا کیا ہے اور دیکھ کر کچھ سکون ملا تھا

۔ اسنے اب خود یہ کام کرنے کا سوچا تھا

وہ جانتا تھا سہراب اسلام آباد میں ہی آیا ہوا ہے وہ پتہ نکلوا کر مراد خان کے ساتھ سہراب کے پاس چلا گیا

یہ ایک خوبصورت ہوٹل تھا جہاں سہراب رہائش پزیر تھا مرتضی حسد سے جیسے جل چکا تھا اندر تک وہ اندر داخل ہوئے تو دو چار لوگ اسکی خدمت میں کھڑے تھے سہراب نے باپ اور بھائی کی جانب دیکھا ماتھے پر بل ڈالے اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوا سنے ان کو باہر جانے کے لیے کہا جو اسکی خدمت کے لیے کھڑے تھے مگر وہ کام خود کر رہا تھا اپنا اور وہ مڑ کر سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھ گیا

آج اسکے انداز میں فخر تھا اکڑ تھی آج جہاں وہ تھا وہاں ان دونوں میں سے کو بھی نہیں تھا اور دوسرا سب سے اہم وہ سب جانتے تھے کہ وہ گھر جہاں وہ لوگ رہ رہے ہیں وہ کس کے نام ہے۔۔ جس کی وجہ سے سہراب کی پوزیشن کا سٹرونگ ہونا بنتا ہی تھا

وہ جس انداز میں بیٹھا مرتضی کے آگ لگ گئی اگر مراد نہ روکتے تو شاید وہ اپنے گن ۔ ہولڈر سے بندوق نکال کر اسکے سینے میں گولیاں اتار دیتا

مراد خان نے اسے کچھ بھی کرنے سے باز رکھا

"جان تو تم گئے ہو کہ ہم کیوں آئے ہیں

سہراب نے سیگریٹ کا گھیرہ کش لیا اور سر ہلا کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا بڑی بے نیازی تھی انداز میں مرتضی کڑھ رہا تھا وہ کہاں کہ انسان اسکے سامنے کیسے ۔ اکڑ کر بیٹھا تھا

وہ سہراب جسے کبھی کسی نے محبت نہیں دی کسی نے اسکی تعریف تو کیا اسکو پیار ۔ سے دیکھا تک نہیں آج وہ کہاں اور مرتضی کہاں تھا

تو تم ان فائلز پر سائین کر کے ہمارے اور اپنے درمیان دوریوں کو ختم کیوں نہیں کر دیتے"

مراد خان بولے

سہراب ہنس دیا

کون سی دوریاں آپ جیسے دو ٹکے کے شخص کو میں کچھ اپنا مانتا نہیں اور بات کرتے ہیں دوریوں کی "

۔ وہ سر جھٹک کر بولا

جبکہ مراد کا چہرہ بے ساختہ سرخ ہو گیا مرتضی نے بھڑک کر باپ کو دیکھا مگر وہ اسکا ہاتھ دبائے بیٹھا تھا ۔

دیکھو سہراب ہم لوگوں کے راستے الگ الگ ہی تھے شروع سے تم اپنے راستے پر خوش ہو تو ہم لوگوں کو بھی خوش رہنے دو ہمارا پیچھا چھوڑ دو اور ان فائلز پر سائن کر دوں

یہ نہیں کروں گا میں پیچھا تو میں نے تم لوگوں کا کبھی نہیں کیا مگر یہ سائین والی بات مجھ سے نہ ہی کرو تو بہتر ہے"

"سہراب

مرتضی اٹھا سہراب اسے بے فکری سے دیکھ رہا تھا

" بلڈی لوزر دو ٹکے کے انسان آج تجھے اوپر لوگوں نے چڑھا دیا تو سر پر ناچ

" کھینچ کر لات ماری تھی سہراب نے

مراد ایکدم اٹھے اور مرتضی کے سامنے اگئے وہ تلخی سے مسکرایاا

میں نے ایسے ڈنڈے بہت کھائیں ہیں مراد خان اتنے کے لوگوں نے مجھے زمین پر

۔ پڑا کیڑا سمجھ لیا تھا

لیکن کسی ہاتھ نے آگے بڑھ کر میری حمایت نہیں کی اور اس کی قسمت واقعی بہت

" اچھی ہے بے وجہ کی نفرت برداشت نہیں کر رہا

۔ وہ ہنسا اور نفی میں سر ہلانے لگا

لوزر کون ہے اس وقت دیکھ رہا ہے کون ہاتھ پھیلائے سوال کرنے آیا ہے دیکھ رہا

ہے وقت کے کروٹ بدل لی ہے اب مراد خان بوڑھا ہو چکا ہے اور اسکا یہ پاگل بیٹا

انقریب نفسیاتی ہسپتال میں جائے گا یہ میرے ہاتھوں مر جائے گا بے چارہ مراد

خان پر فیکٹ پر فیکٹ کا بورڈ لیے چلاتا رہے اب" وہ انھیں طنز بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا

بہت ہو گیا سہراب سائین کرو اس پر اور اپنے راستے چلے جاؤ ہم اپنے راستے چلے جائیں گے"

۔ مراد نے کہا

۔ سہراب کو شدید نفرت کا احساس ہوا تھا

مجھے اس جائیداد میں کوئی دلچسپی نہیں ہے مراد خان شاید" وہ چپ ہو گیا

"شاید سہراب خان ایک پیار بھرے لفظ کے لیے ترسا ہوا ہے

اسنے دل میں سوچا مگر بولا کچھ نہیں اسنے وہ فائل اٹھائی اور اس سے پہلے وہ اس پر سائین کرتا کہ اچانک اسکے روم کا دروازہ بجنے لگا مرتضی اور مراد جو اسکے جزباتی رہنے پر ابھی خوش ہی ہوتے کے دروازہ بجنے پر دونوں جانب دیکھنے لگے

سہراب آگے بڑھا اور دروازہ کھول دیا

اسکے گارڈز نے عادل کو جکڑا ہوا تھا

"چھوڑ دو میں جانتا ہوں

وہ بولا تو عادل پھٹی پھٹی انکھوں سے مراد کو دیکھنے لگا

" پہلے سائین کرو

مرتضیٰ نے سہراب کی توجہ اس جانب کرائ مگر سہراب کے لیے یہ اہم نہیں تھا

۔ عادل کی آنکھوں میں کچھ تھا

وہ عادل کیطرف دیکھنے لگا جس کا گلہ بھی ایسا لگ رہا تھا سوکھ گیا ہے جیسے وہ کہیں

سے بھاگ کر آیا ہے

" کیا ہوا ہے

وہ سوال کر رہا تھا اور پھر خود ہی خیال آیا

"تم پیئے ہو

اسنے بے زاری سے پوچھا

عادل نفی کرنے لگا

"ع۔۔۔عل۔۔۔علینہ کہاں ہے

عادل خیخا حیرانگی تھی اسکے چیخنے میں سہراب تو بس اتنا جانتا تھا وہ کینیڈا جا چکی ہے

۔

" کینیڈا

سہراب بولا جبکہ مرتضی ایکدم فق چہرے سے عادل کو دیکھنے لگا

"ن۔۔۔ نہیں نہیں

وہ بولا

۔ سہراب کو لگا اسکے کانوں میں شور زیادہ ہے

" کیا کہنا چاہتے ہو

وہ عادل کو جھنجھوڑ کر بولا تو دوسری طرف مرتضی جلے پاؤں کی بلی کیطرح پہلو بدلنے لگا وہ یہاں فائیر کر دینا چاہتا تھا تا کہ عدالت مامنہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے مگر نہیں یہاں اتنے گارڈز تھے کہ اسے بنا دیکھے ہی گولیوں سے بھون دیتے وہ

۔ چپ ہی رہا تھا

۔ مراد اس قصے کے بارے میں لاعلم تھے

تبھی خاموش کھڑے تھے

"نہیں ع۔۔۔عینہ کوٹھے کوٹھے پر ہے

وہ بولا نہیں چیخ رہا تھا سہراب کی آنکھیں پہلی بار حیرانگی سے پھیل گئیں

وہ وہ۔۔۔وہ پاگل ہو گئی ہے سہراب ہماری علینہ۔۔۔علینہ پاگل۔۔اسکے اسکے "ساتھ کچھ غلط ہوا ہے کچھ غلط ہوا ہے

وہ چلانے لگا اور سہراب نے مزید نہیں سنا اسکو پرے دھکیل کر وہ بھاگا تھا وہ نہیں جانتا تھا وہ کہاں بھاگ رہا ہے کہاں جا رہا ہے مگر وہ باہر کی جانب دوڑ لگا چکا تھا اسکے۔ گارڈز اسکے پیچھے بھاگے تھے

سہراب اپنی گاڑی لے کر وہاں سے نکل گیا جبکہ وہاں سے سب کے ہٹتے ہی مرتضی نے بنا دیکھے عادل پر دو فائر کر دیے

۔مرتضی۔۔۔۔۔مراد چیخے

جبکہ مرتضی انھیں بھی دھکیل کر وہاں سے وہ فائلز لے کر چلا گیا مراد اسکے پیچھے ۔ لپکے جبکہ ایک بے قصور آخری سانسیں بھرنے لگا

نگو بائی نے مرتضی کے کہنے پر علینہ کو کوٹھے پر آنے والے مختلف لوگوں کے پاس بھیجنے کا سوچا تو تبھی عادل اگیا اور اسنے نگو بائی سے بات کی تو نگو بائی کو پہلا شکار وہ ہی

لگا اسے لالچ دے کر نگو بائی نے علینہ کے کمرے میں بھیج دیا عادل نے لائٹیں جلائی اور بے حال علینہ کو سکتا سیمٹا بیٹھے دیکھے وہ جہاں چیخا وہاں علینہ بھی چلا اٹھی تھی ۔

وہ وہاں سے بھاگ اٹھا سہراب یہاں آیا تھا تو عادل سے رابطے میں ہی تھا کبھی کبھی بات ہو جاتی تھی اسنے فائیٹ بھی کچھ عرصے سے چھوٹی ہوئی تھی ۔

لیکن عادل جانتا تھا کہ سہراب کہاں رہ رہا ہے تبھی وہ دوڑ کر اس تک پہنچا تھا ۔

وہ کوٹھے میں داخل وہا تو اس کوٹھے میں کئی کئی امیر لوگ اترے تھے مگر ایسے کاموں میں کوئی سینہ تان کر نہیں آتا تھا چھپ چھپا کر کے کہ ہوئی دیکھ نہ لے کوئی پہچان نہ جائے جبکہ وہ سینہ تان کر اندر ایسے آیا تھا کہ اگر اسکو کسی نے روکا تو وہ کسی کا خون کر دے گا ۔

دانت پر دانت چڑھائے

"یہ کون مرد کا بچہ ہمارے کوٹھے پر آگیا ہے

ایک لڑکی ہلکی سی آواز میں بولی

ارے تو اسے نہیں جانتی مشہور ماڈل ایکٹر ہے سہراب علی خان آف آف نہ جانے اب کس کی قسمت کھولنے والی ہے میں تو چلی تیار ہونے"

۔ دوسری لڑکی بھاگی تو اسکے نام کی دوڑیں لگ گی کہ وہ کس کو بنے گا

جبکہ سہراب نے ارد گرد دیکھا سامنے نگو بائ بیٹھی تھی اور دوسری طرف اس کوٹھے کی مالک۔۔۔۔

"علینہ کہاں ہے

۔ اسنے ان دونوں عورتوں کی جانب دیکھا

کون علینہ ارے سیٹھ آؤ بیٹھو باتیں شاتیں کرو تو مل جائے گی ایک سے بڑھ کر ایک"

بس اسکی آواز دب گئ سہراب نے وحشیوں کی طرح اسکی گردن جھپٹ لی تھی

آنا کہاں ہے" وہ اسکی گردن پر اپنے جسم کی ساری طاقت لگاتا بولا تھا اس عورت کی آنکھیں پھٹتی دیکھ کر نگو بائ تو اٹھ گئ ۔

ک۔۔۔کون ہے تو" وہ پوچھنے لگی سہراب نے اسکی جانب دیکھا

" میں نے جو سوال کیا ہے جواب دے اسکا

وہ دھاڑا اور اس جگہ پر پہلی بار اکر کوئی دھاڑا تھا ورنہ آواز دبا کر اپنی عزت کی

۔ پرواہ کرتے لوگ اپنی عزت لٹانے پہنچ جاتے تھے

نگو بائی ہار نہ مانتے ہوئے کچھ نہ بولی تو اس عورت کو اپنی جان کی پرواہ ہو گی اُس

۔ کمرے کی طرف اشارہ کر دیا بے شمار کمرے تھے سہراب نے دو بار سر جھٹکا تھا

اور تیر کی سی تیزی سے وہ اس کمرے کو لات مار کر کھول چکا تھا

اور عادل کے کہنے کے مطابق علینہ سامنے تھی

سہراب اسی دروازے پر جم گیا

۔ علینہ نے سسکتے ہوئے سر اٹھایا کہ اس اندھیرے میں کس نے روشنی کر دی

۔ شکل نظر نہیں آ رہی تھی

جبکہ علینہ پر باہر کی روشنی پڑ رہی تھی پہلی بار اسکے ہاتھ کانپ اٹھے تھے اسے اندازا

نہیں تھا ایک طرف بجلی کا بورڈ لگا ہے اسکا ہاتھ بے ساختہ لگا تھا اور کمرے میں

روشنیاں بکھر گئیں

علینہ اور سہراب ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے

وہ آنکھیں کھول کر پورے سہراب خان کو دیکھ رہی تھی آج بھی اتنی ہی آب و تاب سے چمکتا ہوا تھا آج بھی اسکا چہرہ ایسا تھا کہ وہ دیکھتی رہ گئی ۔

وہ مری ہو گئی اُسکے لیے اور اسے خبر بھی نہ ہوئی سہراب کی آنکھوں کے آگے دھند سی بڑھ گئی

سہراب کی آنکھوں کے آگے دھند سی پڑ گئی وہ دیکھنا چاہتا تھا اسکو مگر اسکی آنکھوں میں شاید انسو تھے

علینہ اٹھ گئی اُس سے اٹھا نہیں جا رہا تھا ۔

سہراب ۔نے اسکے اٹھنے سے پہلے اگے بڑھ کر اسے دونوں بازوں میں سمیٹ لیا

اسکے الٹے سیدھے کٹے بال اسکا چوٹوں سے بھرا چہرہ اسکا پھیکا رنگ آنکھوں کے گرد ہلکے اور

نقاہت زدہ وجود اور سب سے اہم یہ کوٹھا۔ کیا وہ نہیں جانتا تھا کوٹھے پر آنے والی عورت کی عزت کی حفاظت کب رہتی ہے ۔

اسکو لگا وہ چلائے گا وہ اتنا چلائے گا کہ شاید پورا اسلامہ اباد اسکی چیخوں سے گونج جائے گا ۔

چھ ماہ سے وہ پاگل سمجھ رہا تھا وہ اسے دھوکا دے کر جا چکی ہے کتنی بار سوچا کہ مفاد سے جڑی تھی کتنی بار سوچا کہ محبت کے دعوے ہی جھوٹے تھے کیا پتہ تھا وہ یہاں۔ ہو گی مگر وہ یہاں کیوں تھی کیسے تھی کیوں آئی کب آئی کس نے اسکے ساتھ یہ کیا کتنے سوال تھے وہ اسے سینے میں سمیٹے کھڑا تھا بس نہیں چل رہا تھا خود میں پیوست کر لے وہ رو رہا تھا ۔

علینہ کی آنکھوں میں آنسو بے شمار تھے

"سہ۔۔ سہراب

بس سوکھے ہونٹوں سے یہ لفظ ادا ہوا

ات۔۔ اتنی دیر کر دی۔۔ انے میں" وہ شکوہ کرنے لگی سہراب تڑپ اٹھا ۔

اسنے اسکے سر کے پیچھے ہاتھ رکھا اسکے مظبوط بازو علینہ کے کمزور وجود کو تھامے

۔ کھڑے تھے

۔ اسنے جھک کر علینہ کے بالوں پر پیار کیا

۔ اپنے آنسوؤں کو حلق میں اتارا

اور ہمت کر کے اسکا چہرہ دیکھا یہ وہ چہرہ نہیں تھا کتنی یادیں تھیں جو گھوم کر

آنکھوں کے آگے اگئیں وہ تو بے پناہ حسین شاداب چنچنل شوخ لڑکی تھی

"۔کس نے کیا ہے۔۔۔یہ

۔ وہ خود میں ہر بات ضبط کرتا اسکے بال سنوارتا بولا

سب سب

۔نے سب نے کیا ہے سہراب میں نے تمھیں بہت رلایا ہے یہ سب ایک سب

ہی۔انھوں نے انھوں نے مجھے مارا میرے بال کاٹ دیے مجھے مارا سہراب ان

سب نے کیا ہے یہ یہ ضا مجھے سزا دی

ہے رضا نے مجھے یہاں چھوڑ دیا مجھے سب نے مارا مجھے رضا نے مارا مجھے مرتضی نے

" مارا مجھے مجھے بہت مارا میں نے چیخ چیخ کر تمھیں بلایا میں نے کہا میرا سہراب

آنا" وہ اسکوٹر پتا دیکھ مزید سن نہیں پایا اسے نفرت ہو گئی تھی اس نام سے ہاں علینہ کے چھوڑ جانے اور اس لڑکی کے نام پر نفرت ہو گئی تھی مگر اس وقت علینہ کی حالت دیکھ کر وہ اپنے اندر نہ جانے کون سی آگ محسوس کر رہا تھا جو اتنی قوت رکھتی تھی کہ بنا دیکھے سب کو جلا کر بھسم کر دے

نہیں نہیں سنو سہر اب مجھے بہت مارا ہے سب نے میں بہت چیختی رہیں ہوں میں

" میں نے تمھیں بلایا ہے بہت چیخ چیخ کی

" ششششش

اسنے اسے روکنا چاہا مگر وہ نہیں روک رہی تھی

" میرے بال

۔ وہ جیسے اپنے کے سامنے بکھر گئی بری طرح رو دی

" آنا

نہیں میرے بال۔۔۔۔مجھے بہت تکلیف ہے میں مجھے یہاں سے لے چلو تم لے جاؤ گے نہ مجھے چھوڑو گے نہیں نہ تم تمھارے بھائی نے کہا اسنے مجھ سے سزا لی ہے

یہ یہ سب اسنے کرایا ہے تمھیں پتہ رضا کو بھی اسنے ہی کہا تھا یہ سب کرنے کے لیے ۔

وہ بچوں کیطرح سے شکایتیں لگا رہی تھی سات سال سے وہ اسی لڑکی کے آگے بچہ بنا ہوا تھا وہ ایک دن نہیں تھکی اسے سمبھالتے اور اس وقت میر سہراب جیسے ۔۔۔ ٹوٹ رہا تھا وہ اس کو سمبھالنے کی قوت نہیں رکھتا تھا

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی یہ سچ تھا مرد کی قوت عورت سے کم ہوتی ہے عورت کو اللہ نے اتنی صلاحیت دی کہ وہ ایک مرد کو اور اس مرد کے ساتھ اسکے بچوں کو بھی سمبھال سکتی ہے مگر اس وقت سہراب علی خان بھرپور طاقت رکھنے والا مرد اسکو سمبھال نہیں پا رہا تھا اسنے خونی نظروں سے مڑ کر دیکھا تھا۔

علینہ بے قابو ہو رہی تھی

۔ مج۔۔مجھے کھانے کو نہیں دیا سارا سارا دن رات اندھیرے میں بند رکھا

" تم تم سب سے بدلا لو گے وعدہ کرو سب سب

۔ اور وہ اسکے بازو میں گیر گئ

۔ سہراب نے اسے بازو میں اٹھا لیا

اس وقت سہراب اپنے حلق میں آنسو کو قید کر رہا تھا

۔ اسنے شرافت سے علینہ کو گاڑی میں ڈالا۔اور

۔۔۔۔ وہاں سے چلا گیا

اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے وہ زمین پر بیٹھا تھا بستر پر وہ لیٹی ہوئی تھی اگر کوئی کہتا وہ پہلی بار اپنے وجود کے ساتھ ہلا تھا تو علینہ کو دیکھ کر ہلا تھا اور اسکے دل میں شاید اس روز کی شدت اور غم نے جنم لیا تھا جس روز وہ اپنے گھر کو اجنبیوں کیطرح چھوڑ کر چلا گیا تھا اور اسکو روکنے والس

۔ اکوئی نہیں تھا

اسے لگا اسکا دل علینہ کو دیکھ کر پھٹ جائے گا پہلی بار احساس ہوا تھا سینے میں دل نام

۔ کی کوئی شے بھی ہے

اسکے گارڈز نے بتایا تھا مرتضی نے عادل کو جان سے مار دیا ہے اور مرتضی کے

۔ بارے میں پتہ کروانے پر پتہ چلا تھا کہ وہ دوبارہ کراچی چلا گیا ہے

علینہ کو ڈاکٹر کو دیکھایا تھا پہلے تو وہ قابو میں ہی نہیں آ رہی تھی اور جب اسنے ڈاکٹر کو بلا کر دیکھایا تو ڈاکٹر نے اسکی ذہنی حالت میں فلحال صدمہ بتایا تھا جس کے باعث وہ یہ سب کر رہی تھی۔ وہ اسکے قدموں میں بیٹھا تھا وہ ہر تھوڑی دیر بعد جھٹکا کھاتی

۔ اور بے چینی سے ادھر ادھر ہاتھ مارتی وہ یہ ساری کہانی سمجھ گیا تھا

اور اسے دنیا میں خود سے بڑا بیوقوف آدمی کوئی نہیں لگا تھا وہ سب اسکی پیٹھ پیچھے یہ

۔ کھیل کھیل رہے تھے اور وہ خود کہاں تھا

۔ اسکا دم گھٹنے لگا تو اسنے سیگریٹ لبوں سے لگالی

علینہ کی جانب دیکھا جو سکڑی سمٹی اسکے کمبل کو سختی سے جکڑے ہوئے پڑی تھی

۔

۔ اسنے گھیرے گھیرے سانس بھرے تھے

۔ اس لڑکی کے الفاظ بھی کانوں میں گونجے اور پھر اسے یاد آیا

جس دن مرتضی نے کہا تھا میں اپنی بے عزتی کا ایسا بدلا لوں گا تم یاد رکھو گے

وہ دور چاند کو دیکھنے لگا۔

۔ کیا تھا اسکی قسمت میں

بس بس اسکے رشتوں میں سے پاس ایک ہی رشتہ تھا اور وہ یہ لڑکی تھی جس نے ہاں بے لوث اسے چاہا مگر سہراب وہ لٹا پیٹا انسان تھا جو اپنے آپ سے کسی کو خوشیاں دے ہی نہیں سکتا تھا اور تھا ہی کون جو اسے چاہنے والا تھا ایک وہ لڑکی جو محبت کرنے لگی ۔

وہ ایک شخص لوگوں کے دل کی گہرائیوں میں تو اتر گیا تھا مگر اسکی دل کی گھرائ کو کسی نے نہیں چھوا تھا

وہ کیا شکواہ کرتا اسنے خود بھی کچھ اچھا نہیں کیا تھا۔ خود سے ہی بے پناہ شکوے اور شکایتیں تھیں۔

بس اسکی وجہ سے علینہ کہاں پہنچ گی کیا پہلے وہ ایسی تھی ۔
وہ ایسی تھی وہ اسطرح ڈر جاتی تھی اسطرح سہمی ہوئی تھی

کیا کیا چھن گیا صرف ایک سہراب کی وجہ سے اسکا ۔

سہراب ۔نے اس رات کھڑے کھڑے اتنی سیگریٹ پی تھی کہ اسنے صبح کا سورج نکلتے دیکھا اور اسکے بعد اسے لگا اسکا گلہ بنجر سوکھا صحرا ہو ۔

وہ واپس پلٹا اور اسنے ڈاکٹر کو کال کی جو رات علینہ کو دیکھ کر گئے تھے ان سے ملنے کا کہا علینہ اب تک جاگی نہیں تھی جب تک وہ فریش ہوا تب تک ڈاکٹر بھی اگئے تھے تقریبا بیس منٹ کا دورانیہ تھا ڈاکٹر نے بتایا کہ علینہ کو ذہنی طور پر مکمل پر سکون ہونے کی ضرورت ہے کوئی اور صدمہ اسے پاگل کر سکتا ہے ۔

جبکہ سہراب تو علینہ کو دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

وہ اس سے لڑتی بھڑتی اچھی لگتی تھی یہ کیا اس سے بھی وہ ڈر رہی تھی شکایتیں کر رہی تھی ڈاکٹر کے چلے جانے کے بعد وہ اسکی طرف ایا۔اور اسکے الٹے سیدھے کٹے بالوں کو دیکھنے لگا

مجھے قسم ہے مرتضی مراد خان میں اپنے باپ کا نہیں اگر میں نے تمھیں زندہ اس زمین پر چلتا پھرتا چھوڑ دیا تو "

دل میں سوچا اور اسکے پاس بیٹھ گیا ۔

اسنے اسکے گال کو چھوا۔بخار سے تپ رہا تھا ۔

وہ اٹھا اور اسنے اپنا رومال پانی میں بھگو کر اسکی پیشانی پر رکھ دیا وہ۔زیادہ سو گھڑ نہیں تھا بس جتنا آتا تھا اتنا کر رہا تھا

دل میں عجیب ہی احساس تھا بار بار اس سے نگاہ چرا رہا تھا اس کی اس حالت کا زمہ

دار وہ خود ہی تھا

۔ علینہ کے چہرے پر نشان تھے

سہراب اسے زخموں کو دیکھنے لگا اسکے ہاتھوں پر لگا میل اپنے رومال سے صاف کیا۔

اور۔ پھر جا کر دھو کر لاتا اور پھر دوسرا ہاتھ صاف کرتا وہ اس وقت ایک انجان بچہ

لگ رہا تھا جو کسی کی پرواہ بھی کر رہا تھا اور پرواہ کرنے کا ڈھنگ بھی معلوم نہیں تھا

علینہ ایکدم درد سے کراہی

"آپس سوری یار

وہ پریشانی سے بولا علینہ نے آنکھیں کھول دیں اسے دیکھنے لگی دونوں کے مابین

خاموشی چھا گئی سہراب بھی اسکیطرف دیکھ رہا تھا جبکہ علینہ ایسے دیکھ رہی تھی جیسے

۔ پیاسے کو کنواں دیکھائی دے گیا ہو

۔ سہراب ہلکا سا مسکرا دیا

۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گی بہت جلد آئی پرومیس" وہ اپنی طرف سے تسلی دینا چاہتا تھا

" م۔۔۔۔۔میں ٹ۔۔ ٹھیک کیسے ہوں گی

۔ وہ سسکی۔تو۔۔ سہراب دانت بھینچ گیا

" پلیز علینہ

ن۔۔۔ نہیں سہراب م۔۔۔ میں میں اتنی بری تھی مجھے ات۔۔۔اتنی کڑوی سزا مل۔۔۔ ملی تم تم جانتے نہیں ہو وہ جگہ وہ جگہ کیسی ہے کیسی آوازیں آتی ہیں ج۔۔۔ جان بوجھ کر میرے میرے سامنے۔۔۔ مجھے دیکھاتے تھے

"ز۔۔زبردستی

۔ ش۔ش۔ش وہ اسکے لبوں پر انگلی رکھ گیا

چپ ہو جاؤ۔کچھ نہیں ہوا تمھیں تم بلکل ٹھیک ہو

میں ٹھیک نہیں ہوں" وہ چیخی

" تم سمجھ نہیں رہے ہو وہ لوگ

۔ آنا" وہ بولا لہجے میں بے پناہ نرمی تھی وہ اسکی طرف دیکھنے لگی

۔ ایم سوری" وہ بولا

۔ علینہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر رودی

"مجھے نہیں پتہ تھا تم سے محبت کی اتنی بڑی سزا ملے گی مجھے

۔ وہ شکوہ کرتی بولی

" ۔ روکا تھانہ میں نے کے مت کرو یہ سب مت خود کو مشکل میں ڈالو

وہ بھی ویسے ہی بولا

" ہاں سارا قصور ہی میرا ہے

ڈاکٹر کہتا ہے تمھارے دماغ پر اثر ہوا ہے یہ اثر ہوا ہے اگلے لمحے ہی لڑنے بیٹھ گئی ہو

"

۔ وہ گھور کر بولا

"جاؤ یہاں سے

وہ غصے سے بولی

۔ سہراب چپ رہا جب کہ علینہ دور ہو کر بیٹھ گئی

۔ سہراب وہاں سے واقعی نکل گیا علینہ نے تپتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا

۔ اسے مزید رونا آیا

۔ شاید اسکی محبت نے اسے یوں ہی رسوا کرنا تھا

کیونکہ وہ محبت نبھا غلط طریقے سے رہی تھی پھر کہیں نہ کہیں تو جا کر پھسنا ہی تھا

۔۔۔ اسنے اپنے بالوں کو چھوا تو دوبارہ رونے لگی

اسنے پیچھلے چھ ماہ میں آئینہ دیکھنا چھوڑ دیا تھا وہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے باقائدہ

۔ آواز کے ساتھ رو رہی تھی

سہراب نے ناشتہ آرڈر کیا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کوئ اسکو دیکھے تبھی اسنے ناشتہ باہر جا

۔ کر خود لیا تھا مگر وہ واپس آیا تو۔ وہ اسی طرح رو رہی تھی

۔ وہ اسکے نزدیک اگیا بیڈ پر اسکے سامنے ناشتہ رکھا

۔ اور بیٹھ گیا

۔ علینہ نے آنسو صاف کیے

سہراب نے پہلی بار اسکے لیے اپنے ہاتھ سے ناشتہ بنا کر لقمہ اسکے منہ کیطرف

۔ بڑھایا

علینہ کے بالوں سے گیرتے آنسو کوئ نہیں جانتا تھا اسپر کس طرح بوجھ بڑھا رہے

تھے

' سب ٹھیک ہے آنا۔ تم ٹھیک ہو

۔ وہ اسکو بار بار تسلی دیتا اسکے گال صاف کرنے لگا

اب ک۔۔۔ کچھ ٹھیک۔۔ن۔۔ نہیں ہے سہراب" اسکے وجود نے درد بھری

۔ ہچکی لی تھی

۔ سہراب نے دانت بھینچ لیے

۔ ہاں اسے وقت چاہیے تھا۔اور شاید بہت زیادہ

اسنے تھوڑا بہت ناشتہ کیا اور انکار کرنے لگی سہراب نے بھی زیادہ زور نہیں دیا

۔ اسے دوائی دی۔ جس کی آنکھ سے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے

اسنے اسے دوائی دی اور۔ لیٹا دیا کیونکہ اسے سکون کی ضرورت تھی اسے کچھ ہی

دیر میں نیند آگئی اور وہ سو گئی

۔ سہراب کے لیے یہ سخت اعصابوں کا کام تھا۔اسکے اعصاب تن گئے تھے

علینہ کو سنبھالتا یہ اس دنیا کو آگ لگاتا جس نے اسکے ساتھ یہ سب کیا تھا

اسنے علینہ کے سونے کے بعد

گارڈ کو وہیں رکنے کا کہا اور ڈکٹر سے کہہ کر ایک نرس کا انتظام کرا دیا

۔ نرس جب تک نہیں آئی وہ وہیں تھا

۔ اور جیسے ہی نرس اگئی وہ اسے اسکا خیال رکھنے کا کہہ کر وہاں سے چلا گیا

وہ باہر نکلا آج وہ بلیک مکمل لباس میں تھا اسنے بلیک شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی جبکہ اسکے کرتے کے اوپری سارے بٹن کھولے تھے آنکھوں کو گاگلز سے ڈھانپ رکھا تھا جبکہ بازو کہنیوں تک فولڈ کیے وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا اسکا ڈرائیور بیٹھنے لگا تو اسنے انکار کر دیا وہ گاڑی خود چلانے والا تھا گاڑی میں سوار ہو کر۔ وہ وہاں سے سیدھا

۔ اسلامہ آباد کے سب سے بڑے اور مشہور کوٹھے کی جانب بڑھ گیا

اسکی کمر میں بندھے گن ہولڈر میں دو بندوقیں تھیں۔

وہ بہت تیز ڈرائیو کر رہا تھا۔ ارادہ تو یہ تھا کہ علینہ کو ساتھ لے کر آتا اور سامنے بیٹھا کر پیٹوتا مگر وہ شاید ذہنی طور پر دوبارہ یہاں آنے کے قابل نہ ہوتی

۔ تبھی وہ خود نکل آیا تھا

وہ یہاں کسی کو چھوڑنے والا نہیں تھا

جیسے ہی کوٹھے کے آگے گاڑی رکی وہ گاڑی سے نکلا بازار گرم تھا اسنے فائر ہوا میں کھول دیا اسکے گارڈ ارد گرد پھیل گئے

وہ آگے بڑھا اور اندر چلا گیا اسے بلکل دلچسپی نہیں تھی کسی میں بھی وہ اندر ایا اور اسنے

دوسرا فائیر کر کے بہت بڑے اور مہنگے فانوس کو توڑ دیا وہ فانوس جو کہ پورے حال کو روشنی سے جگمگا رہا ۔

" کون کون ہے یہ

نگو بائ اور اسکے ساتھ عورت خود کو سمبھالتی ہوئ باہر آئیں

سہراب نے نگو بائ کی جانب دیکھا اور۔اس عورت کیطرف

"تم دونوں میں سے نگو بائ کون ہے

وہ آرام سے صوفے پر بیٹھ کر سوال کرنے لگا نگو بائ جا حلق خشک پڑ گیا

یہ یہ ہے" اس عورت نے کہا

نہیں میں نہیں ہوں" نگو بائی فورا مکر گئی سہراب نے اپنے گارڈز کو اشارہ کیا

... جنھوں۔نے اسے سختی سے جکڑ لیا

تو تم نے آنا کو خریدا" وہ سکون سے اسکیطرف بڑھتا گا گلز ہٹا گیا جبکہ اسکی چوٹ کا

نشان دیکھ کر نگو بائی ڈر گئی تھی سہراب اسے بڑی بڑی آنکھوں سے گھورنے لگا

" یعنی تم نے علینہ کو مارا

"نہیں نہیں میں نے تو مرتضی کے کہنے پر یہ سب کیا باؤ میں نے کچھ بھی نہیں

سہراب نے کھینچ کر تھپڑ اسکے منہ پر مارا۔اور سکون سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا نگو

بائی چلا چلا کر رونے لگی

۔ تم جانتی ہو تم نے کس پر ہاتھ اٹھایا ہے

" جانتی ہو

۔ وہ چیخا

نگو بائی اس سے بچتی دور ہٹنے لگے

تمھارے یہ موٹے موٹے کالے بدھے ہاتھ میری آنا پر پڑے ہیں میں ان ہاتھوں

۔ کو ہی جڑ سے اکھاڑ دوں گا پھر ان ہاتھوں۔میں گھنگھور پہن کر ناچتی رہنا

اسنے شرٹ اٹھا کر گن نکالی نگو بائ کی چیخیں نکل گئ

"نہیں باؤ نہیں نہیں چھوڑ دے مجھے اللہ کے واسطے چھوڑ

۔ چٹاخ" ایک اور جان دار تھپڑ پڑا تھا

اللہ کا خوف یہ کارنامے کرتے ہوئے نہیں آیا۔ تمھیں اور علینہ پر ہاتھ ڈالنے سے

۔ پہلے سو بار سوچنا چاہیے تھا۔ تمھیں اب بھگتو اپنے کیے کی سزا

سہراب نے اپنے گارڈز کو اشارہ کیا گارڈز نے اسکے ہاتھ جکڑے اور سب کے

سامنے سہراب نے اسکی ہتھیلی میں اپنی بندوق سے چھید کر دیا پورے کوٹھے پر نگو

بائ کی چیخوں کے علاوہ کسی پرندے کی بھی آواز نہ تھی

نگو بائ کے ہاتھ میں چھید ہو گیا تھا اسنے بلکل بھی اسکی عمر کا لحاظ نہیں کیا تھا ایک

جنون سا سوار تھا اسپر اور دیکھتے ہی دیکھتے سب کے سامنے نگو بائ کے دوسرے

ہاتھ میں بھی چھید کر دیا اور اسنے اسی رفتار سے چیختی چلاتی نگو بائی کا منہ اپنی سخت انگلیوں کی جکڑ میں قید کر لیا ۔

"بتا مجھے میری آنا کو اور کس کس نے چھوا ہے

وہ آنکھیں نکال کر دھاڑا اس وقت وہ جگہ کسی کوٹھے کا منظر نہیں دے رہی تھی ایسا لگ رہا تھا وہاں کھڑی ہر عورت اور مرد سہما ہوا ہے وہ بھی سہراب خان کے اثر سے مرعوب بلکل ساکت اور خاموش کھڑا ہے نگو بائی کا انجام ان سب کے سامنے تھا

کس ۔۔۔ کسی کسی نے نہیں چھوا اسے کسی نے نہیں چھوا ۔" نگو بائی چلانے لگی

جبکہ دوسری طرف سہراب نے اسے دور دھکیل دیا

جبکہ ارد گرد دیکھا نگو بائی کا خون فرش پر چاروں جانب بکھر گیا وہ بلکل ہر اس عورت کی طرح تڑپ رہی تھی اس وقت زمین پر پڑی جس طرح وہ یہاں زبردستی لانے والی عورت یہ لڑکی یہ بچی کو زبردستی کام پر اکساتی تھی اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے اسکے سامنے تڑپتی تھیں

سہراب اسکے آگے جما کھڑا تھا وہ مدد کے لیے چلا رہی تھی

" ارے میری مدد کرو مجھے بہت درد ہو رہا ہے

وہ یوں ہی کھڑا اسے دیکھتا رہا بھلا اسکے ہوتے ہوئے کسی میں جرات تھی آگے بڑھ کر نگو بائی کو اٹھانے کی وہ درد سے کراہ رہی تھی وہ دو آدمی نگو بائی کے خاص ملازم سہراب سے چھپے ہوئے تھے

کہ اگر سہراب کی نظر ان دونوں پر چلی گئی تو سہراب انکا انجام کیا کرے گا تبھی وہ فرار ہو گئے تھے اور چھپ گئے تھے ایک چھوٹی عمر کی بچی اگے آئی اور اسنے سہراب کی جانب آنسوں سے تر آنکھوں سے دیکھا تھا سہراب جو اس وقت زہر اگلنے کے لیے سب پر تیار تھا ایکدم پلٹا اور اس سے پہلے وہ کچھ کہتا کہ چپ ہو گیا وہ بچی صرف بارہ سال کی تھی اور بے حد کمزور تھی اور اسکی آنکھوں میں لا تعداد آنسو تھے ۔

" م۔۔مجھے مجھے یہاں نہیں رہنا مجھے میرے اماں ابا کے پاس چھوڑ دو بھائی

وہ اسکے آگے ہاتھ جوڑ گئی میر سہراب خان ساکت کھڑا اس بچی کو دیکھنے لگا ہاں شاید ہم نہیں جانتے اس دنیا میں کتنے لوگوں پر کس کس طرح کیسے ظلم کیا جا رہا ہے ۔

اسنے بڑی مشکل سانس اندر کھینچا

اور اسکے راستے سے ہٹ گیا

" جاؤ

اسنے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا ایسا لگا وہ پنجرے سے معصوم چڑیوں کو آزاد کر رہا ہوں وہ بچی بے یقینی اسے دیکھنے لگی

جبکہ اس کوٹھے کی مالکن کی بے چینی سی دیکھنے لائق تھی وہ سخت تیوروں میں نگو بائ کو دیکھنے لگی آخر کو اسی کی وجہ سے اسکے کوٹھے پر یہ سب ہو رہا تھا بس نہیں چلا ۔ کہ آگے بڑھ کر اسکا گلہ ہی دبا دے

مگر نگو بائ کا حال سب دیکھ چکے تھے آگے کوئ نہیں آرہا تھا اور نہ ہی اس عورت نے اپنا حال نگو بائ جیسا کرانا تھا

۔ کیا کیا سچ میں " وہ بچی بولی۔ تو سہراب نے سر ہلا دیا

وہ بچی شاید اپنی معصومیت دوبارہ مل جانے پر بہت خوش تھی روتی چلاتی ہوئ وہاں ۔ سے بھاگ اٹھی

۔ اور اس بچی کے دیکھا دیکھی

جیسے پنجرے سے رہا ہونے والی لڑکیاں وہاں سے بھاگنے لگیں تھیں سہراب وہیں کھڑا رہا وہ نہیں جانتا تھا کہ اسنے شاید کبھی زندگی میں کوئی اچھا کام نہیں کیا تھا نہ ہی یہ محسوس کیا تھا کہ وہ کچھ اچھا کرتا ہے یہ کر رہا ہے مگر آج ایسا محسوس ہوا کہ اسنے کچھ اچھا کیا ہے۔

وہاں سے جو جانا چاہتا تھا چلا گیا باقی ایک دو ہی کوئی لڑکی کھڑی نظر ارہی تھی نگو ۔ بائی ہائے ہائے اب بھی کر رہی تھی

۔ سہراب ایک نفرت بھری نگاہ اسپر ڈال کر وہاں سے نکل گیا

اسکا دوسرا رخ مرتضی تھا مگر وہ جانتا تھا مرتضی یہاں سے بھاگ گیا ہوگا تبھی وہ دوبارہ اپنے ہوٹل میں اگیا جیسے ہی وہ اپنے فلور پر آیا تو خاموشی اور سناٹے کا سامنا کرنا پڑا نہ جانے کیوں گڑبڑ کا احساس ہوتے ہی اسنے ذرا قدموں میں تیزی بڑھائی اور وہ بھاگ کر اپنے روم کا دروازہ کھول گیا اور جیسے ہی دروازہ کھولا تو خالی کمرہ منہ چڑا رہا تھا اسکا شک بلکل درست نکلا اسکے پیٹھ پیچھے مرتضی نے اسپر ایک اور وار کر دیا تھا مگر یہ وار اتنا خطرناک تھا کہ اب مرتضی شاید سہراب سے بچ نہ پاتا ۔

۔ اسنے دانت پر دانت چڑھا لیے

۔ وہ خالی بیڈ اور زمین پر پڑی نرس کو دیکھ کر وہیں سے پلٹ گیا

" سر ہمارے دو آدمی مار دیے ہیں

اسکے ایک گارڈ نے بتایا سہراب تیزی سے چل رہا تھا کہ گارڈ کو اسکے پیچھے دوڑنا پڑا

اسے مرتضی سے نفرت محسوس ہوئی تھی اتنی کہ کوئی اس نفرت کا اندازا نہیں لگا

۔ سکتا ہاں اتنی نفرت جتنی مرتضی بھی خود سہراب خان سے نہ کرتا ہو

پہلے عادل کو مار دیا اور اب اسکے دو گارڈز کو وہ علینہ کو بھی نقصان پہنچا سکتا تھا۔۔۔

تبھی وہ تیزی سے باہر نکلا تھا

مگر گارڈ کو کسی بھی بات کا جواب دیے بنا وہاں سے نکل گیا رخ کراچی کی جانب تھا

۔ شاید اب مرتضی کی جان کوئی بچا نہیں سکتا تھا

وہ وہاں سے نکلا تھا اسکے گارڈ نے اسے فلائیٹ کا بھی کہا مگر اس وقت دماغ کنٹرول

۔ میں نہیں تھا

مرتضی کراچی جلد لوٹنا چاہتا مگر اسطرح نہیں کہ سہراب کو پیچھے سکون دہ چھوڑ جائے کہ اسے لڑکی بھی مل جائے اور اسکے پاس پیسہ بھی بے شمار ہو وہ تو ایک لمحے کے لیے بھی نہیں چاہتا تھا کہ سہراب کی زندگی میں سکون آئے تبھی وہ ہوٹل پہنچا اور اسکے کمرے کا لاک قسمت سے اس وقت کھولا تھا اور مرتضی نے بس اسی لمحے کا فائدہ اٹھایا اور کمرے میں داخل ہو گیا اسنے نرس کے اٹھتے ہی نرس کے سر پر پاس پڑا لیمپ مارا اور وہ نرس لہرا کر زمین پر گیر گئی جبکہ اسنے بستر پر سہراب کے کمبل میں سختی سے جکڑے پڑی علینہ کو اپنے بازوؤں میں اٹھالیا اسکے لبوں پر مسکان تھی علینہ ایکدم ہوش میں اگئی اور ہوش میں آتے ہی مرتضی کے بازوں خود کو پا کر وہ گھبرا کر کچھ کرتی ہے مرتضی نے خود ہی دوسرے ہاتھ سے رومال اسکے منہ پر رکھ دیا۔

وہ لڑکی اس سے سنبھل نہیں رہی تھی علینہ ایکدم زمین پر جا گیری

اور مرتضی کو پرواہ نہیں تھی اسے کتنی چوٹ لگی یہ نہیں لگی وہ علینہ کو بازوؤں میں ۔ آچک کر تیزی سے وہاں سے کراچی کے لیے نکل گیا تھا

۔ علینہ کی آنکھ کھلی تو خود کو رسیوں میں جکڑا ہوا پایا

وہ حیرانگی سے اس جگہ کو پہچان میں لانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ جگہ پہچان میں نہیں ارہی تھی

بہت خوب جوان تم نے ہمارا دل خوش کیا ہے اگر زمین نہیں تو رکھیل ہی سہی ویسے تمھارا یہ تحفہ مجھے پسند آیا اور باقی رہی زمین کی بات تو چلو تمھارے لیے مزید "انتظار کر لیں گے

قاسم نے اسکا شانہ تھپتھپایا اور ہوش میں آتی علینہ کا چہرہ اپنے کالے سیاہ ہاتھ میں جکڑ لیا۔

علینہ کو لگا اسکا دماغ سائیں سائیں کر رہا ہو وہ ذہنی طور پر واقعی اس قابل نہیں تھی ۔ کہ وہ مزید کوئی بھی ایسی چیز برداشت کرتی

اسکے کالے سیاہ اور عجیب انداز میں رینگتے ہاتھ اپنے چہرے گالوں اور ہونٹوں پر ۔ محسوس ہوئے تو وہ تلملا گی رُونے لگی

چھ۔۔ چھوڑو م۔۔مجھے" وہ سسکی مگر سامنے کھڑے دو مرد وہ مرد نہیں تھے جو محافظ ہوتے ہیں عزتوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ تو لوٹیرے تھے ایسے لوٹیرے جن کا کام ہی عزتوں کو لوٹنا تھا

وہ چیخ چیخ کر اپنے گلہ بیٹھا چلی تھی قاسم نے علینہ کے تھپڑ مار دیا

" زہر لگتی ہے مجھے چیختی چلاتی عورت

۔ وہ اسکے بال جکڑ کر جھنجھوڑتا ہوا بولا مرتضی دور کھڑا مسکرا رہا تھا

یہ کوٹھے پر سے تو بچ گئی تھی اب یہاں سے کیسے بچتی قاسم جیسے وحشی سے کیسے بچتی علینہ کی گردن ایکدم گر گئی وہ مزید خود کو بچا نہیں سکتی تھی نم دھندلی آنکھوں سے ۔ وہ دیکھ رہی تھی مرتضی کو مسکراتا ہوا

جبکہ قاسم نے اپنی کروائی شروع کرنا چاہی ابھی اسکی گردن میں اپنا منہ دیا ہی تھا کہ اسکا فون بجنے لگا مرتضی نے بھڑک کر قاسم کیطرف دیکھا علینہ میں بلکل سکت نہیں تھی کہ وہ حل بھی سکے وہ اتنی ہی سختی سے جکڑی ہوئی تھی رسیوں میں ۔۔

۔ قاسم نے نخوت سے فون اٹھایا

۔ اسکے خاص آدمی نے اسے کوئی بات بتائی تو وہ ایکدم وہاں سے نکل گیا

مرتضی اسکی اس قسمت پر حیران ہی رہ گیا

۔ وہ اسکے سامنے آیا اور علینہ کا منہ جکڑا

وہ تمھیں بچا نہیں سکتا تم ہی ہو جس نے اسے یہاں تک پہنچایا مرتضی خان سے زیادہ اہمیت دے دی اسے ۔۔۔ لیکن افسوس نہیں نہیں بچا سکے گا تمھیں" وہ ہنسا

۔ علینہ کچھ نہیں بولی

مرتضی نے غصے سے اسکا ادھ موھا چہرہ جھٹکا اور

ابھی وہ پلٹتا کہ اسکی کمر سے ہی کسی نے اسے جکڑا اور زمین سے اٹھا کر ایکطرف پٹخ دیا

۔ مرتضی اس اچانک حملے پر چلا اٹھا

مگر سہراب سے شاید وہ خود کو بچا نہیں سکتا تھا

سہراب بنا رہے اسکی جانب بڑھا اور ایک بار پھر اسے اپنے دونوں بازوں میں جکڑ کر دیوار میں دے مارا وہ سہراب کے سامنے اتنا بھی بھاری نہیں تھا تبھی سہراب

۔ نے اسے فٹبال کی طرح دے دے کر مارا تھا

" اچھا کمینے تو تو مارے گا اسے ہاں تو مارے گا تو جانتا ہے یہ کس کی ہے جانتا ہے

وہ اسکی گردن جکڑ کر چیخا کہ چارو جانب اسکی آواز بکھر گئی اور اسکی آواز کی گونج دور دور تک سنائی دی تھی ۔

سہراب اس سے پہلے مرتضی کیطرف مزید بڑھتا کہ مرتضی اٹھ کر وہاں سے بھاگنے لگا مگر سہراب نے اسکی گردن جکڑ لی ۔

اور وہ پھر جانتا نہیں تھا اسنے مرتضی کو کس کس طرح مارا تھا اتنا مارا اتنا مارا کے مرتضی کا سر پھٹ گیا

اسکا چہرہ لہولہان ہو گیا اسکے کپڑے پھٹ گئے مگر سہراب پاگل ہو چکا تھا

قاسم اور اسکے آدمی شور ہنگامے پر اندر بھاگتے آئے مگر یہ منظر دیکھ کر اور سامنے والے کا وجود اور اسکا وحشی پن دیکھ کر وہ لوگ وہیں رک گئے

مرتضی کو ایک چھوٹے کیطرح اسنے دور دھیالا اور مڑ کر ان سب کی جانب دیکھا

۔

آنا" دونوں ہاتھوں میں علینہ کا چہرہ پکڑ کر اسنے دیکھا تو اسکا دل کٹ گیا اسکی وجہ سے وہ کیا کیا سہہ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

علینہ نے آنسو سے تر چہرے سے اسکیطرف دیکھا اور وہ خود پر پڑے اس اذیت

۔ آمیز لمحوں کو بوجھ نہ سہتے ہوئے بچوں کیطرح رو دی

۔ جبکہ سہراب نے اسے پھر سے سینے میں جکڑ لیا اسکے ہاتھ جلد از جلد کھولے

۔ اور اسے آزاد کر لے خود میں پیوست کر لیا

اسکے بالوں پر پیار کرتا وہ خود میں سیمٹنا چاہ رہا تھا

۔ کہ مرتضی نے پیچھے سے اسکے سر میں کوئ چیز مار دی

۔ ایکدم جیسے سب سن ہو گیا

۔ علینہ پر سے اسکا ہاتھ ہٹا اور

۔ وہ پیچھے جا گیرہ جبکہ سہراب کے سر میں سے خون بہت تیزی سے بہہ رہا تھا

اچانک آنکھوں کے آگے دھندلا پن چاہ گیا جبکہ وہ کوئ بھاری چیز تھی لوہے کی

۔ سہراب کے اوسان خطا کر گی کہ وہ اتنا مظبوط طاقت ور شخص کیسے ڈھیر ہوا تھا

۔ دوسری طرف علینہ ایکدم اسکی جانب بڑھی

" سہراب سہراب

وہ اسکا نام پکارتی ارد گرد دیکھتی اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی

"۔ سہراب اٹھو پلیز

وہ رو رہی تھی جبکہ قاسم نے ہنستے ہوئے علینہ کو پیچھے کھینچ لیا

۔ سہراب" علینہ چلائی

سہراب کی آنکھوں میں کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا

قاسم نے ہنستے ہوئے سہراب کی طرف دیکھا اور اسنے اس لوہے کے راڈ کو سہراب کے منہ پر مارنے کے لیے ہوا میں بلند کیا جبکہ اس فضا میں علینہ کی چیخیں بھی تھیں

۔ کہ ٹھا کی آواز سے ایکدم سکوت چاہ گیا

مرتضیٰ کے ہاتھ سے علینہ چھٹی اور

۔ سہراب کی جانب دوڑی

وہ اسکو اپنے کمزور بازؤں میں سمیٹ چکی تھی یہ سمیٹنا چاہ رہی تھی

۔ سہراب" وہ پاگلوں کیطرح چیخی تھی

مرتضی نے باپ کی جانب بے یقین نظروں سے دیکھا مراد خان کے ہاتھ سے گن

۔ چھوٹی اور وہ زمین پر بیٹھتے چلے گئے

وہاں سب حیران تھے جبکہ دو آنکھیں تو اتنی حیران تھیں کہ بس باپ کو دیکھے جا

رہیں تھیں

مراد نے ایک شور سے چیخ ماری تھی اتنی زور سے کہ گویا مردے بھی جاگ جائیں

۔ مرتضی منہ کے بل زمین پر جا پڑا

۔ اسکے سر سے خون پانی کیطرح بہنے لگا

جبکہ مراد خان نے بیٹے کی جانب دیکھا جس کا قیمتی خون آبشار کی صورت بہہ رہا تھا

۔

اور وہ تڑپ اٹھے تھے دیوار سے لگے بڑی طرح رونے لگے علینہ سہراب پر چھاؤ بنی

ہوئی تھی اسنے سہراب کو ایسے جکڑا ہوا تھا اور خود مرتضی کے سر سے نکلتے خون کو

۔ دیکھ رہی تھی

جیسے سہراب کو کچھ ہو گیا تو وہ کیا کرے گی

کہی اسے لگ نہ جائے جبکہ سہراب بھی باپ کو دیکھ رہا تھا۔

مراد نے بھی سہراب کی جانب دیکھا مرتضی کی آنکھیں بھی مراد کو ہی پھٹی پھٹی

۔ نظروں سے دیکھ رہیں تھیں

۔ عجیب سی حالت تھی مراد خان نے سہراب کی جانب دیکھتے نفی میں سر ہلایا

اسے معاف کر دینا

میری محبت میری بے جا محبت تمھاری مجرم ہے اور اسکی بھی اسکی بھی مجرم ہے۔

۔ " مراد خان نے مدھم آواز میں کہا اور وہ ہی بندوق اٹھالی

۔ سہراب خود زخمی تھا

۔ وہ وہ ہاں وہ انھیں روکنا چاہتا تھا

۔ یہ تم سے میری وجہ سے نفرت کرتا تھا

" یا یا اس کی کمزوری اسکی کمزوری اسے اکساتی تھی کہ تم سے نفرت کرے

۔ مراد بری طرح رو رہے تھے

سہراب نے ہاتھ اٹھا کر انھیں جیسے روکنا چاہا مگر مراد نے جھک کر اسکی زخمی پیشانی

چومی اور فضا میں ایک اور گولی کی آواز گونجی اور مراد بھی بیٹے کے ساتھ جا کر

۔ پڑے تھے قاسم اپنے آدمیوں کے ساتھ وہاں سے بھاگ چکا تھا

۔ سہراب کی چیخ پر علینہ نے اسے سینے میں سمیٹ لیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ہاسپٹل میں تھی سہراب کے سر پر سٹیچیز آئے تھے وہ بے ہوش تھا ڈاکٹرز نے زبردستی اسکا بھی علاج کیا تھا جو کچھ کرانے کے لیے تیار نہیں تھی اسنے خود کو ہر ممکن طریقے سے نارمل رکھنا چاہا مگر وہ اسی کے کمرے میں صوفے پر بیٹھی تھی بلکل خود کو سمیٹے اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اسنے دوپٹہ لیا ہوا تھا اور سفید دوپٹے میں اسکے چہرے پر عجیب ہی کشش تھی اوپر سے خوف زدہ نظریں خود میں سمیٹنا چاہ رہیں تھیں۔

۔ اسنے روم لاک کیا ہوا تھا کہ کوئی نہ آئے ان دونوں کے پاس

سہراب اب بھی بے ہوش تھا حالانکہ اسکا علاج ڈاکٹرز نے کر دیا تھا مگر شاید وہ

۔ ہوش میں آنا نہیں چاہ رہا تھا

تھوڑی دیر وہ یوں ہی بیٹھی رہی بس کچھ ہی دنوں میں ان دونوں کی دنیا کیسے تہس

۔ نہس ہو گئ تھی

وہ اپنی ساری زندگی میں سے یہ لمحے نہیں نکال سکتی تھی جو اسنے کوٹھے پر گزارے تھے چھ ماہ اسکی زندگی میں ایسا بدلاؤ لائے تھے کہ علینہ جیسی لڑکی بھی اپنی آنا اپنا غرور سب کھو کر جیسے دھول ہو گئی تھی ۔

ہاں ان سب میں اگر ایک چیز نہیں بدلی تھی وہ صرف یہ تھی کہ وہ سہراب سے محبت نہیں عشق کرنا نہیں چھوڑ پائی تھی

وہ یوں ہی بیٹھی تھی آنسو صاف کر کے وہ اٹھ کر سہراب کے پاس آئی اور اسکو دیکھنے لگی

ابھی وہ یہ سمجھ کر کہ وہ ہوش میں نہیں آیا پلٹتی کہ چونک کر دوبارہ پلٹی ۔ اسکی بند آنکھوں سے آنسوں گیر رہے تھے علینہ نے اسکا چہرہ تھام لیا ۔ سہراب نے اسکے ہاتھ جھٹک کر آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا ۔ علینہ نے برا نہیں بنایا ایک بار پھر اسکا چہرہ تھام لیا

یہ سب تمھاری وجہ سے نہیں ہوا سہراب سچ ہے یہ اس میں تمھارا قصور نہیں ہے " وہ دونوں اپنی جان کے زمہ دار خود ہیں ۔ وہ سات سال سے جانتی تھی اسکو

۔ سمجھ گئ تھی اسکے اندر کی کیفیت

ایک بار ایک بار مرنے سے پہلے بس ایک ایک بار آنا میں نے کبھی انکی محبت کی ضد نہیں کی ایک بار تو وہ میرے بارے میں سوچتے میں نہیں جانتا مرتضی کو کون سا مرض تھا جو ساری زندگی انھوں نے اسکے بارے میں سوچا میں انکی اولاد نہیں تھا جو میرے بارے میں نہیں سوچا ٹھیک ہے مار دیا اسے میں انھیں کچھ نہ ہونے دیتا میرے ساتھ رہتے تو سہی آخری وقت میں بھی ثابت کر گئے کہ وہ مجھ سے نفرت کرتی ہیں میں اج تک ان کی نفرت کی وجہ نہیں سمجھ سکا "۔

وہ چیخ رہا تھا

علینہ نفی میں سر ہلاتی اسکے گال پر گیرتے قیمتی آنسوں کو صاف کر رہی تھی جبکہ وہ شاید خود نہیں جانتا تھا کہ وہ رو رہا ہے ۔

آنا میں نے تمھارے جانے کے بعد ان پر ثابت کرنے کے لیے کام کیا میں کبھی خود سے کمانے نہ نکلوا نکے لیے تا کہ میں انکو ثابت کر سکوں کہ میں لوزر نہیں ہوں تا کہ وہ اپنی محبت اور نرمی کا تھوڑا سا مجھے بھی حصہ دیں ۔

" مگر وہ اسکے ساتھ ہی چلے گئے اسکے ساتھ مجھے سخت نفرت ہے مرتضی سے

۔ وہ چیزیں اٹھا کر دیا

" پلیز تمھارے سر پر چوٹ لگی ہے مت سوچو اس بارے میں

کیوں نہ سوچوں آنا حسرت ہی رہ گئی میرے دل میں انکا ایک نرم لفظ سننے کی

۔۔۔۔ایسے ہوتے ہیں ماں باپ ایسے اپنی ہی اولاد میں تفریق کرنے والے اپنی ہی

اولاد کو میرے جیسا یہ مرتضی جیسا بنا دینے والے۔" وہ اسکے ہاتھ پھر سے جھٹک

گیا

" سہراب

علینہ نے پھر سے اسکا چہرہ تھام لیا

تمھارے سٹیچیز سے خون ارہا ہے۔" وہ پریشانی سے اسکے سامنے اپنی کانپتی

انگلیاں کر دی

" دفع کر دو ان سب چیزوں کو

۔ اسنے اسکو دور دھکیل دیا

وہ سب بھول کر پھر سے اسکے لیے بچہ بن گیا تھا جس کو سنبھالنا علینہ کا فرض تھا

وہ پیٹھ موڑ کر لیٹ گیا علینہ وہیں تھی مگر اس سے بولی کچھ نہیں وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹا تھا ۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر آیا اور سہراب کے نہ نہ کرے کے باوجود اسکے سر پر دوبارہ پٹی کر کے زبردستی اسکو نیند کا انجکشن لگا دیا ۔

وہ علینہ کا ہاتھ تھامے ہی سو گیا تھا ۔

وہ خاموش کھڑی اسکے خوبرو چہرے کو دیکھتی رہی جس کی دیوانی پوری دنیا ہی ہو چکی تھی اسکی ہر البم اتنی ہٹ جا رہی تھی کہ اسکے پاس کام کی بھرمار تھی ۔

لیکن وہ اپنے سچے رشتوں کی محبت کی چاہ میں ہلکان تھا ۔۔۔

علینہ نے نرمی سے اسکے گھنے بالوں میں انگلیاں چلائیں

کاش میں تمھارے دماغ اور دل سے یہ سب باتیں چھین لوں چھین کر پھینک دوں "

وہ چاہت سے بولی تھی ۔

مگر وہ ایسا کچھ نہیں کر سکتی تھی اسنے اپنی طبعیت اور ہر شے کی پرواہ کیے بنا ہی خود گارڈز سے کہہ کر پاستہ بنایا تھا ہسپتال کی کنٹین میں ۔

وہ بھول گئی تھی کہ وہ ذہنی طور پر کتنی ڈسٹرب تھی وہ بھول گئی تھی کہ اسنے اسکے سینے پر رو رو کر چھ مہینوں کا غم ہلکا تو ابھی کیا ہی نہیں تھا بس دوسرا ہی دن تھا جو وہ ملے تھے ایک دوسرے کو ۔

اور ایک بار پھر وہ کھڑی تھی اسکی بے ساکھی بننے کے لیے اپنے زخمی چور وجود سے ہی سہی ۔

محبت بس ایسی ہی ہوتی ہے بے لوث اور شاید اتنی بے لوث کے آپکی محبت آپ ٹوٹے ہوئے ہاتھوں سے بھی سہارا مانگے تو آپ سہارا دینے کو کھڑے ہوتے ہیں یہ پرواکیے بنا کہ آپ کے بارے میں کوئی سوچ رہا ہے یہ نہیں وہ محبت بس آپ سے ہی سہارا چاہ رہی ہے وہ آج بھی جانتی تھی میر سہراب علی خان اس سے محبت نہیں کرتا "

وہ مسکرا دی ۔

اپنی محبت کی رسوائی پر آنکھیں بھیگیں ضرور تھیں مگر وہ آج کل گزرنے والے حالات پر کچھ کہنا نہیں چاہتی تھی جو کچھ بھی وہ رہا تھا وقت گزر رہا تھا ۔

اور وقت پر اسنے سب چیزوں کو چھوڑ دیا تھا اب اسکا نصیب نہ جانے اسے کس راہ

۔ پر لے کر چلنے والا تھا

اس دن کے بعد وہ پانچ روز ہاسپٹل میں رہے سہراب پہلے سے بہتر تھا مگر نہ ہی

علینہ سے لڑتا تھا نہ ہی اسپر کوئی فقرہ کسا اور بات بھی بس بہت کم نہ اسکے ہاتھ کا بنا

۔ پاستہ کھایا

وہ نہیں جانتی تھی کیوں شاید وہ قصور نکال رہا تھا کہ اس سب میں اس کا قصور ہے

یہ دل سے اتناد کھی تھا کہ وہ لاپرواہیاں بے پرواہیاں کرنے کا دل نہیں تھا علینہ بھی

خود سے میڈیسنز لے رہی تھی تاکہ بس فقت اسکے لیے ٹھیک ہو سکے تاکہ اسے

۔ پہلے جیسا کر سکے

مگر سہراب کے رویے میں تبدیلی نہیں ارہی تھی

۔ وہ ویسا ہی تھا بہت خاموش اور بہت سنجیدہ ہو گیا تھا

پورے پانچ دن بعد وہ بہتر ہوا تو اسنے علینہ کو آواز دی

" آنا

وہ بولا اپنے موبائل پر کچھ دیکھ رہا تھا

"ہمم

۔ علینہ پلٹی

"کب ڈسچارج دے رہے ہیں مجھے

وہ پوچھنے لگا

تم کافی بہتر ہو گئے ہو میں ڈاکٹر سے بات کرتی ہوں دیکھتے ہیں پھر کتنے دنوں میں ملتا ہے" وہ تفصیلی جواب دے کر اس سے بھی کترا رہی تھی جب وہ بلکل سنجیدہ ہو گیا تھا تو علینہ نے بھی اپنے تمام تر جزبات کا اور تکلیفوں کا گلہ گھونٹ لیا تھا وہ

۔ نارمل ہو چکی تھی

" نہیں میں خود بات کرتا ہوں

۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور

۔ خود ہی باہر نکل گیا

وہ نہیں جانتی تھی وہ اسکے ساتھ ایسا رویہ کیوں رکھ رہا ہے

۔ مگر وہ ایسا ہی تھا

۔ چیڑ جاتا تھا تو بے قصوروں پر بھی غصہ نکالتا تھا

وہ باہر جا کر خود ڈاکٹر سے بات کر رہا تھا علینہ اسکا انتظار کرنے لگی وہ باہر نہیں گئی تھی نہ جانے اسکا کیوں دل نہیں کرتا تھا اب کسی سے بھی ملنے کا جبکہ وہ وہی بیٹھی اسکا انتظار کرنے لگی وہ کچھ دیر میں لوٹا اور اسکی جانب دیکھا

"چلو میں نے چھٹی لے لی ہے

"کیا یہ مناسب نہیں تھا تمھارے سٹیچیز کھل جاتے تب ڈسچارج وہ جاتے

وہ بولی سہراب نے بس ایک نظر اسکیطرف دیکھا اور کوئی بات کیے بنا وہ موبائلز

۔ اور گاڑی کی چابی کے ساتھ والٹ لے کر وہاں سے اسکا ہاتھ پکڑ کر نکل گیا

علینہ اسکے پیچھے چل رہی تھی وہ گاڑی کے قریب آیا اسکے گارڈز آگے بڑھے تھے مگر وہ مرتضی نہیں تھا جو بہت پر فیکشن کے ساتھ زندگی گزارتا وہ سب کو دور کر کے وہ خود ڈرائیو کرنے لگا علینہ کو فکر ہوئی

" کیا میں ڈرائیو کر لوں

۔ وہ زرا جھجھکتے ہوئے بولی

" نہیں

۔ وہ سنجیدگی سے بولا

علینہ چپ ہو گئ وہ کہاں جا رہے تھے یہ تو گاڑی چلانے والا جانتا تھا علینہ نے بیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد گاڑی کو سہراب کے گھر کے باہر دیکھا انکے پیچھے گارڈز کی

۔ گاڑی بھی رکی تھی

۔ سہراب اندر چلا گیا تو علینہ بھی خود اسکے پیچھے آ گئ

وہ دونوں اندر گئے تو شیلہ لاونج میں ہی تھی ماہین اور شیلہ

نے سہراب کو دیکھا اور ایکدم شیلہ سہراب پر جھپٹی اسکے منہ پر کھینچ کھینچ کر تھپڑ مارے

لے گئے میرے بیٹے کو مار دیا میرے بیٹے کو کھا گئے حسد کرتے تھے تم میرے بچے سے حسد سہراب تم اسی حسد میں خوش نہیں رہ سکو گے میرا بچہ مار دیا تم نے اپنے باپ کو کھا گئے تم آخر ہمارے زندگیوں میں لوٹے ہی کیوں تھے تم سہراب کیوں کیوں کیا تم نے میرا مرتضی مار دیا میرا بچہ مار دیا تم نے کیسے کیسے میرا بچہ ساری

" زندگی سے تمھاری وجہ سے چین سے جی نہیں سکا مر کیوں نہیں گئے تم

وہ اسکا سینا پیٹتی اسکو مسلسل مار رہی تھی کہ علینہ کا بس نہیں چلا کہ جا کر شیلہ کے ہی کھینچ کر تھپڑ مار دے مگر اس وقت کچھ بھی کہنا فضول تھا سہراب انکے سامنے پتھر بنا کھڑا تھا

اسنے شیلہ کے دونوں ہاتھ تھام لیے

" میں بھی تو آپکا بیٹا ہوں

۔ وہ بس اتنا ہی بولا شیلہ روتی ہوئی انکھوں سے اسے دیکھنے لگی

ماں کا دل تو بہت نرم ہوتا ہے اور کمزور اولاد کیطرف تو بہت زیادہ نرمی لیے ہوئے ہوتا ہے کہ اسکی ہلکی سی تکلیف پر ماں کا کلیجہ ہلتا ہے ماں تو ماں ہوتی ہے ماں جاہل ہو یہ پڑھیں لکھی ممتا تو کم نہیں ہوتی تو مجھ سے کیوں میں تو کمزور تھا آپکی اولاد میں مجھ سے اتنی نفرت کیوں "

وہ آج سوال کر رہا تھا اسکی آنکھوں میں دیکھتا سوال کر رہا تھا

" ہاتھ چھوڑو میرا

شیلہ نے غصے سے کہا

سہراب نے ہاتھ چھوڑ دیے

کیا لینے آئے ہو اب یہاں مجھے اور میری بیٹی کو نکالنے آئے ہو جان تو تم گئے تھے

" تمھارے نام ہے یہ سب نکالنے آئے وہ نہ

۔ وہ بھڑک رہی تھی جبکہ

ماہین نے ماں کی جانب دیکھا

پلیز مام بس کر دیں اب بس کر دیں اسے اسکا قصور آج بتا ہی دیں اسکا قصور بتا کر

" اسے آزاد کر دیں اس الجھن سے اس ضد سے

۔ ماہین غصے سے چیخی

۔ وہ تھک گئی تھی یہ سب دیکھ کر

کہ آج بھی اسکی ماں وہیں کھڑی تھی جبکہ مرتضی کے لیے بچپن سے انکے گھر کا

۔ شیرازہ بکھرا ہوا تھا

نہیں نہیں میرا بیٹا بلکل پرفیکٹ تھا بلکل پرفیکٹ سب اسی کا قصور ہے سب اسی کا

"

۔ سہراب نے الجھن بھری آنکھوں سے ماہین کیطرف دیکھا

۔ جیسے جاننا چاہ رہا ہو کہ وہ کیا بتانا چاہتی ہے اسے

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

سہراب ماہین کو الجھن بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جیسے جاننا چاہ رہا ہو جو وہ بتانے لگی تھی شیلہ ایک ہی بات بار بار کہتی جارہی تھی کہ اسکا بیٹا بلکل پرفیکٹ ہے جبکہ ماہین اندران کے کمرے میں چلی گئی سہراب بچپن میں شاید انکے کمرے میں دو بار ۔ ہی گیا ہوگا اور آج وہ اتنا بڑا ہو چکا تھا آج تک وہ اس کمرے میں نہیں گیا تھا

علینہ اسر سہراب کی بھی نظر ملی دونوں ہی جیسے متجسس کھڑے تھے

۔ ماہین دو منٹ بعد باہر نکلی اور اسنے سہراب کی جانب وہ فائل بڑھادی

سہراب کی آنکھوں میں الجھن تھی اسنے ماہین کے ہاتھ سے وہ فائلز لے لی

۔ یہ ہے وجہ جو بچپن سے آج تک تمھارے اور مرتضی کے بیچ دڑاڑ رہی

اور یہ دڑاڑ ہمارے گھر کو توڑ گئی

۔ ہم سب کو ایک دوسرے سے چھین کر لے گئی

وہ بولی تو لہجہ بھیگ گیا

۔ سہراب جاننا چاہتا تھا کہ آخر اسے ساری زندگی کا بات کی سزا ملی تھی

اسنے وہ فائل کھولی ماہین نے شیلہ کو تھام لیا جو بری طرح رو رہی تھی

اور سہراب جیسے جیسے وہ فائل پڑھتا گیا اسے لگا اسکا سر گھوم رہا ہو جیسے چارو جانب

۔ سے ہر چیز ہل رہی ہو اور وہ تیز آندھی میں اکھڑا ہو

وہ حونک نظروں سے کبھی ماں کو تو کبھی بہن کو دیکھا

میں میں تمھیں کہہ رہی ہوں تم کچھ نہیں تھے وہ ہی سب تھا۔اور اور میرا بچہ

ساری زندگی اسی کمپلیکس میں رہا میں اس کے اندر سے یہ بات ختم کرتی رہ گی مگر

۔ وہ۔۔ مگر وہ بھی مجبور تھا کیا کرتا آخر کیا کرتا کہ قدرت نے ہی اسے ایسا بنایا تھا

سہراب کے ہاتھوں سے فائلز چھوٹ کر زمین رہ جا گیری

۔ ہاں سہراب اسی وجہ سے کبھی تمھیں تمھارا حق نہ مل سکا

کبھی تمھیں تمھارے حصے کی محبت نہیں مل سکی اور سب

۔ مرتضی کو پرفیکشن کا احساس دلانے کے لیے تمھیں روندتے چلے گئے

ہم نے قدر ہی نہیں کی کہ کسی کو سنوارے کے لیے ہم تمھیں برباد کر رہے ہیں

" مگر مگر وہ بہت حساس تھا

۔ وہ سر تھام گیا

۔۔۔ زندگی میں کہیں کبھی اسے اس بات کا احساس ہی نہیں ہونے دیا کسی نے

اسی کے جھمیلوں میں اسے اتنا پھنسا دیا کہ وہ جان ہی نہیں پایا کہ اسکا بھائی آخر کیا

۔ ہے

علینہ سہراب کو دیکھ کر پریشانی سے آگے بڑھی اور اسنے وہ فائلز اٹھالیں وہ ایک ایک چیز کو دیکھتی جارہی تھی اور اسنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا

یہ بڑاانکشاف تھا

۔ اور بلکل یہ سہراب کے لیے بڑاانکشاف تھا

یہ مرتضی کی رپورٹس تھیں

جس میں مرتضی کے اندر موجود سب سے بڑی خامی کے بارے میں درج تھاعلینہ حیران اور حونک رہ گئی یہ لوگ جانتے بھی تھے پھر بھی مرتضی کی شادی کرا رہے تھے اور وہ خود بھی کر رہا تھا ۔

علینہ کو یہ رپورٹس دیکھ کر یاد آیا کہ مرتضی نے تنہائی میں بھی اسے نہیں چھوا تھا ۔

مرتضی جب ایک پرفیکٹ مرد کے خاکے میں پورا اترتا ہی نہیں تھا تو وہ عورت میں دلچسپی لیتا بھی کیسے ۔

اس میں خامی ہی اسکی نہ مردانگی کی تھی ۔

تو وہ کیوں لیتا جب وہ مرد تھا ہی نہیں تو وہ کیسے شادی کرتا تبھی اسنے فاطمہ سے بھی کسی قسم کا بدل لیا بنا اس سے علیحدگی کر لی تھی ۔

علینہ سہراب کی کیفیت تک پہنچ نہیں پا رہی تھی

اسی بات کے تحت اسے فیڈ زپڑتے تھے وہ اپنے اندر کی کمزوریوں سے چیڑ کھاتا تھا

سہراب ---

وہ جو تھا وہ بننے کے لیے اسکا اندر اپنا آپ اسے اکساتا تھا جسے

۔ وہ بمشکل ڈھانپ کر چلتا تھا کیونکہ اسے خود سے بھی چیڑ تھی

۔ کیونکہ اسے نفرت تھی کہ خدا نے نہ اسے مرد بنایا مکمل اور عورت بھی نہیں

۔ مگر جو اسے اللہ نے بنایا وہ اس تقسیم پر راضی نہیں تھا

۔ تبھی تبھی یہ سب ہوا

۔ وہ بچپن سے تم سے نفرت کرتا تھا کیونکہ وہ اپنی کمزوری سے آگاہ تھا

وہ جانتا تھا تم میں لڑکوں والی باتیں ہیں تم پسند کرتے ہو لڑکوں کیطرح کھیلنا کودنا

جبکہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اسی طرح کھیلنا چاہتا تھا مگر اسکا دل پھر بھی کسی اور

چیز میں لگتا تھا وہ خود کو بچاتا تھا وہ سنوارتا تھا ایک مرد کے خاکے میں ڈھانپتا تھا مگر

۔۔۔ بے سود

پھر اسنے تم سے نفرت کرنا سیکھ لی۔

اسے علم ہو گیا اس میں ایک بات ہے اور وہ یہ کہ وہ تم سے مردوں کی طرح نفرت کرتا ہے اور اسے یہ بات خود میں اتنی پسند آئی کہ اپنے لیے ہی اسنے تمھاری طرف سے سب کا دماغ میک کرنا شروع کر دیا۔

۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ تم کبھی یہ جان سکو وہ پرفیکٹ نہیں

وہ چاہتا تھا تم میں خامیاں ہوں۔

تم نے اسکے منہ پر کپ مار دیا ہم سب جانتے تھے اسنے تمھیں ٹیز کیا ہو گا مگر ہم کچھ نہیں بولے کیونکہ تم پھر بھی سنبھل سکتے تھے مگر وہ حساس تھا۔

جب تم اور وہ لڑتے تھے تو ڈیڈ تمھاری طاقت سے آگاہ تھے جانتے تھے کہ تم اسے لمحوں میں ڈھیر کر دو گے مگر اسکو احساس نہ ہو تبھی تمھیں مارتے تھے۔ کہ تم کمزور رہو اور وہ خود کی خامی کو خود پر حاوی نہ کرے

ڈیڈ کو اس سے زیادہ محبت اسکی وجہ سے ہوئی۔

ڈیڈ کو اسکے نقص کی وجہ سے تم سے نفرت ہوئی

مجھے۔۔ماں کو ہم ہر پل اس فکر میں رہتے تھے مرتضی کو کچھ ہو نہ جائے تم چلے جاؤ ۔ یہاں سے تم یہ گھر چھوڑ دو

وہ مردوں کی طرح خون دیکھ نہیں سکتا تھا اسکے اندر ہمت نہیں تھی وہ عورتوں ۔ کیطرح خون دیکھ کر گھبرا اٹھتا تھا چیختا تھا

وہ نہیں چاہتا تھا کہ تم اسکے اندر کی خامی سے آگاہ ہو جاؤ اور خود کو اس سے طاقتور سمجھو

وہ لائق تھا اسنے تمھیں تعلیم سے مات دی وہ خود کو مقابلے میں رکھتا تھا

اسنے اپنا چہرہ ٹھیک کرا لیا اور اس دن ٹھان لی تمھارے چہرے کو نشان دینے کی اور اسنے ایسا ہی کیا۔۔۔

مگر ہم میں سے کوئ نہیں بولا

کیونکہ ہم اندھے ہو گئے تھے اسکے جزبات اور احساسات دیکھ کر ہم اندھے ہو گئے تھے بھول گئے تھے کہ تم جیتے جاگتے احساس رکھنے والے انسان ہو

تمھارے چہرے کو نشان دے کر وہ بہت خوش تھا مام ڈیڈ اسکو دیکھ کر خوش تھے

۔ اور شاید میں بھی

تم واپس لوٹے اور تمھارے طاقت ور ہاتھ اسکے اندر کی خامی کو پھر سے اسکے منہ

۔ کے سامنے لے آئے

اسکو بہت عرصے بعد فیڈ پڑا تھا ہم پریشان ہو گئے تھے

۔ مگر ہم کچھ نہیں کر سکے تم سے نہ نفرت ختم کر سکے نہ اس سے محبت

ہم۔۔۔۔ہاں میں مانتی ہوں آج ہم سب ہی وجہ سے تم سمیت ہم سب تباہ ہو گئے

۔ تمھارے دل سے رشتوں کا پاس اٹھ گیا اور ہمارے ہاتھوں سے سب نکل گیا

ماہین رو رو کر اسے یہ سب بتا رہی تھی

۔ سہراب اپنے بال دونوں ہاتھوں میں جکڑے بیٹھا تھا علینہ خود ساکت تھی

اسے تم سے نہیں بلکہ دنیا کے ہر مرد سے چیڑ تھی کیونکہ وہ پرفیکٹ نہیں تھا اور تم

" پرفیکٹ تھے

۔ وہ چیخی

علینہ نے سہراب کی سرخ آنکھیں دیکھی

"دیکھو تمھاری بد عاؤں نے آج ہم سے سب چھین لیا تمھارے پاس تو سب ہے

۔ وہ بولی جبکہ سہراب نے اپنی آنکھیں صاف کیں اور ایکدم اٹھا

ایک اور وجود بھی تھا جو کچن کے دروازے میں کھڑا یہ سب سن رہا تھا اور وہ آنا تھی

۔

۔ یہ سچ تھا مرتضی کبھی اسکی جانب بھی نہیں بڑھا تھا

۔ جبکہ مراد خان نے بھی اسپر گندی نظر ڈالی تھی مگر مرتضی نے نہیں

سہراب نے شاید مرتضی کے کمرے میں پہلی بار قدم رکھا تھا

اسنے اس کمرے کی شان و شوکت پر ایک نگاہ ڈالی اور اسکے بعد

وہ مرتضی کی الماریوں کو دیکھنے لگا اسنے ایک ایک چیز نکال کر باہر پھینک دی تبھی

مرتضی کی الماری سے۔

اسے سرخ لباس اور نقلی بال اور سرخ لیپسٹک ملی ایکدم اسنے یہ سب اپنے ہاتھ سے جھٹک دیا

شیلہ نہ ایک بار پھر اسے مارنا شروع کر دیا تھا

کیوں آئے ہو تم یہاں کیوں آئے ہو میرے بیٹے پر ہنس رہے ہو تم ہنس رہے ہو اسکی بے بسی پر "

ہاں اچھا ہوا تھا کہ وہ زندہ نہیں رہا آج مجھے احساس ہو رہا ہے ۔

کہ مراد نے اچھا کیا جو اسے مار دیا کم از کم میرے بیٹے کا دل تو نہیں کٹے گا ۔

ماہین نے اسے دور کھینچا کیونکہ سہراب ماں پر توجہ نہیں دے رہا تھا

وہ دیکھنا چاہتی تھی وہ کیا کر رہا ہے

سہراب کو بالآخر اپنی مطلوبہ چیز مل گی اور اسنے سٹدی ٹیبل ڈھونڈی ۔

اور وہاں سے پن اٹھا کر اسنے ان فائلوں پر اپنے سگنیچر کئے اور وہ فائلیں ماہین کے منہ پر دے ماری ۔

وہ اب سرخ نظروں سے ماں اور بہن کو دیکھ رہا تھا

اگر مجھ سے مقابلہ کرنے کے بجائے یہ بتادیتے کہ بھائی کا خیال رکھو میر سہراب علی خان تو خدا کی قسم سہراب خان اپنی ہستی مٹادیتا اسے خوشیاں دینے کے لیے ان ان چیزوں کی اوقات میری نظر میں اتنی ہے ماہین خان جتنے لمحوں میں میں نے ۔ تمھارے مرے ہوئے بھائی کے نام یہ سب کیا ہے

" ۔ ایسی جائیداد پر تھوکتا بھی نہ سہراب خان اگر مجھے بھی کوئی اپنا سمجھتا

۔ وہ سرخ چہرے اور سرخ نظروں سے کہتا دھاڑا

۔ مجھے مار دیا

" مجھے جیتے جی مار دیا۔ نہیں کون سا سکون حاصل کر لیا اب اس نے

وہ ماں کی جانب دیکھنے لگا

میں ساری زندگی تڑپتا رہا ایک لمس کو ماں کے پیار کو باپ کے پیار کو اپنی بڑی بہن کی محبت کو جو وہ مرتضی سے کرتی تھی جیسے مان سے وہ مرتضی سے بولتی تھی وہ مجھ سے بھی تو ویسے بول سکتی ہے ارے میں ابھر تا نہ۔

" مجھے بتاتے تو سہی

وہ ماہین کو جھنجھوڑ گیا

ماہین رونے لگی

" مگر فرق ہی رہا اور یہ فرق کبھی ایک نہیں ہونے دے گا

وہ وہاں سے نکلنے لگا

" ۔ مت جاؤ سہراب ماں کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں رک جاؤ

۔ ماہین بولی جبکہ وہ علینہ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا

جبکہ آنا بھی روتے ہوئے وہاں سے پلٹ گئی تھی مرتضی کے جال میں آ کر اس آدمی کے سامنے اسنے اپنی آبرو کھودی تھی یہ

احساس اسے مارنے کے لیے کافی تھی

علینہ کچھ بول نہیں سکی کہنے کے لیے تو اسکے پاس بھی کچھ نہیں تھا مگر وہ غصے میں

۔ لگا تھا

۔ علینہ بار بار اسکی طرف دیکھتی مگر سہراب سامنے دیکھ کر ڈرائیو کر رہا تھا

۔ اور کافی رش ڈرائیو کر رہا تھا

"نکاح کرو گی مجھ سے

اچانک وہ بولا کافی سٹریٹ فارورڈ سوال تھا علینہ نے ہمیشہ تمنا کی تھی وہ اس سے یہ سوال کرے اس سے پوچھے مگر آج وہ گھبرا گئی مگر انکار کی ہمت نہیں تھی اور اسکو انکار کر کے اپنی محبت کی بے حرمتی نہ کر دیتی وہ سر اثبات میں ہلا گئی

علینہ تلخی سے مسکرائی

اسے آج بھی محبت نہیں تھی

۔۔۔ شاید ہمدردی تھی اور پوچھا بھی تو کیسے

کاش وہ کہتا میں تمھارا عاشق ہوں زرا آوارہ سا شادی کر کے سنبھال لو وہ کتنا خوش ۔ ہوتی

مگر سوال بھی کیا تو ایسا لگا کھینچ کر کچھ مارا ہو۔

اسنے گاڑی مسجد کی جانب موڑلی اور مولانا سے بات کی تو پہلے تو انھوں نے عجیب نظروں سے دیکھا گو یا وہ دونوں بھاگ کر کر رہے ہوں مگر سہراب کی سنجید گی کے آگے کچھ بولے بنا ہی مسجد کے ساتھ بنے اپنے گھر میں آنے کی دعوت دی ۔

اور وہیں پر کچھ پیسوں کے آویز گواہوں کا انتظام کر کے ان دونوں کا نکاح پڑھانے لگے علینہ کے لیے یہ منظر معجزے سے کم نہیں تھے اسکا مل جانا خواب ہی تو تھا ۔ اسکا ہو جانا حقیقت تو کبھی نہیں سوچی تھی کہ وہ اسکا ہو گا اسے مل جائے گا ہاں اتنے جتن سہنے کے بعد اسنے اسکا ہو نا ہے یہ نہیں سوچا تھا اسنے تین بار بڑی تیزی سے قبول ہے کہا انداز سپاٹ تھا علینہ دیکھ رہی تھی جبکہ علینہ کی دل کی دھڑکنوں کو سنتا تو سہی کبھی ۔۔۔۔

وہ کس طرح اسکے نام ہی کے ساتھ ساتھ دھڑک رہیں تھیں دونوں نے سائین کیے اور سہراب نے وہ نکاح نامہ لیا اور لے کر وہ باہر نکل گیا

خیر عیینہ یہ تو باخوبی جانتی تھی کہ وہ بد تمیز کتنا ہے نہ کسی سے ملا بس پیسے دے کر وہ وہاں سے باہر نکل کر دوبارہ گاڑی میں بیٹھ گیا نکاح ایسے کیا تھا جیسے سبزی

خریدی ہو اور بھلا کیا فرق پڑتا ہے نکاح ہی تو ہوا ہے سب کا ہوتا ہے کوئی خاص بات نہیں

علینہ نے گھیرہ سانس بھرا

تم ٹھیک ہو" اسنے اسکی خاموشی سے عاجزا کر پوچھ ہی لیا

۔ مجھے کیا ہوا ہے" لٹھ مار جواب آیا

ایسے ابنارمل کیوں بیہیو دے رہے ہو" وہ سیدھی ہو گئی تھی شاید لڑنے کا موڈ بنا چکی تھی

" تم سے شادی کر کے مجھے ابنارمل ہی ہونا ہے

وہ موڑ کاٹتے ہوئے سنجیدگی سے بولا

علینہ طنزیہ ہنسی

لائیک سیریسلی" اسے برداشت نہ ہوا وہ اسکا مذاق بنا رہا ہے

یس افکورس" وہ آئی برو آچکا کر سنجیدگی سے بولا

۔ تم نہایت بے کار آدمی ہو" علینہ غصے سے بھڑکی

شادی کی تمنا بھی تمھیں ہی مجھ سے تھی" وہ اسی پر ڈال گیا

" مطلب تم اس بات پر بھڑک رہے ہو کیونکہ تم نے مجھ سے نکاح کیا ہے

علینہ بات کی تہہ تک جانا چاہتی تھی

" ہاں کتنی عجیب بات ہے ہم دونوں نے شادی کر لی ہے

۔ وہ سٹیرنگ پر ہاتھ مار کر بولا

"سہراب

۔ علینہ غصے سے چیخی

۔ جبکہ ایک جاندار قہقہہ گاڑی میں ابھرا علینہ حیران رہ گئ

۔ وہ بے یقینی سے دیکھ رہی تھی

افکورس یار میں حیران ہوں میں تم سے شادی کر چکا ہوں مطلب میں کیسے شاید

۔ جوش میں ہوش گنوا چکا تھا" وہ افسوس سے بولا

جبکہ علینہ نے کھینچ کھینچ کر اسکے مکے مارے تھے

"روکو گاڑی روکو ابھی

۔ وہ بھڑکتی ہوئی بولی

"ارے روکو ابھی شادی ہوئی ہے آج ہی موت کے گھاٹ اترنا ہے

وہ اسکا ہاتھ ہٹانے لگا جس نے زبردستی گاڑی رکوائی تھی۔

" کیا

سہراب کچھ کہتا کہ علینہ نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا اور اسکی گود میں بیٹھ گئ

۔ سہراب نے اسکی جانب دیکھا

۔ اسکا چہرہ پہلے جیسا دیکھ رہا تھا

۔ اور قریب سے تو اور بھی خوبصورت

تم اس نکاح پر پچھتاؤ یہ نہیں۔۔یہ سوچو کہ تم مجھ سے شادی کیسے کر سکتے ہو مگر میں نے تم تک اور اس حق تک پہنچنے کے لیے کتنے سال سفر کیا ہے تم اندازا نہیں لگا سکتے"

۔ بھیگے لہجے سے وہ اسکا چہرہ تھام گئ

۔ سہراب نے گھیرہ سانس بھرا تھا

اور اسکا مظبوط بازو اسکی کمر کے گرد حائل ہو گیا

۔ اسنے علینہ کو اپنے سینے سے لگا لیا

اگر ساری دنیا مل کر بھی تمھیں چاہنے لگے گی نہ سہراب پھر بھی علینہ کی محبت کے پیمانے پورے نہیں کر سکتی ۔

تم تو بس لاڈلے ہو۔۔۔۔ تمھیں محبت کرنی نہیں آتی مجھے علم ہے میں تم سے کبھی محبت نہیں مانگو گی مگر "

۔ اسنے اسکا ہاتھ تھام لیا

مگر وعدہ کرو آج ابھی زندگی کی ہر تلخ یاد بھول کر مجھ سے پہلے کیطرح ملو گے مجھے ویسے ہی ملو مجھے ویسے ہی دیکھو میں تم سے کسی چیز کی خواہش نہیں کروں گی مگر خود میں کسی تکلیف کو قید مت کرنا شاید وہ لوگ تمھارے لائق نہیں تھے یہ وہ ماں باپ کہلانے لائق ۔

سہراب نے اسکے ہونٹوں پر اپنی بھاری انگلی رکھ دی ۔

" میں ان لوگوں کے بارے میں ایک لفظ بات نہیں کرنا چاہتا

" باقی جتنی بکواس کرنی ہے کر لو

وہ بولا اور سکون سے سیٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا

علینہ نے گھیرہ سانس بھرا وہ مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا

میرا دل کر رہا ہے میں باہر نکلو اور یہ جو اینٹیں یہاں پڑیں ہیں ان میں سے ایک اٹھا کر اپنے سر پر مار لو کس پاگل کتے نے کاٹا تھا مجھے جو تم سے محبت کی میں نے " وہ غصیلی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جبکہ وہ مسکرا رہا تھا

بہت بھاری ہو تم انا" اسنے منہ بنایا

"سہراب

علینہ نے اسکے سینے پر مکے برسائے اور اسپر سے ہٹنے لگی کہ سہراب نے اسے کھینچ لیا وہ اسکے سینے سے الگی

سہراب اسکا چہرہ دیکھتا اپنی مسکراہٹ کو اپنے ہونٹوں تلے دبانے لگا۔

علینہ جو شرمانے میں مصروف تھی اسے ہونٹ دانتوں میں دبائے ہنستے دیکھ کر وہ بھڑک کر دور ہوئ ویٹ آنا ویٹ مجھے کوشش تو کرنے دو دیکھو میں آج سے پہلے اتنا کنفیوز نہیں ہوا کسی بھی لڑکی کے لیے اب "

وہ ہنسا ۔

تم نہایت چیپ ہو بے حد چیپ بیوی سے رومینس کرتے ہوئے جان جا رہی ہے باقی دنیا پر اپنا فلرٹ لٹاتے پھیرتے تھے اور بات سنو جب میں تمھاری بیوی نہیں تھی تو کیا کیا بکواس کرتے تھے "

وہ غصے سے بولی "

ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو" سہراب کو بھی لگا ۔

۔ علینہ بڑی بڑی انکھوں سے اسے گھور رہی تھی

" ایکچلی تم سے کچھ نہیں ہو سکتا

اسنے اسکی دکھتی رگ دبائے اور ہٹ کر اپنی جگہ پر جاتی کہ سہراب نے اسکے بال سر کی پشت سے جکڑے اور اسے لمحوں میں اپنی جانب کھینچتا وہ اسکے چہرے پر جھکا تھا ۔

۔ شاید دونوں ہی آگاہ نہیں تھے

سہراب اپنی کاروائی میں مصروف ہونے لگا اور وقت گزرنے لگا وقت جیسے جیسے آگے بڑھنے لگا سہراب کی دلچسپی بڑھانے لگی اور اسنے ان لمحوں کو طویل تر کر کے علینہ کی جان پر بنادی تھی وہ سانس رکنے کے باعث اس سے جھٹکا کھا کر دور ہوئ

۔ سہراب ایکدم سیدھا ہوا

ٹوانٹر سٹینگ آئ تھینک یو آر ٹیسٹی" وہ اسے سٹیر نگ پر دھکیل کر دوبارہ اسکے چہرے پر جھکا ۔

علینہ اسے انکار کسی صورت نہیں کر سکتی تھی بھلے خود کتنی ہی تکلیف میں رہتی وہ

۔ اپنی من مرضی کر رہا تھا اور جب تک اسکا دل کیا وہ اپنی مرضی کرتا رہا

اور اپنی مرضی سے ہی وہ الگ ہوا تو دونوں کی سانسیں نہ ہموار تھیں

وہ گھیرے گھیرے سانس بھرنے لگی یہاں تک کے سہراب نے اسکے ہونٹوں

۔ سے کنارے سے نکلتے خون پر اپنا انگوٹھا رکھا اور اسے منہ میں چکھا

۔ علینہ کا چہرہ سرخ پڑ گیا اس حد تک کہ وہ اسکی نظروں میں دیکھ نہ سکی

۔ نہ وہ مزید اسکے پاس بیٹھ پا رہی تھی اٹھنے لگی

مگر سہراب نے یوں ہی دیکھتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر لی

علینہ اسکی نظروں سے بے حد پریشان ہو وہ چکی تھی یہاں تک کے پیشانی پر پسینے

۔ کے قطرے ابھر گئے

سہراب نے اسکی گھبراہٹ کو دیکھتے ہوئے اسکو سٹیرنگ پر سے ہٹا کر اپنے سینے

سے لگا لیا

۔ علینہ نے بھی اپنا چہرہ چھپا لیا

ہاں اسے ڈرائیو کرنے میں مشکل ہو رہی تھی مگر اسے بس سکون مل رہا تھا اسکا پاس ہونا اسکا ساتھ رہنا سکون سا لگ رہا تھا

وہ جانتا تھا وہ اس سے محبت نہیں کرتا وہ جانتا تھا اور شاید اسکے سینے سے لگی ہوئی یہ لڑکی بھی جانتی تھی کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتا

۔ نہ وہ اسے محبت دے سکتا تھا

وہ ایسا ہی تھا وہ اپنے ماضی کو ایک لمحے کے لیے یاد نہیں کرنا چاہتا تھا

یہ جان کر کے اسے کس معیار پر رکھ کر یہ انجام دیا گیا وہ بری طرح بد ظن اور ۔ بدگمان ہو گیا تھا

۔ مگر وہ اسکے بنا نہیں رہ سکتا وہ اسکے بنا رہ ہی نہیں پائے گا

۔ چھ مہینے اسنے ایسے گزارے تھے کہ ہر سانس کے ساتھ اسے یاد کیا تھا

اور یہ بات وہ مانتا تھا کہ اسے اسکی عادت تھی عادت بھی بہت سخت جان لیوا اور جس دن محبت ہو گئی وہ اعتراف بھی کر لے گا مگر سہراب خان اپنے وجود سے محبت ۔ کسی کو نہیں دے سکتا تھا مگر اسکی حفاظت سہراب کا اولین فرض تھا

۔ وہ فلیٹ میں اسے لے آیا تھا یہ اسکی پسندیدہ جگہ تھی

"سہراب ہم یہاں رہیں گے

علینہ نے حیرانگی سے پوچھا

۔ ہاں کیوں کیا ہوا" وہ اندر داخل ہوتے ہوئے خوش تھا

علینہ نے گہرہ سانس لیا

اس کباڑ خانے میں" علینہ افسوس سے بولی

شیٹ آپ" اسنے گھور کر دیکھا

۔ تو ہے یہ کباڑ خانہ" علینہ نے شانے اچکائے

تم کم اوور ہو" وہ انگلیاں اٹھا کر بولا علینہ کو مزاہ آنے لگا وہ اس کباڑ خانے کے لیے

۔ کتنا پوزیسیو ہو رہا تھا

اوکے ہم یہاں رہیں گے ہیپی" وہ اسے غصے میں دیکھ کر اسکا شانہ پکڑتی بولی

ایک بات بتاؤ" اسنے شانہ تھامے کھڑی علینہ کو دیکھا

ہمم" وہ بولی چاہت لٹاتا لہجہ تھا۔

۔ تم اب میرے کندھے سے چپکی رہو گی" وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا

۔ سہراب تم نے صرف میرا خون پینا ہے" وہ دور ہوتی بولی

۔ جبکہ اسکا قہقہہ بلند ہوا

تم تم" وہ کچھ کہہ نہیں پائی

"شوہر کی عزت کرو میڈیم آپ کہا کرو مجھے

۔ وہ شرٹ کے بٹن کھولتا بولا

۔ علینہ نے سانس حلق میں تارا

"مجھے تو بہت شوق تھا میں تمھیں محبت کے ہر لفظ سے پکاروں

وہ ایک قدم دور ہوتی بولی انکھوں میں بے تحاشہ پیار تھا۔

اچھا پھر محبت کرو مجھ سے اپنی آخری سانس تک کرو تاکہ میری روح کی تڑپ ختم

۔ ہو جائے" وہ اچانک اسکی گردن جکڑتا بولا

۔ بہت قریب سے اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا

علینہ نے اسکا وہ نشان جو کبھی اسنے چھونے نہیں دیا چھوا وہ کچھ نہیں بولا تھا

۔ وہ نرمی سے اسے دیکھ رہی تھی

۔ علینہ کی آنکھیں اسے بہت کچھ بتا رہیں تھیں اسنے اسے ایکدم بانہوں میں اٹھالیا

۔ اور اسکی آنکھوں میں دیکھتا

بولا

" ایک بات کہوں آنا

۔ وہ نرمی سے بولا

۔ جی" وہ چاہت سے بولی

۔ ایک فرمائش ہے" وہ ہلکی سی شرارت سے اسے سرخ کرتا بولا

۔ علینہ نے اسکا زخم پھر سے چھوا

۔ سہراب ایکدم بیڈ پر گیر گیا

۔ یہ زخم آج تک کسی نے نہیں چھوا تھا اور آج اسنے چھوا تو عجیب سا احساس ہوا تھا

وہ جیسے چاروں خانے چیت ہو گے تھے۔

اسے دیکھنے لگا

"بولیں

وہ نرمی سے اسے دیکھنے لگی

" بھول لگی ہے پاستہ بنا دو

وہ معصومیت سے بولا

علینہ ایکدم سیدھی ہوئی

حیران پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگی

۔۔۔ بمشکل اسکی بات ہضم کی

"اب۔۔ابھی

وہ دوبارہ پوچھنے لگی

وہ سر ہلا گیا

مطلب سہراب اس وقت یوں میرا مطلب ابھی" وہ پھر سے پوچھ رہی تھی

یس" وہ ہنسی روکتا بولا

بہت لمبا ضبط بھرا سانس کھینچا تھا علینہ نے وہ لڑکی زچ ہو گئ تھی ساری زندگی کیسے رہتی

سہراب میں واقعی جاؤں" وہ پھر سے بولی

۔ ہاں نہ پلیز" وہ ہاتھ سر کے پیچھے رکھتا بولا

اوپن کچن تھا سامنے ہی جانا تھا اسنے

وہ اس کے اوپر سے اٹھ گئ

۔ مٹھیاں بھینچ کر پاؤں پٹختی جانے لگی کہ اسنے بگڑی ہوئی شیرنی کو جکڑ لیا

جبکہ اسکا قہقہہ فلیٹ میں گونجا تھا اور علینہ اس سے بدلا لینا چاہتی تھی مگر سہراب اسپر شدت سے حاوی ہو چکا تھا وہ خود نہیں جانتا تھا وہ اسکے ساتھ کیوں اتنا سکون

محسوس کر رہا ہے کیوں اتنا خوش ہیں مگر وہ خوش تھا اسکے مل جانے پر اسکو پا لینے پر

۔

اسنے علینہ کو چند ہی لمحوں میں ہوش و حواس سے بیگانہ کر دیا تھا جبکہ علینہ کی

۔ چاہت میں بھی کمی نہ تھی

۔ چند سالوں بعد

وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا جبکہ میری فرمائش پر مجھے میری مرضی کا گھر لے کر دیا

ہے اور ساتھ میری ہر خواہش پر سر جھکا دیتا ہے۔

۔ وہ مجھ سے محبت کا لفظ نہیں بولتا تھا شاید وہ لفظ محبت سے ہی چیڑ تا تھا

مگر وہ میرے لیے سب کرنے کے لیے تیار تھا میرے لیے وہ میرا آوارہ مزاج سا

۔ عاشق صبح صبح اٹھ کر کام پر جاتا تھا

۔ وہ میرے ساتھ خوش تھا

۔ مگر اسکی آنکھوں میں ایک خلش تھی

اور وہ خلش اس دن پوری ہوئی جب ہماری بیٹی اس دنیا میں آئی

ہاہاہاں میری اور سہراب کی بیٹی بعض اوقات مجھے یقین نہیں آتا وہ میرا ہے وہ مکمل میرا ہے وہ اپنی بیٹی سے عشق کرتا ہے اسکی بیٹی جیسے جیسے بڑی ہوتی جارہی ہے اسکا بچپنا ختم ہوتا جارہا ہے ۔

وہ اپنی بیٹی سے روز "آئی لو یو ہنی" کہتا ہے ۔

کام پر جاتا ہے تو مجھ سے فون کر کے بار بار پوچھتا ہے اور گھر آنے کی کوشش کرتا ہے ۔

شاید میں نے کسی باپ کو اسکی بیٹی سے اتنی محبت کرتے عشق کرتے جان لٹاتے نہیں دیکھا تھا

جتنا میں نے سہراب کو اپنی بیٹی ہنی پر لٹاتے دیکھا تھا وہ بلکل سہراب جیسی تھی وہ روز مجھے بتاتے تھا وہ میرے جیسی ہے وہ اسکے ہاتھ چومتا ہے وہ اسکو تنگ کرتا ہے وہ اسکے ساتھ چھوٹا بچہ بن جاتا ہے وہ اسکا باپ دوست بھائی ہر رشتہ بن کر اسے نبھاتا ہے ۔

۔ اور وہ مجھ سے بہت سارے بچوں کی فرمائش کرتا ہے

۔ میں حیران ہو جاتی ہوں یہ وہی سہر اب ہے جو ہر چیز سے چیڑ کر بھاگتا تھا

۔ مجھے اچھا لگتا ہے وہ اپنی بیٹی پر اتنا ہی جان نثار رہے اتنا ہی عشق کرے

شاید اپنے دل کی محرومی کو دور کرتا ہے شاید وہ چاہتا تھا اسکا باپ یوں ہی اس سے بھی محبت کرے

پہلے مجھے لگتا تھا وہ صرف ہنی سے محبت کرتا ہے مگر جب عائث خان ہوا تو اسکی
۔ دیوانگی پر بس میں دور بیٹھ کر ہنستی ہی رہتی تھی

۔ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ اتنی ہی محبت کرتا تھا جتنی ہنی سے کرتا تھا

اور دونوں بہن بھائیوں میں بھی بے لوث محبت تھی میں جانتی ہوں وہ اپنی محرومی کو ختم کر کے شاید اپنے باپ کو دیکھانا چاہتا ہے کہ بچوں کی تربیت یوں بھی ہو سکتی ہے مگر آج اسکا باپ دیکھنے کے لیے نہیں

۔ اسکی ماں پوتا پوتی سے ملنے آتی ہے

وہ سہراب سے ملنا چاہتی ہے مگر وہ نہیں ملتا اسکی بہن اس سے ملنے کے لیے تڑپتی ہے مگر وہ نہیں ملتا ۔

اور میں فورس بھی میں کرتی جو اسنے سہا ہے وہ اسے ہی پتا ہے۔

مگر میں ان لوگوں سے اچھے سے ملوں یہ اسی کے آرڈرز ہیں ۔

" میں خوش ہوں بے حد اپنی زندگی میں ۔

اسنے ڈائیری بند کی ۔

کیونکہ وہ تینوں کمرے میں اچکے تھے ۔

" کیا لکھ رہی ہو

سہراب نے عائث کو گود میں اٹھایا ہوا تھا

آپکے لیے لکھ رہی تھی۔" وہ مسکرائی اسکے کہنے کے بعد وہ اسے آپ ہی کہتی تھی

یہ سہراب کی فرمائش کم اسکا اپنا شوق زیادہ تھا ۔

مما پاستہ" ہنی نے اسکی شرٹ کھینچی

"ہاں آنا ہم یہ ہی کہنے آئے تھے پاستہ بنا دوں ہم تھک چکے ہیں اب

وہ دونوں بچوں کے ساتھ بیڈ پر لیٹ گیا

" میں بناتی ہوں

اسنے جھک کر ہنی عائٹ اور اپنے سب سے خاص بچے کے بالوں کو بکھیراا اور باہر چلی گئ پیچھے وہ سب پھر سے کھیلنے لگے تھے سہر اب ان دونوں کے لیے چاکلیٹس لایا تھا وہ مسکرا کر۔۔ زندگی کے اس خوبصورت منظر پر خدا کی شکر گزار ہوتی کچن میں اگئ ____________

ختم شد

Novelistan